آسمانی سفرنامہ

شبیر حسن چشتی نظامی

فہرست مضامین

تمہید

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد زمانہ نبوت سے جوں جوں بُعد ہوتا جا رہا ہے مسلمانوں کی دینی حالت تبدیل ہوتی جا رہی ہے آج سے دس بیس پچاس برس پہلے مسلمانوں میں جسقدر روحانیت اور مذہب کا پاس تھا آج اُس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ آج مسلمانوں کی انقلابی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ وہ یا تو خدا و رسولؐ کو بالکل ہی فراموش کر چکے ہیں یا اگر خدا و رسولؐ کا نام ان کی زبان پر ہے تو انکا باطن اتنا گندہ اور گھناؤنا اور تاریک ہے کہ اس کا ذکر بھی تکدر طبع کا باعث ہے۔

جس امت کو نبیؐ کی یہ تعلیم تھی کہ موت کو یاد کیا کرو۔ موت مومن کا تحفہ ہے موت دوست حقیقی (حق سبحانہٗ) سے ملنے کا ذریعہ ہے آج اسی نبی کی امت موت کے نام سے اسدرجہ لرزہ براندام ہے کہ دنیاوی زندگی برقرار رکھنے کے لئے غیر ملکوں کی پناہ یا غیر قوموں کا سہارا حاصل کرنے میں مصروف ہے۔

قرن اول کے مسلمانوں کی یہی امتیازی خصوصیت تھی کہ وہ موت کو کوئی چیز سمجھتے ہی نہ تھے۔ انکے نزدیک آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی ہیچ تھی۔ تاریخ کے صفحات ایسے واقعات سے پُر ہیں کہ دولہا شب زفاف میں دلہن کے ساتھ ہمبستر ہیں جنگ کی تیاری کا حکم ہوتا ہے اعلان سنتے ہی دولہا دلہن کو چھوڑ کر ہتھیار سجا کر گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں پہونچ گئے خدا کے دشمنوں سے جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ فرشتوں نے آسمان سے آکر انکو غسل دیا

قرن اول کے مسلمانوں کا یہی جذبہ سرفروشی تھا جس نے انکو چند دنوں میں قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج کا وارث بنا دیا۔

اس کتاب میں موت کی حقیقت و کیفیت کے بیان کے ساتھ اس عالم کے حالات کا تفصیلی تذکرہ ہے جہاں دنیا سے رخصت ہونے کے بعد انسان کو قیامت تک رہنا ہوگا۔ اس عالم میں انسان کی روح اور جسم پر کیا کیا گذریگی۔ اس عالم میں خدا کے فرمانبردار کس حالت میں رہینگے اور کفار بدکردار کا کیا حال ہوگا موت کے وقت انسان کو کن کن سختیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ایسے نازک وقت میں کون کون سی چیز انسان کے کام آتی ہے اس کا مفصل بیان اس کتاب میں مذکور ہے۔

ترغیب و ترہیب چونکہ انسان کو عمل خیر کے واسطے برانگیختہ کرنے کے لئے ایک موثر ذریعہ ہے اسلئے عذاب برزخ کا پورا پورا حال سلیس انداز میں بیان کر دیا گیا ہے تاکہ ہر طالب خیر و شر اعمال کے انجام سے باخبر ہوسکے اپنے لئے شقاوت یا سعادت کی ایک راہ اختیار کرسکے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(نوٹ) اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں حسب ذیل کتب سے امداد لی گئی ہے
شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور (علامہ سیوطی رح) کتاب الرو[illegible] [illegible]
مطالب رشیدی (حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر کا کو[illegible]
علم الکتاب (حضرت خواجہ میر درد دہلوی رح) احیاء العلوم [illegible]
مشکوٰۃ شریف۔ نشر الطیب (حکیم الامت حضرت مولانا [illegible] علی رح)
فتاویٰ عزیزی (حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی)
شفا فی حقوق المصطفےٰ (علامہ قاضی عیاض رح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مساکن اربعہ

علمائے باطن نے لکھا ہے کہ عالم ارواح سے عالم وجود میں آنے کے بعد انسان کے رہنے کے چار مقام ہیں۔

(پہلا مقام) رحم مادر ہے جہاں ۹ ماہ بالکم وبیش رہنا پڑتا ہے۔
(دوسرا مقام) عالم شہادت یا موجودہ دنیا ہے۔ رحم مادر سے اس عالم میں منتقل ہونے کے بعد ہر انسان بعد از بلوغ احکام شرعیہ کا مکلف ہے۔ بالغ ہو جانے کے بعد اس پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں جس کے لئے صاحب قضا و قدر نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اسی عالم میں انسان کے لئے شقاوت و سعادت کی دو راہیں کھلی ہوتی ہیں۔ انسان کو قدرت و ارادہ دے کر اختیار عطا فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے لئے ان دونوں راہوں میں سے جونسی راہ چاہے اختیار کرلے۔ اسی عالم میں ہر انسان کو موت کے پنجۂ بیداد کا بھی شکار ہونا پڑتا ہے۔ روح قبض ہونے کے بعد انسان کی دنیاوی زندگی ختم ہو کر آخرت کی زندگی شروع

ہوجاتی ہے اور اس کے نیک و بد اعمال کے نتائج خیر و شر ظہور میں آنے لگتے ہیں
(تیسرا مقام) برزخ ہے۔ دنیاوی زندگی ختم ہونے کے بعد قیامت تک
ہر انسان کو اس عالم میں رہنا ہے۔ اس کتاب میں اسی عالم کے حالات
زیر بحث ہیں۔
(چوتھا مقام) ہر انسان کا وہ حقیقی مقام ہے جس کے لئے اسے حق
تعالےٰ نے پیدا کیا ہے یعنی دوزخ یا جنت۔

موت اور زندگی

علمائے تصوف نے لکھا ہے کہ انسان دو قسم کی ارواح کا مجموعہ ہے
ایک روح تو وہ ہے جو حیوانات کی جنس سے ہے اس کا نام روح حیوانی
ہے۔ دوسری روح وہ ہے جو ملائکہ کی جنس سے ہے اس روح کا نام
روح انسانی ہے۔

روح حیوانی اخلاط اربعہ کے لطیف بخارات کا نام ہے جو قعر قلب سے
بذریعہ رگوں کے دماغ میں پہونچکر اعتدال حاصل کر کے تمام اعضا میں تقسیم
ہوجاتی ہے۔ اسی روح سے آنکھوں میں بینائی۔ کانوں میں سماعت
زبان میں قوت ذائقہ۔ پیروں میں چلنے کی طاقت اور ہاتھوں میں قوت
گرفت پیدا ہوتی ہے۔
جب تک خدا تعالےٰ کے حکم سے روح کا مزاج معتدل رہتا ہے

ہاتھ پیر، ناک، کان کام کرتے نظر آتے ہیں۔ جب اعتدال زائل ہو جاتا ہے اور روح حس و حرکت کی قوت قبول کرنے سے عاری ہو جاتی ہے تو اعضا اس کے نور سے محروم ہو کر بے حس و حرکت ہو کر رہ جاتے ہیں یہی بے حسی اور تعطل مرگ حیوانی ہے۔

روح انسانی روح حیوانی کی طرح جسم نہیں بلکہ اس سے غایت درجہ لطیف ہے۔ انسان کی اصل حقیقت اور اس کی ذات یہی روح انسانی ہے۔ انسان کی حقیقت مثال کے طور پر اس طرح بیان کی جا سکتی ہے کہ قالب انسانی بمنزلہ چراغ کے ہے اور روح حیوانی بمنزلہ اس کی لَو کے ہے اور روح انسانی اس کی روشنی کی مثل ہے۔ روح انسانی اور روح حیوانی میں فرق یہی ہے کہ روح حیوانی کا اعتدال زائل ہوتے ہی جسم پر مردنی طاری ہو جاتی ہے جسم پر موت طاری ہو جانے کے بعد روح حیوانی فنا ہو جاتی ہے روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہیں کہ روح حیوانی کے فنا ہوتے ہی روح انسانی بھی فنا ہو جائے۔ جسم انسانی پر موت طاری ہو جاتی ہے مگر روح انسانی فنا نہیں ہوتی برقرار رہتی ہے اتنی بات ضرور ہے کہ روح انسانی جن اوصاف میں جسم خاکی کی شریک ہے جیسے بھوک، پیاس، نیند وغیرہ جو بغیر مادہ اور جسم کے ظہور میں نہیں آتے وہ موت حیوانی سے یقیناً زائل ہو جاتے ہیں لیکن وہ اوصاف جن میں قالب خاکی کی شرکت نہیں ہے مثلاً خدا کی معرفت اور اس کے جمال لازوال

کی زیارت اوران باتوں سے مسرّت اور فرحت یہ ذاتی اوصاف مرنے کے بعد برقرار رہتے ہیں۔ اگر معرفت کی جگہ جہل یعنی خدا کی پہچان نہیں ہے یہ بھی انسان کی ایک صفت ہے ہمیشہ ساتھ رہیگی یہ بات دوسری ہے کہ خدا کو نہ پہچاننا اور روح کا اندھاپن شقاوت ابدی کا موجب ہو۔

موت کی دو قسمیں ہیں

علمائے ربانی موت کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں اضطراری اور اختیاری۔ موت اضطراری وہ ہے کہ عمر مقررہ پوری ہوجانے پر ملک الموت روح قبض کرکے لیجائے اور اس کا نام علیین یا سجین میں لکھدیا جائے۔ اس قسم کی موت سے جسم حس و حرکت سے محروم ہوجاتا ہے۔ عقل جاتی رہتی ہے۔ اعمال منقطع ہوجاتے ہیں۔ موت اختیاری عرف شرع میں شہادت کے نام سے موسوم ہے۔ شہداء کو خدا کے یہاں جو خاص اعزاز حاصل ہے اس کا تذکرہ اسی کتاب میں دوسرے مقام پر درج ہے۔

انبیاء اور اولیاء اللہ کی موت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت ہر نفس [illegible]ت کا ذائقہ چکھنا پڑیگا۔ اس لئے کوئی نبی [illegible] ولی اس کی حیات بشری فنا سے محفوظ نہیں ایکبار موت کا مزا ضرو[illegible] پڑیگا لیکن عوام اور خواص کی موت میں بہت بڑا فرق ہے [illegible] علیہم السّلام کے اجسام پر اگرچہ دنیا میں ظاہری طور پر موت [illegible] جاتی ہے لیکن معرفت خداوندی

کی حیات حقیقی سے وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ مٹی انکے جسم کو نہیں کھاتی وہ اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے المومن حی فی الدارین (مومن دونوں جہان میں زندہ ہی رہتا ہے مرتا نہیں) ظاہری موت سے اگرچہ ان بزرگوں کے احوال متغیر ہو جاتے ہیں لیکن ان کے اجسام قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ حالت حیات میں یہ بزرگ جس منصب پر فائز ہوتے ہیں مرنے کے بعد بھی اسی منصب پر قائم رہتے ہیں بلکہ ان کے اعزاز و مراتب میں مزید ترقی ہوتی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ حیاۃ الانبیاء و الاولیاء حیوۃ دائمۃ فی الحقیقۃ لا یقطعہا الموت الصوری (انبیاء اور اولیاء فی الحقیقت حیات دائمی کے مالک ہیں ظاہری موت ان کی دائمی حیات پر اثر انداز نہیں ہوتی)

نیند بھی ایک قسم کی موت ہے

نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔ معدہ سے بخارات مرطوب دماغ پر صعود کر کے پٹھوں کو سست کر دیتے ہیں۔ اعصاب کی سستی سے انسان پر بے خبری کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور وہ آرام کی نیند سو جاتا ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے حق تعالٰے اپنے ہاتھ سے اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ سوئے ہوئے آدمی کو قبض روح سے وہ کیف و سرور محسوس ہوتا ہے کہ اس کو قبض روح کا احساس تک نہیں ہوتا۔ نیند کی حالت میں چونکہ روح

خدا کے ہاتھ میں رہتی ہے اس لئے سونے والا نیند میں راحت و آرام محسوس کرتا ہے۔

یہ موت حقیقی موت نہیں ہے کیونکہ روح کی نورانی شعاعیں نیند کی حالت میں جسم انسانی پر پڑتی رہتی ہیں جس وقت سونے والا بیدار ہوتا ہے وہ روح فوراً جسم میں واپس آجاتی ہے۔ سو کر اٹھنے کے بعد تکان کا احساس روح کی واپسی کا اثر ہوتا ہے حقیقی موت چونکہ ملک الموت کے ہاتھوں واقع ہوتی ہے اور ملک الموت سے زیادہ دنیا میں کوئی بے رحم نہیں ہے اس لئے مردہ کو جانکنی کے وقت سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

نیند میں ایک خاص قسم کی لذت اور موت میں تکلیف کے احساس کا راز یہی ہے۔

ہدایت اور شقاوت کا فلسفہ

انسان کو شرف اور فضیلت دیگر مخلوقات پر اسی بنا پر حاصل ہے اس میں معرفت الٰہی کی استعداد ہے۔ یہی معرفت دنیا میں اسکا ال و کمال ہے اور یہی معرفت آخرت میں اس کا ذخیرہ اور سامان ہے یہ استعداد حق تبارک و تعالیٰ نے قلب بنی آدم کو عطا فرمائی ہے اکو پہچاننا۔ خدا کے لئے کام کرنا اور خدا کی طرف دوڑنا قلب ہی

کام ہے۔ قلب جسم انسانی میں بمنزلہ حاکم کے ہے اور جمیع اعضا و جوارح اس کے آلات یا مددگار ہیں۔ اعضائے جسمانی پر قلب کی حکومت ایسی ہی ہے جیسے کہ حاکم یا بادشاہ کی حکومت رعایا پر ہوتی ہے۔ باینہمہ اعضائے جسمانی قلب کے اس درجہ مطیع و فرمانبردار ہیں کہ وہ بلا سوچے سمجھے بلا چون وچرا کئے ہر وقت تعمیل حکم کے لئے تیار رہتے ہیں۔

غرض اللہ کے نزدیک دل مقبول بھی ہے مردود بھی۔ مورد الطاف و کرم بھی ہے اور مورد عتاب بھی۔ اگر دل غیر اللہ سے محفوظ ہے اور اس کو صفائی و تزکیہ حاصل ہو گیا ہے تو مورد الطاف و کرم ہے۔ اور اگر غیر اللہ کی آلودگیوں سے ملوث ہے تو مورد عتاب ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح نے لکھا ہے کہ اہل طریقت کے نزدیک نفس ایک لطیفہ کا نام ہے جو قلب میں پیدا کیا گیا ہے یہی لطیفہ محل تمام اخلاق بد اور صفات مہلکات کا ہے انسان کا اس سے بدتر دشمن اور کوئی نہیں ہے دشمن کا دفعیہ تلوار سے ممکن ہے لیکن نفس کا دفعیہ انسان کی طاقت سے باہر ہے۔

قرآن شریف میں جگہ جگہ ہدایت و شقاوت کے بیان میں روح قلب اور نفس کا ذکر ہے۔ اس لئے ہدایت و شقاوت کا فلسفہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ روح نفس اور قلب کے حالات سے واقفیت حاصل کی جائے۔ انہی تینوں چیزوں کی واقفیت پر مدار دین و آخرت ہے۔

روح نفس اور قلب میں کیا فرق ہے یہ تینوں چیزیں درحقیقت ایک ہی ہیں لیکن چند اعتبارات سے ان میں فرق ہے۔

پس اس اعتبار سے کہ مبدء حیات ہے اس کا نام روح ہے
پس اس اعتبار سے تدبیر بدن کرتا ہے۔ اس کا نام نفس ہے
اور اس اعتبار سے کہ وہ عالم سفلی سے اعراض کرکے عالم علوی کی طرف عروج کرتا ہے اس کا نام قلب ہے۔

روح کی حقیقت حدیث میں ہے کہ جس وقت یہودیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو وحی الٰہی نازل ہوئی۔ قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (اے نبی کہدو روح خدا کا حکم ہے اور تمہیں جو کچھ علم حاصل ہے وہ نہایت ہی قلیل ہے۔)۔
اسی لئے علمائے ربانی کے نزدیک روح مجرد امر الٰہی کا نام ہے اور اس کی حقیقت کا صحیح علم حق تعالےٰ کو ہی حاصل ہے۔

روح کے بارے میں حکماء کے مختلف اقوال ہیں

بعض حکما کے نزدیک روح اس لطیف بخار کا نام ہے جو اخلاط لطیف اور صاف ہوا کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے۔
بعض کے نزدیک روح ایک جسم ہوائی کا نام ہے جو حرارت غریزی کے ساتھ مخلوط رہتا ہے۔
بعض حکماء رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کو روح کہتے ہیں۔

حضرت امام غزالی رح نے لکھا ہے کہ جسم انسانی میں دو روحیں کارفرما ہیں۔ ایک روح حیوانی جس سے اس کی زندگی قائم ہے اور دوسری روح انسانی۔ روح کی یہ دوسری قسم ہی امر الٰہی ہے اور اسی روح پر انسان کی موت و زندگی کا دارومدار ہے۔
روح حیوانی کا مرکز دماغ ہے اور روح انسانی کا مرکز قلب ہے

قلب اور اس کا مقام

روح (امرِ الٰہی) یا روح انسانی کا مقام قلب ہے۔ قلب صنوبری ... صورت کا ایک عضو سینہ میں بائیں جانب معلق ہے۔

نفس اور اس کی قسمیں

علمائے ربانی فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے انسان کے جسم میں نفس نام کا ایک جسم لطیف پیدا کیا ہے۔ نفس اگرچہ ایک ہی جسم لطیف ہے لیکن اوصاف کے اختلاف سے اس کے نام مختلف ہیں۔ یہی نفس اور انسان کی ذات مخاطب مکلف ماموروبنہی ہے۔ نفس کا جسم لطیف جسم انسانی میں بالکل اسی نوعیت سے ہے جس طرح گلاب گلاب کے پھول میں۔ پس یہ نفس اگر کلی طور پر خدا کی طرف متوجہ اور مائل ہے تو اس کا نام نفس مطمئنہ ہے اور اگر اس نفس کی پوری توجہ غیر اللہ کی طرف ہے تو اس کا نام نفس امارہ ہے اور اگر یہ نفس کبھی خدا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہو اور کبھی فسق و فجور کی طرف تو اس کا نام نفس لوامہ ہے۔

نفس ہی برائیوں کو پیدا کرتا ہے،

قرآن شریف میں حضرت یوسف علیہ السلام
کا قول مذکور ہے۔ ما ابرئ نفسی ان
النفس لامارۃ السوء۔ جب ایک نبی اپنے
نفس کی یہ کیفیت بیان کرتے ہیں کہ نفس ہی بری باتوں کا حکم دینے
والا ہے تو عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ علمائے طریقت نے نفس کا
مجاہدہ اسی لئے ضروری قرار دیا ہے کہ بغیر مجاہدہ کے راہ حق کا
پانا دشوار ہے۔ کتب تصوف و طریقت میں اس مجاہدہ کی پوری پوری
تفصیل موجود ہے جو حضرات اس سلسلہ میں مزید معلومات کے خواستگار
ہوں ان کو حضرت امام غزالی رح کی کتاب "کیمیائے سعادت"
کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

بہر حال جب نفس تمام برائیوں کی جڑ اور تمام صفات ذمیمہ کا
مجموعہ تھا۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس کو اپنا دشمن
سمجھنے کا ارشاد فرمایا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک (جو نفس تمہارے
دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اس کو اپنا دشمن سمجھو)۔

انسان پر دنیا میں ہوش سنبھالنے کے بعد سب سے پہلا فرض
خدا کی معرفت ہے۔ انسان عبادت کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے
معرفت کی راہ میں نفس ایک بہت بڑا راہزن ہے اس لئے
خدا کی پوری پوری معرفت حاصل کرنے کے لئے نفس کا علم حاصل کرنا

بھی ضروری ہے۔ نفس کی معرفت اور اس پر قابو حاصل کرنے کے بعد معرفت الٰہی کی راہ طے کرنا ممکن ہے۔ نفس کی معرفت حاصل ہونے کے بعد خدا کی معرفت دشوار نہیں۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

(جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا)

نفس کی معرفت کا سہل طریقہ یہ ہے کہ انسان نیکی اور بدی کی تفصیل مذہبی کتابوں سے معلوم کرکے بدی کی طرف راغب نہ ہو اور اگر کبھی غلطی سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس کا ذمہ دار نفس کو قرار دے کر خدا تعالےٰ سے طلب مغفرت کرے ✕✕

برزخ یا عذاب قبر کا بیان

یہ تو آپ سطور بالا میں پڑھ چکے ہیں کہ موت سے انسان کے ہاتھ پاؤں، ناک کان اور تمام اعضاء مختل بے حس اور شل ہو جاتے ہیں۔ روح حیوانی کے ختم ہو جاتے ہی ان اعضا میں کام کرنے کی اہلیت نہیں رہتی اور بیوی بچے مال و دولت دوست و احباب وہ تمام چیزیں جو بذریعہ حواس ادراک کی جا سکتی ہیں میت سے جدا ہو جاتی ہیں پس یہ چیزیں اس کو دنیا میں جس درجہ محبوب و مرغوب ہونگی موت کے بعد ان چیزوں کی جدائی اس پر اتنی ہی شاق گذریگی اور اگر وہ ان سب چیزوں سے

فارغ البال تھا اور اسے بقدر ضرورت ان چیزوں سے انس و محبت تھی محبوب اور مطلوب حقیقی اس کا حق سبحانہ تھا تو اس کو ان چیزوں کی جدائی کا الم تو کیا بلکہ اپنے مطلوب حقیقی سے ملنے کی وہ خوشی ہوگی کہ بیان نہیں کی جا سکتی۔

غرض جس شخص کے دل میں دنیا کی جس درجہ محبت ہوگی اسی قدر اس کو عذاب بھی ہوگا جو شخص دنیا میں صرف ایک چیز کو چاہتا ہوگا اس کو اس شخص کے برابر عذاب نہ ہوگا جو دنیا کی بہت سی چیزوں کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہوگا گویا ہر شخص کو قبر میں اذیت و راحت اس کی دنیا کی دوستی کے برابر ہوگی۔

اسی کتاب میں کافروں کے عذاب کے بارے میں آپ پڑھیں گے کہ ان پر ۹۹ اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک ڈستے رہیں گے اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ اژدھے دنیا کے اژدھے نہیں بلکہ اس کافر کی صفات و اعمال ہیں۔ یہ اژدھے مردے کی روح میں اس کے مرنے کے پہلے ہی سے موجود ہوتے ہیں دنیا کی دوستی ان اژدہوں کا اصل خمیر ہے۔ اگر یہ اژدھے کافر کی جان کے باہر ہوتے تو ممکن تھا کہ کسی وقت کچھ نہ کچھ آسانی ہو جاتی مگر جب یہ اژدھے خود اس کی جان کے اندر موجود ہیں اس کی عین صفات ہیں تو ان کے کاٹنے ڈسنے سے کسی وقت بھی نجات ملنا دشوار ہے۔ غرض انسان کے اعمال ہی قبر میں عذاب تو

کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

اگر ہم کافروں یا گنہگاروں کو عذاب ہوتا نہیں دیکھ سکتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عذاب دنیا کا تو ہے نہیں جو ہم آنکھوں سے مشاہدہ کر سکیں۔ یہ عذاب اس عالم کا ہے جو اس عالم سے بالکل جداگانہ ہے۔ اسی لئے اس عذاب کا مشاہدہ اور اس کے درد و تکلیف کا احساس مردہ تو کرتا ہے مگر ہم نہیں کر سکتے۔ لیکن قدرت اگر چاہتی ہے تو دنیا والوں کو بھی اس کا مشاہدہ کرا دیتی ہے (اسی کتاب میں عذاب قبر کا آنکھوں کا دیکھا حال اگلے صفحات میں مذکور ہے) جو لوگ ہر وقت محبت الٰہی میں سرشار اور خدا کی محبت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ان کو قیامت یا قبر کا عذاب و ثواب نظر آجاتا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ کثرت تدبر۔ تفکر اور محبت الٰہی سے ان کی روح حیوانی مضمحل اور سست ہو کر اس درجہ کو پہونچ جاتی ہے کہ ان میں اور مُردہ میں بظاہر تفاوت نظر نہیں آتا اس لئے مُردہ جن باتوں کا مشاہدہ کرتا ہے انہی باتوں کا مشاہدہ انہیں بھی ہونے لگتا ہے۔ اسی کتاب میں عذاب قبر سے متعلق جتنی احادیث مذکور ہیں وہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسی قسم کے مشاہدات تو ہیں۔

قبر کا روحانی عذاب سطور بالا میں جسمانی عذاب کا مختصر سا حال بیان کیا جا چکا ہے اب روحانی عذاب کا حال پڑھیئے۔

وحانی عذاب صرف روح کے لئے مخصوص ہے جسم سے اس کا کوئی
لق نہیں ہے۔

امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ روحانی عذاب دوزخ میں تین قسم کی
ل ہوتی ہے۔ ایک دنیا کی خواہشوں سے جدائی کی آگ
دوسری رسوائیوں سے شرمندگی کی آگ۔ تیسری حضرت ذوالجلال
کے جمال لازوال سے محروم رہنے کی آگ۔

(پہلی قسم) اوپر بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی خواہشات عذاب
کا باعث ہیں۔ دنیا کا عاشق جب تک دنیا میں رہتا ہے دنیا
س کے لئے جنت بنی رہتی ہے لیکن دنیا سے سدھارتے ہی یہ دنیا
س کے لئے دوزخ بن جاتی ہے جس شخص کو دنیا میں جسقدر تمتع
کامیابی حاصل ہوتی ہے دنیا سے اس کا عشق بھی اتنا ہی سخت
تا ہے۔ اتنا ہی اس شخص کو اس دنیا کے چھوٹنے کا غم بھی ہوگا۔
ل کے طور پر اگر کسی زبردست بادشاہ کو دشمن گرفتار کر کے غلام بنا لے
تو آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس غریب کا اس آفت ناگہانی سے
حال ہوگا اور اس کو کسقدر رنج ہوگا اور حکومت مال و دولت
ی بچوں کی جدائی کی آگ اس کے دل میں کس قدر بھڑکیگی اسکو
کل نہ چین آئیگی اور نہ کوئی دنیا کی چیز اسے اچھی معلوم ہوگی
اس کی یہی دلی خواہش ہوگی کہ کسی طرح میری موت آجائے اور

اور مجھے اس عذاب سے نجات مل جائے۔

دنیا کی محبت رکھنے والے بھی مرنے کے بعد اسی قسم کی آگ میں جلتے ہیں مگر اس عالم میں آنے کے بعد تو موت بھی نہیں آتی کہ کسی طرح اس عذاب سے چھٹکارا ملجائے یہاں آنے کے بعد تو کبھی واپس جانا ہی نہیں۔

۷ (دوسری قسم) شرم وندامت کی آگ ہے۔ کافر دنیا میں رہ کر ایسے اعمال کر گذرتا ہے جس کا ظاہر تو اچھا معلوم ہوتا ہے مگر باطن ان کا برا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن جب ان اعمال کی حقیقت واضح ہوگی تو اس کافر کی رسوائی و بدنامی اس درجہ ہوگی کہ وہ اس شرم وندامت کی آگ میں خود ہی سوختہ ہو جائیگا۔

(تیسری قسم) عذاب روحانی کی یہ ہے کہ انسان جناب الٰہی کے جمال بے مثال سے محروم رہے جب کافر نے دنیا میں رہکر معرفت الٰہی حاصل نہ کی اور تعلیم و کوشش سے دل کو کبھی صاف نہ کیا تو بعد از مرگ جمال الٰہی کا عکس اس کے دل میں نظر آنا محال ہے اس نعمت سے محرومی کی حسرت کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی گروہ کے ساتھ اندھیری رات میں ایسے مقام پر پہونچے کہ وہاں بہت سے سنگریزے پڑے ہوں اندھیرے کے باعث ان کا رنگ نظر نہ آسکے ساتھی یہ کہکر ان سنگریزوں کو اٹھالیں کہ یہ تو بڑے کام کے ہیں اور وہ اس خیال سے کہ سفر میں کون بوجھ

ٹھائے اور خدا جانے کل کو یہ کام آئیں یا نہ آئیں خود نہ اٹھائے بلکہ اپنے
ساتھیوں کو بھی احمق اور اُلّو بنا کے خالی ہاتھ چلے پھر روشنی میں پہنچکر
معلوم ہو کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سُرخ اور گوہر آبدار تھے۔ اس
قافلہ کے دوسرے افراد کو اس بات کا افسوس کریں کہ ہم زیادہ کیوں
اٹھا لائے۔ اس وقت اس بیوقوف کا جو حال ہوگا وہ قابل بیان
نہیں وہ آتش حسرت میں خود ہی جل بھن کر کباب ہو جائیگا۔ یہی حال
ان کافر کا بھی ہوگا جو خدا کے ہاں پہونچکر خدا کے دیدار سے محروم رہیگا

رُوح قبض کرنے کیلئے قدرت کا غیبی نظام

موت کیوں آتی ہے

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام اور ان کی ذریت
پیدا کیا فرشتوں نے عرض کیا کہ زمین میں اتنی وسعت کہاں ہے
اولاد آدمؑ کی تمام اولاد سما سکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں موت
پیدا کر دونگا۔ فرشتوں نے کہا۔ ہاں اب بنی آدم کے لئے دنیا کی زندگی
میں کوئی مزہ نہ رہیگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کے دلوں میں امید
پیدا کر دونگا +

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السّلام زمین پر اتارے گئے
ان سے کہا گیا ویرانی کے لئے مکان بناؤ اور مرنے کے لئے بچے پیدا کرو

دنیا میں جتنے انسان آجتک پیدا ہوچکے ہیں اگر سب کے سب زندہ رہتے تو زمین پر تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ یہ قدرت کی کرم فرمائی ہے کہ انسانوں کی بودوباش اور کھیتی باڑی کے واسطے زمین خالی رکھنے کے لئے اس نے موت پیدا فرمادی اور آمدورفت کا ایک ایسا سلسلہ قائم کردیا جس سے عالم کی آبادی میں توازن برقرار رہتا ہے جتنے مرتے ہیں اتنے ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس پر بھی دنیا کو افزائش نسل کی شکایت ہے اور دنیا کی حکومتیں اس کی انسدادی تدابیر میں مصروف ہیں۔

موت بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے

روایت ہے کہ حق تعالےٰ نے موت کو پیدا فرماکر اس کے سامنے دس لاکھ حجاب ڈال دیئے ہیں ہر ایک حجاب زمین آسمان سے کہیں بڑا ہے (موت کی جسامت اور اس کے طول و عرض کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے) کہ اگر تمام دنیا کے دریاؤں اور نہروں کا پانی اس کے سر پر ڈال دیا جائے تو ایک قطرہ پانی کا زمین پر نہ گرے اور تمام زمین موت کے سامنے اس طرح رکھی ہوئی ہے جس طرح کسی شخص کے پیروں میں ایک چھوٹی سی طشت رکھدی جائے۔

(حق تبارک و تعالےٰ نے موت کو پیدا کرکے اس پر ملک الموت (عزرائیل علیہ السّلام) کو مسلط فرمایا ہے) جس وقت اللہ تعالےٰ نے ملک الموت کو موت پر مسلط فرمایا تو ملک الموت نے عرض کیا یا الٰہی موت کیا چیز ہے؟ حق تعالےٰ نے موت کے سامنے سے تمام حجابات

اٹھاکر فرشتوں کو حکم دیا۔ آؤ موت کو دیکھ لو۔ فرشتوں نے جوں ہی موت کا نظارہ کیا بیہوش ہوکر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو حق تعالیٰ سے پوچھا اللہ تعالےٰ کیا موت سے بڑی کوئی چیز عالم میں موجود ہے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا موت میں نے پیدا کی ہے۔ موت سے بڑا میں ہوں اور مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ دنیا میں جتنی مخلوق میں نے پیدا کی ہے اس کا موت سے واسطہ ایک دفعہ ضرور پڑیگا۔

اس کے بعد حق تعالےٰ نے جب ملک الموت کو حکم دیا کہ موت کو پکڑ لو تو ملک الموت نے عرض کیا مجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ موت میری گرفت میں آسکے اس پر حق تعالےٰ نے ملک الموت کو خصوصی طاقت عطا فرمادی۔ ملک الموت نے اسکو پکڑ کر اپنے ہاتھ پر بٹھا لیا۔ اس کے بعد موت نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے ندا کرنے کی اجازت دی جائے۔ اجازت ملتے ہی موت نے ندا کی۔ میں موت ہوں میرا کام شہروں بستیوں کو اجاڑنا اور مخلوق کو فنا کے گھاٹ اتارنا ہے میں قبروں کو پُر کرنیوالی ہوں میرے ہاتھ سے تم بچکر کہیں نہیں جاسکتے چاہے تم کتنے ہی سنگین اور آہنی برج میں چھپ کر کیوں نہ بیٹھ جاؤ میں جس وقت کفار فجار کی روح قبض کرنے جاؤنگی تو میری ہیبتناک صورت دیکھکر اس کی روح سوال کریگی تو کون ہے کیوں آئی ہے۔ میں جواب دونگی میرا نام موت ہے میں تجھے دنیا سے لیجاؤنگی تیرے بچوں کو یتیم کردونگی۔ تیری بیوی کو بیوہ بنا دونگی۔ تیرا مال تیرے رشتہ دار

تقسیم کر لینگے۔ تیری بیوی دوسرا شوہر کرلے گی۔ یہ بات سنکر مرنیوالا میری طرف سے دیوار کی طرف منھ پھیر لیگا سامنے ملک الموت نظر آئیگا پھر دوسری طرف منھ پھیریگا ادھر بھی ملک الموت کھڑا ہوگا پھر میں کہونگی تم مجھے بھول گئے میں موت ہوں میں نے تمہارے والدین کی روح تمہاری موجودگی میں قبض کی مگر تم نے نصیحت حاصل نہ کی اب تمہاری بیوی اولاد کے سامنے تمہاری روح قبض کرونگی کاش تمہارے ورثہ اب بھی نصیحت حاصل کریں +

موت کے پیغامبر

روایت ہے کہ بعض انبیاءؑ نے موت سے کہا تھا کہ تو لوگوں کو اپنی آمد کی اطلاع پہلے سے کیوں نہیں دیتی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میری آمد سے بہت پہلے میرے قاصد میری آمد کا پیغام پہنچاتے رہتے ہیں۔ بیماری۔ بڑھاپا۔ بالوں کی سفیدی۔ نگاہ کی کمزوری ثقل سماعت یہ سب میرے قاصد ہی تو ہیں۔ میں روح قبض کرنے کے بعد بھی مرنیوالے سے کہتی ہوں کہ میں تجھے اپنی آمد کی اطلاع دیتی رہی مگر تجھے ہوش نہ آیا +

ملک الموت کے اعوان و مددگار

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کے ساتھ اور بھی بہت سے فرشتے ہوتے ہیں ان میں سے بعض فرشتے روح کو لیکر آسمان پر چلے جاتے ہیں اور بعض فرشتے میت کے لئے دعا پر آمین کہتے ہیں اور بعض دعا و استغفار اس وقت تک کرتے رہتے ہیں

جب تک ورثاء کفن دفن سے فارغ نہیں ہو جاتے ہو
ربیع بن انس رح فرماتے ہیں کہ ان سے کسی شخص نے سوال کیا کیا
ملک الموت تنہا روح قبض کر لیتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں
ملک الموت کے بہت سے فرشتے مددگار ہیں وہی اس کام کو انجام
دیتے ہیں۔ ملک الموت تو ان سب کے افسر کا نام ہے۔ ملک الموت
کی سرعت رفتار کا یہ عالم ہے کہ اس کا ایک قدم مشرق میں پڑتا ہے
تو دوسرا مغرب میں۔

موت کے وقت فرشتے میت کو چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موت کے وقت
فرشتے ہر طرف سے میت کو گھیرے اور جکڑے رہتے ہیں اگر ایسا نہ
کرتے تو موت کی سختی سے مرنے والا جنگلوں میں بھاگا بھاگا پھرتا۔

موت سے پہلے تکلیف کیوں ہوتی ہے

حضرت جابر بن زید رض فرماتے ہیں کہ پہلے ملک الموت بغیر کسی تکلیف کے
روح قبض کر لیا کرتا تھا لیکن جب لوگوں نے
اسے گالیاں دینی شروع کیں تو اس نے خدا تعالیٰ سے شکایت کی
اسی روز سے حق تعالےٰ نے موت سے پہلے درد اور تکلیف پیدا فرما دی
اس کے بعد لوگ ملک الموت کو تو بھول گئے اور یہ کہنے لگے کہ فلاں شخص
فلاں تکلیف میں مر گیا اور فلاں شخص فلاں تکلیف میں۔

موت چھپکر کیوں آتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ حضور سر
عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
ملک الموت انسان کے سامنے آکر روح قبض کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ
الموت حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی روح قبض کرنے کے ارادہ سے آ
موسیٰ علیہ السّلام نے اس کے منھ پر اتنی زور سے چانٹا مارا کہ اس
ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ ملک الموت نے خدا سے شکایت کی اور کہا
موسیٰ آپ کے برگزیدہ بندے نہ ہوتے تو میں ان پر خوب سختی کرتا۔ ا
تعالےٰ کا حکم ہوا جاؤ موسےٰ سے کہو کہ وہ کسی بیل کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھ
ان کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ان کی مقدار برابر ان کی عمر
بڑھا دی جائے گی یہ سنکر موسیٰ علیہ السّلام نے کہا اس کے بعد
کیا ہوگا۔ ملک الموت نے جواب دیا۔ وہی موت۔ موسیٰ علیہ السّلام
نے فرمایا ایسی زندگی مجھے درکار نہیں بس میری روح ابھی قبض
ملک الموت نے اسی وقت روح قبض کرلی اللہ تعالیٰ نے اس
آنکھ درست کر دی۔ اس واقعہ کے بعد موت نے سامنے آنا چھوڑ

سکرات موت کا بیان

علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دنیا میں جا
سے زیادہ کوئی تکلیف سخت نہیں ہے۔
انسان کے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں پھر بھی نزع کے
وقت کی تکلیف اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔
شمائل ترمذی میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جانکنی کے

اس قدر سخت تکلیف ہوئی کہ بی بی فاطمہ رض دیکھکر رونے لگیں۔ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی تکلیف مجھے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ سکرات کے وقت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا منگایا۔ باربار اپنا ہاتھ مبارک پیا
میں ترکر کے روئے اقدس پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے ان سکرات
الموت حق۔

مرآۃ العالمین میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر سکرات کی اسقدر
شدت تھی کہ چہرہ مبارک کا رنگ کبھی سرخ ہوجاتا تھا اور کبھی زرد
اور اپنا ہاتھ پانی سے ترکر کے اپنی نورانی پیشانی پر پھیرتے تھے او
فرماتے تھے۔ اے خدا میری مدد کر۔ اور کبھی داہنا ہاتھ دراز کرتے
تھے اور کبھی بایاں۔ اسی حالت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مکان کی
چھت کی طرف نظر کرتے ہوئے فرمایا۔ اللّٰھم الرفیق الاعلےٰ۔ اتنے
میں آپ کی روح مبارک جوار رحمت الٰہی میں منتقل ہوگئی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سکرات موت مومن کیلئے
گناہوں کا کفارہ بنجاتا ہے اور کافر کو موت کے وقت ہی اسکے نیک
عمل کی جزا دے دی جاتی ہے۔

موت کی تکلیف کسقدر ہوتی ہے

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ دنیا و آخرت
کی تکلیفوں میں موت بہت خوفناک ہے مومن
کے لئے اور اگر کوئی شخص آرہ سے چیرا جائے

قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا دیگ میں بند کر کے پکایا جائے تو موت اس سے بھی زیادہ تکلیف دینے والی ہے۔

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ موت کی سختی اور تکلیف کیسی ہوتی ہے۔ فرمایا آسان موت ایسی ہے جیسے کانٹے دار شاخ کو ریشم میں ڈال کر کھینچے سو ہر کانٹے کے ساتھ ریشم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلتا ہے۔

ملک الموت دنیا میں ہزاروں آدمیوں کی روح کیونکر قبض کرتا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک روز ملک الموت سے دریافت کیا کہ اگر ایک آدمی مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں۔ کہیں وبا پھیل رہی ہو۔ کہیں لڑائی ہو رہی ہو ایسی حالت میں قبض روح کا کام کس طرح انجام دیتے ہو۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ میں ایسے مواقع پر ارواح کو اللہ کے حکم سے بلاتا ہوں۔ وہ میری ان دونوں انگلیوں کے درمیان آکر جمع ہو جاتی ہیں۔ میرے سامنے تمام زمین اس طرح سمٹ کر آجاتی ہے جس طرح کسی آدمی کے سامنے ایک طشت رکھدی جائے اور وہ اس میں سے مٹھی بھر کر جو چیز چاہے لیلے اور جو چیز چاہے چھوڑدے تمام دنیا کے میدان اور پہاڑ موت کی دونوں رانوں کے درمیان ہیں۔ ملک الموت کے ساتھ رحمت اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں نیک بندوں کی روح قبض کر کے رحمت کے فرشتوں کے حوالے

کردی جاتی ہے اور کفار کی روح عذاب کے فرشتوں کو دیدی جاتی
جب موت کی قوت اور قدرت کا یہ عالم ہے تو پھر کیونکر ممکن
ہے کہ کوئی جاندار اس کے پنجہ گرفت سے آزاد ہو سکے۔

ملک الموت خدا کے حکم سے روح قبض کرتا ہے

معمر کہتے ہیں کہ ملک الموت کو کسی شخص
کی موت کا اس وقت تک علم نہیں
ہوتا جب تک اس کو روح قبض
کرنے کا حکم نہ دیا جائے +

ملک الموت ہر روز گھروں میں چکر لگاتا رہتا ہے

حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ موت روزانہ
تین تین مرتبہ ہر مکان کا طواف کرتی
رہتی ہے جس شخص کا رزق اور عمر ختم
ہوجاتی ہے اس کی روح قبض کرلیتی ہے۔

ملک الموت کی صورت شکل

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو خلعت خلّت پہنایا گیا تو ملک الموت
بھی خدا کی اجازت سے ابراہیم علیہ السّلام کو مبارکباد دینے آئے۔
ابراہیم علیہ السّلام نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد ان سے پوچھا ذرا یہ تو
بتاؤ تم کافروں کی روح کس طرح قبض کرتے ہو۔ ملک الموت نے کہا
آپ اس وقت کا ہیبتناک نظارہ دیکھ نہ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ
نہیں۔ ملک الموت نے کہا اچھا ذرا منھ پھیر لو۔ حضرت ابراہیم علیہ
السّلام نے منھ پھیر کر جو اس کی طرف دیکھا تو ایک کالا آدمی اتنا لمبا

نظر آیا جس کا سر آسمان سے لگا ہوا تھا منھ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور اس کے جسم کا ایک ایک بال ایک مرد کی صورت شکل تھا اس کے منھ اور مسامات سے بھی آگ کی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام یہ نظارہ دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو ملک الموت اپنی پہلی صورت میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کافر کو غم اور سختی نہ بھی ہو تمہاری یہ ہیبتناک صورت ہی اس کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اب ذرا مومن کی قبض روح کا منظر دکھاؤ۔ ملک الموت نے کہا اچھا منھ پھیر لو۔ ابراہیم علیہ السلامؑ نے منھ پھیر کر دیکھا تو سامنے ایک نہایت ہی خوشرو خوش لباس اور خوشبودار جوان بیٹھا ہوا نظر آیا آپ نے فرمایا اگر مومن کو کرامت و بزرگی حاصل نہ بھی ہو تمہاری یہ حسین وجمیل صورت ہی ایسی ہے کہ دیکھتے ہی روح اس پر فدا ہو جائے۔

کتاب السلوک میں مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ ملک الموت کے جسم پر چار ہزار پر ہیں اور اس کے جسم پر دنیا کے تمام جانداروں کی مقدار کے برابر ناک کان ہاتھ اور ان کی صورتیں ہیں ملک الموت جس شخص کی روح قبض کرنا چاہتا ہے انہی ہاتھوں سے کر لیتا ہے اور اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے جسم سے اس شخص کی تصویر محو ہو جاتی ہے۔ اور ملک الموت کے چار چہرے ہیں۔ ایک چہرہ تو سامنے کی جانب ہے۔ دوسرا سر پر ہے تیسرا پشت پر ہے اور

چوتھا پیروں کے نیچے ہے۔

روح اور ملک الموت کا مباحثہ حدیث میں ہے کہ جب ملک الموت کسی مومن کی روح قبض کرنے جاتا ہے تو روح اس کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کرتی ہوئی کہتی ہے کہ جب تک تمہارے پاس خدا کی طرف سے آنے کی سند نہ ہو میں تمہاری بات ماننے کو تیار نہیں۔ مجھے جس وقت حق تعالےٰ نے پیدا فرمایا تھا اور مجھے جس وقت جسم میں ڈالا تھا اس روز تمہارا وجود کہیں بھی نظر نہ آیا آج تم مجھے بلانے آئے ہو بلا کسی سند کے تمہاری کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔ ملک الموت یہ سُنکر بارگاہ الوہیت میں عرض گذار ہوتا ہے کہ فلاں بندے کی روح ایسا ایسا کہہ رہی ہے فرمایئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ٹھیک بات کہہ رہا ہے جاؤ جنت سے ایک سیب لے آؤ اور وہ سیب اس بندے کو دکھا دو۔ ملک الموت جنت سے ایک سیب لے آتا ہے اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ روح اسم الٰہی کو دیکھتے ہی چشم زدن میں جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔

مرتے وقت آدمی کی زبان کیوں بند ہو جاتی ہے روایت ہے کہ مرتے وقت فرشتوں کو دیکھکر آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے تو چار فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں پہلا فرشتہ سلام کرنے کے بعد کہتا ہے۔ اے اللہ کے بندے میں تیرے

رزق پر موکل تھا میں تمام زمین پر تلاش کر آیا ہوں مجھے تیرے رزق کا لقمہ کہیں نہیں ملا۔ اس کے بعد دوسرا فرشتہ سلام کے بعد کہتا ہے کہ میں تیرے پانی پر موکل تھا میں تمام زمین پر تلاش کر آیا مگر تیرے نصیب کا پانی کا ایک قطرہ بھی مجھے نہیں ملا۔ تیسرا فرشتہ کہتا ہے کہ میں تیرے سانس پر موکل تھا مگر اب زمین پر کہیں بھی ایک سانس نظر نہیں آیا پھر چوتھا فرشتہ کہتا ہے کہ میں تیری عمر پر موکل تھا اب زمین پر تیری عمر کا کوئی حصہ موجود نہیں اس کے بعد نامہ اعمال لکھنے والے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور سلام کرنے کے بعد اس کو اعمال نامہ دکھاتے ہیں۔ اس وقت میت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں وہ دائیں بائیں دیکھتا ہے اور نامۂ اعمال پڑھنے سے ڈرتا ہے اس کے بعد ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتے ہیں

مرنے کے بعد آنکھ کیوں کھلی رہ جاتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کی آنکھ کھلی رہ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی کو معلوم ہوگا۔ ارشاد ہوا جب ملک الموت اس کی روح آسمان کی طرف لیجاتا ہے تو آنکھ اپنی روح کو آسمان پر جاتی دیکھتی ہے۔

حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں کہ جب ملک الموت گردن کی رگ

پکڑتے ہیں تو مرنے والے کی زبان بند ہو جاتی ہے ۔ کسی کو نہیں پہچانتا ۔ دنیا اور دنیا والوں کو بھول جاتا ہے ۔

ملک الموت مومنوں پر نرمی کرتی ہے

ایک انصاری سکرات موت میں مبتلا تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کے سرہانے تشریف فرما تھے ۔ حضورؐ نے ملک الموت کو دیکھکر فرمایا اے ملک الموت یہ میرا رفیق ہے اس کے ساتھ نرمی برتنا ملک الموت نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ اطمینان رکھئے میں ہر مومن سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہوں ۔

موت سے پہلے فرشتوں کا آنکھوں دیکھا نظارہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مرنے والے کو فرشتے اور ملک الموت نظر آنے لگتا ہے تو اس وقت دنیا کے لوگوں کی جان پہچان جاتی رہتی ہے ۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحہ نے وفات سے چند منٹ پہلے سر اٹھا کر بہت تیز نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا ۔ لوگوں نے کہا آپ کیا دیکھ رہے ہیں فرمایا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ جن ہیں نہ انسان (یعنی فرشتے ہیں)

حضرت محمد بن واسع رحہ مرنے سے چند منٹ پہلے کہنے لگے میرے اللہ کے فرشتے آجاؤ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھے ایسی خوشبو سونگھائی گئی ہے کہ اس جیسی خوشبو دنیا میں نہیں ۔ یہ کہتے

ہی آنکھیں بند کر لیں اور داصل بحق ہو گئے۔

مومن اور کافر کی روح کیونکر قبض کیجاتی ہے

مومن کی قبض روح کا ایک نظارہ

بیہقی نے براء بن عازب سے مرفوعاً ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کے ایک حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کی قبض روح سے پیشتر آسمان سے سفید صورت وشکل کے فرشتے اُترتے ہیں ان کے ہاتھوں میں جنت کا کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں اور وہ میت کے ارد گرد اس طرح بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک نظر کام کر سکتی ہے یہی فرشتے بیٹھے نظر آتے ہیں اسکے بعد ملک الموت روح قبض کرنے آتا ہے اور میت کے سرھانے بیٹھ کر روح کو مخاطب کر کے کہتا ہے اے روح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا مندی کی طرف نکل آ۔ اس حکم کے سنتے ہی روح اس طرح جسم سے نکل آتی ہے جس طرح مشک کے دہانہ سے پانی کا قطرہ ٹپک جاتا ہے اس کے بعد وہ روح ان فرشتوں کے حوالہ کر دی جاتی ہے وہ اس روح کو جنت کے کفن اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں اس وقت اس روح میں سے مشک کی سی خوشبو پھوٹ پڑتی ہے۔ پھر یہ فرشتے اس روح کو لیکر آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں راہ میں ان فرشتوں کا

گذر فرشتوں کی جس جس جماعت پر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں واہ کیا اچھی خوشبو ہے۔ یہ فرشتے میّت کا نام تعظیم و تکریم سے لیکر تعارف کراتے ہیں یہاں تک کہ دنیا کے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ دروازہ کھلواتے ہیں۔ پہلے آسمان کے فرشتے مشایعت کرتے ہوئے دوسرے آسمان پر پہونچا دیتے ہیں اسی طرح چھ آسمان طے کرنے کے بعد جب روح ساتویں آسمان پر پہونچتی ہے تو اللہ تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کا نام علیین میں لکھدو اور اس کو زمین پر واپس لیجاؤ۔ زمین سے ہی میں نے اسے پیدا کیا تھا اور اب زمین پر ہی واپس لوٹا رہا ہوں اور زمین سے ہی قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرونگا۔ اس کے بعد یہ روح زمین پر واپس آتی ہے اور میت کے جسم میں داخل کردی جاتی ہے۔ اس کے بعد دو فرشتے اس کو قبر میں بیٹھلا کر سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کون تھے۔ میّت ان کے سوالات کے صحیح صحیح جواب دیتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں بیشک تو نے سچ کہا اسی وقت آسمان سے ندا آتی ہے میرے بندے کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھولدو۔ جنت کا دروازہ کھلتے ہی جنت کی روح پرور ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے۔ اور قبر میں حد نگاہ تک کشادگی کردی جاتی ہے۔ اس کے بعد میت کے نیک اعمال ایک حسین و جمیل شخص کی صورت میں میت کے سامنے آکر رفاقت کا وعدہ کرتے ہیں

کافر کی روح قبض ہونے کا ایک منظر

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ کافر کی قبض روح کے وقت سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے آکر اس کے ارد گرد حد نظر تک بیٹھ جاتے ہیں اس کے بعد ملک الموت میت کے سرہانے بیٹھکر روح کو حکم دیتا ہے اے خبیث روح اللہ کی ناراضی اور غضب کی طرف نکل آ۔ یہ سنتے ہی روح ڈر کے مارے سارے بدن میں دوڑی پھرنے لگتی ہے مگر طرح طرح کی سختی سے اس کی روح جسم سے نکال لی جاتی ہے اور وہ فرشتے اس روح کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اس وقت اس روح میں سے مردار سڑے ہوئے جانور کی سی بدبو پھوٹنے لگتی ہے فرشتے اس روح کو لیکر آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر نہیں کھلتا۔ حکم ہوتا ہے کہ اس کا نام سجین میں لکھدو اس کے بعد یہ روح زمین پر پھینکدی جاتی ہے اور جسم میں داخل کرکے فرشتے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ جواب دیتا ہے مجھی معلوم نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ اس کے جواب میں بھی لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔ پھر حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کرتے ہیں وہ اس کا بھی یہی جواب دیتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ اس وقت آسمان سے ندا آتی ہے۔ میرے بندے نے جو کچھ کہا بالکل جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ کا بستر بچھا دو اور دوزخ کا ایک دروازہ کھولدو۔ دروازہ کھلتے ہی دوزخ کی گرمی اور آگ کی

پسلیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں پھر اس کو قبر اس زور سے دبوچتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہو جاتی ہیں۔

اولیاء اللہ کی روح قبض ہونے کا رشک آفریں منظر

حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ جب اپنے کسی ولی کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو حکم ہوتا ہے جاؤ میرے فلاں ولی کی روح قبض کر لاؤ یہ حکم ملتے ہی ملک الموت پانچسو ۵۰۰ فرشتوں کی جمعیت لیکر روانہ ہوتا ہے۔ ان فرشتوں کے پاس جنت کی قسم قسم کی خوشبوئیں خوشبودار پھول اور جنت کا ایک ریشمی رومال ہوتا ہے جو مشک کی خوشبو سے معطر اور بسا ہوا ہوتا ہے۔ اب ملک الموت سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور گرد پانچسو ۵۰۰ فرشتوں کا مجمع ہوتا ہے۔ یہ تمام فرشتے اس کے ہر ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھدیتے ہیں اور مشک میں بسا ہوا رومال اسکی ناک کے سامنے کر دیتے ہیں جنت کا ایک دروازہ بھی کھول دیا جاتا ہے یہ تمام انتظامات مکمل ہونے پر ملک الموت نہایت پیار و محبت سے روح کو مخاطب کرتا ہے اللہ کی خوشنودی و رضا کی طرف نکل آ۔ روح اس قدر آسانی سے نکل آتی ہے جس طرح گندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکل آتا ہے۔ اس کے بعد تمام فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں۔ یہ روح اپنے جسم کو مبارکباد دیتی ہے کہ آج کا دن تیرے لئے نہایت ہی سعید ہے آج تجھے بھی نجات مل گئی اور تیری وجہ سے مجھے بھی

نجات نصیب ہوتی جسم بھی روح کو اسی طرح کی مبارکباد دیتا ہے
اس کے بعد وہ فرشتے اس ولی کے جسم کو جنت کا کفن پہناتے ہیں
اور گھر سے قبر تک دو رویہ صف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور استغفار
پڑھتے ہوئے استقبال کرتے ہیں۔ اس کے بعد جب اس ولی کی
روح آسمان پر جاتی ہے تو پہلے آسمان پر حضرت جبرئیل ستر ہزار
فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہوئے جنت کی بشارت دیتے
ہیں اس کے بعد ملک الموت اس روح کو لیکر عرش پر پہنچتا ہے تو
روح فوراً سجدہ میں گر پڑتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے
کہ میرے بندے کی روح واپس لے جاؤ۔ اس کے بعد قبر میں دو فرشتے
آتے ہیں ان کی نگاہ بجلی سے زیادہ تیز اور آواز رعد سے زیادہ کڑک دار
دانت گائے کے سینگوں کی طرح اور ان کے منھ سے آگ کے شعلے نکلتے
ہوتے ہیں یہ دونوں فرشتے اس قدر سخت مزاج ہوتے ہیں کہ رحم و کرم کا
ان کے پاس گذر نہیں۔ ان دونوں فرشتوں (منکر نکیر) کے ہاتھوں میں
ایک اتنا بھاری گرز ہوتا ہے کہ تمام جنات و انسان ملکر بھی اسکو اٹھا
نہیں سکتے۔ فرشتوں کے کہنے سے وہ ولی قبر میں اٹھکر بیٹھ جاتا ہے
فرشتے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ تیرا نبی
کون ہے ؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب خدا وحدہ لاشریک لہ ہے اور
میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہے
یہ جواب سُنکر وہ کہتے ہیں بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد قبر چاروں

طرف سے وسیع کردی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے ذرا اوپر نظر اُٹھاکر دیکھو وہ اوپر نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو جنت کا دروازہ کھلا ہوا نظر آتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی یہی تیرا ٹھکانا ہے پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اب ذرا نیچے دیکھو۔ نیچے دوزخ کا دروازہ کھلا ہوا نظر آتا ہے وہ کہتے ہیں اے اللہ کے ولی اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس سے نجات عطا فرمائی اس کے بعد ستتر دروازے جنت کی طرف کھولدیئے جاتے ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ولی کی روح قبض ہوجانے کے بعد چالیس دن تک وہ جگہ جہاں وہ عبادت کیا کرتا تھا روتی رہتی ہے اور آسمان کے جس دروازے سے اس کا رزق آتا تھا اور اس کے اعمال آسمان پر جاتے تھے وہ بھی روتے رہتے ہیں سلفی نے ابوسعید حسن علی واعظ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے بعض کتب میں لکھا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کے ہاتھ پر نورانی خط سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیتا ہے اور اس کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں عارف کو یہ ہاتھ دکھا دینا۔ ملک الموت ایسا ہی کرتا ہے اس تحریر کو دیکھتے ہی چشم زدن میں روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ مقربین کی ارواح اس طرح قبض کی جاتی ہیں کہ جنت کی ایک پھولدار شاخ ان کی ناک کے سامنے کردی

جاتی ہے اس کی خوشبو سونگھتے ہی روح جسم سے جدا ہوجاتی ہے

دشمنانِ خدا ورسول کی قبض روح کا ہیبتناک منظر

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالےٰ اپنے کسی دشمن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو حکم ہوتا ہے۔ جاؤ میرے فلاں دشمن کی روح قبض کرلاؤ میں اس کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازتا رہا مگر وہ برابر میری نافرمانی کرتا رہا۔ آج اسے اس نافرمانی کا مزہ چکھاؤنگا۔ یہ حکم پاتے ہی ملک الموت ایک نہایت ہیبتناک اور مکروہ شکل میں اس شخص کے پاس پہونچتا ہے اس وقت ملک الموت کے ساتھ پانسو عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں ان کے پاس آگ کے کوڑے۔ آگ کے انگارے اور پگھلا ہوا تانبہ بھی ہوتا ہے۔ ملک الموت کے ہاتھ میں ایک عجیب غریب گرز ہوتا ہے جس میں بیشمار خار ہوتے ہیں۔ ملک الموت وہ گرز اس زور سے اس کا ذرکے مارتا ہے کہ اس کے تمام خار اس کی رگ رگ میں پیوست ہوجاتے ہیں پھر اس کو دائیں بائیں کروٹ خوب ہچکولے دیتے جاتے ہیں اس کے پیروں کے ناخنوں کی روح نکل جاتی ہے۔ ان ہچکولوں سے وہ دشمن خدا اونڈھے منھ گر پڑتا ہے۔ فرشتے اس کے جسم پر آگ کے کوڑوں کی ضرب لگاتے ہیں اس کے بعد اسکو پھر جھنجھوڑا جاتا ہے اب اس کی روح ایڑیوں تک نکل آتی ہے اب وہ گھٹنوں کے بل گرپڑتا ہے۔ فرشتے پھر آگ کے کوڑوں سے ادھما

کردیتے ہیں غرض یہ کہ اسی عالم میں جب اس کی روح نکلتے نکلتے حلق تک آجاتی ہے تو وہ فرشتے دوزخ کی آگ اور پگھلا ہوا تانبہ اسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھدیتے ہیں اس وقت ملک الموت روح کو حکم دیتا ہے نکل ملعون روح خدا کے عذاب اور غصہ کی طرف۔ جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو روح جسم سے کہتی ہے جا تیرا ناس ہو تو خود بھی تباہ ہوا تو نے مجھے بھی تباہ کیا۔ یہی الفاظ جسم بھی روح کو کہتا ہے۔ زمین بھی اس پر لعنت کرتی ہے اور شیطان کا لشکر تو اس قدر خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد اسکو قبر اس قدر زور سے دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں چور چور ہو جاتی ہیں اور دو کالے سانپ ایک سرہانے ایک پائینتی اس پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک ڈستے رہیں گے۔ اس کے بعد منکر نکیر سوال جواب کرتے ہیں۔ صحیح جواب نہ دینے پر اس کی طرف دوزخ کے بہتر دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن کی حرارت اور آگ کی لپٹوں سے وہ قیامت تک جھلستا رہے گا +

مرتے وقت مردے کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

محمد بن علی کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے میت کے سامنے اس کے اعمال خیر و شر پیش کئے جاتے ہیں نیک اعمال دیکھکر اس کو خوشی ہوتی ہے اور بد اعمال دیکھکر سخت رنج و غم محسوس کرتا ہے +

نمازی آدمی پر ملک الموت کی شفقت

جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ ملک الموت سب لوگوں میں نماز
تلاش کرتے ہیں اور جب موت کے وقت روح قبض
کرنے آتے ہیں تو اگر میت نمازی ہے تو وہ شیطان
کو اس کے پاس سے دفع کرکے کلمہ شہادت کی تلقین دیکر روح قبض کر لیتے ہیں۔

روح قبض کرتے وقت مومن کو اللہ کی خوشنودی کی بشارت دیجاتی ہے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے جو شخص اللہ سے ملاقات
کو محبوب رکھتا ہے اللہ بھی
اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص مکروہ سمجھتا ہے اللہ
بھی اس کی ملاقات کو مکروہ سمجھتا ہے۔ یہ سُنکر حضرت عائشہ نے
فرمایا ہم تو موت کو بہت ہی بُرا سمجھتے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ نہیں۔ مومن کو موت کے وقت اللہ کی خوشنودی کی بشارت
دی جاتی ہے ✦

علامہ ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت عائشہ رضؓ سے یہ روایت
نقل کی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ موت کے وقت
مومن فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ فرشتے کہتے ہیں کہ
اگر تمہاری خواہش دنیا میں رہنے کی ہو تو ہم تمہیں دنیا میں رہنے
دیں۔ مومن کہتا ہے نہیں نہیں میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا
مجھے تو خدا کے ہاں لے چلو اور کافر سے جب یہ بات کہی جاتی ہے
تو وہ یہ خواہش کرتا ہے کہ اگر دنیا میں واپس چلا جاؤں تو نیک عمل کروں

مومن کی موت پر زمین و آسمان بھی روتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس فما بکت علیھم السماء والارض کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہر بندہ کے لئے آسمان پر ایک دروازہ ہوتا ہے جہاں سے اس کا رزق اترتا ہے اور اسی کے راستے سے اعمال آسمان پر جاتے ہیں۔ جب مومن مرجاتا ہے تو آسمان کا یہ دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ آسمان رونے لگتا ہے اور زمین کے جس حصہ پر وہ عبادت کیا کرتا تھا وہ اس کی موت سے اشکبار ہو جاتا ہے۔ فرعون کی قوم نے چونکہ کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور نہ اس نے زمین پر آثار صالحہ چھوڑے تھے اس لئے ان پر نہ زمین روئی نہ آسمان رویا۔

موت کے وقت اعمال صالحہ آڑے آتے ہیں

حدیث میں ہے کہ جب ملک الموت کسی مومن کی روح قبض کرنے جاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ منھ کی طرف سے اس کی روح قبض کرلوں تو فوراً ذکر الٰہی سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور ملک الموت کو قریب آنے سے باز رکھتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ بندہ ہمیشہ ذکر الٰہی کرتا رہا ہے لہذا تم منھ کے راستہ سے اپنا کام نہیں کر سکتے ملک الموت بارگاہ ربوبیت میں سارا حال سنا کر حکم حاصل کرتا ہے کہ جاؤ کسی دوسرے عضو کے راستہ سے اپنا کام کرو ملک الموت ہاتھ کی طرف سے روح قبض کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت صدقہ سامنے

آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس شخص نے ہمیشہ صدقہ دیا ہے اس شخص نے یتیموں کے سروں پر ہاتھ پھیرا ہے اس شخص نے کفار سے جہاد کیا ہے۔ جاؤ ہاتھوں پر تمہارا کوئی اجارہ نہیں۔ پھر پیروں کی طرف سے آنا چاہتا ہے۔ پیر آڑے آجاتے ہیں کہتے ہیں کہ ان پیروں سے یہ شخص پڑھنے یا پڑھانے یا جہاد کرنے جاتا رہا ہے پھر کان اور ناک کی طرف سے آنے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ اعضا اپنے اپنے اعمال و عبادات کا حوالہ دیکر موت کو آنے سے روک دیتے ہیں۔ ملک الموت مجبور ہوکر بارگاہ خداوندی میں عرض گذار ہوتا ہے کہ اب کیا کروں۔ حکم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ پر میرا نام لکھکر لے جاؤ اور اس بندے کو دکھا دو۔ روح خدا کا نام دیکھتے ہی فوراً جسم سے نکل جاتی ہے۔

علامات خاتمہ بالخیر حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی شخص کی بھلائی چاہتا ہے تو وہ موت سے پہلے اسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب حق تعالےٰ کسی شخص کی بھلائی چاہتا ہے تو موت سے ایک سال پہلے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجدیتا ہے وہ فرشتہ اس شخص کو اعمال صالحہ میں امداد و توفیق عطا کرتا ہے اور اگر کسی

شخص کی بُرائی کا قصد کرتا ہے تو ایک شیطان مقرر کر دیتا ہے وہ اس شخص کو ہر نیک کام سے روکتا رہتا ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ سوء خاتمہ کے چار اسباب ہیں۔ نماز میں سُستی کرنا۔ شراب نوشی۔ والدین کو تکلیف پہونچانا اور مسلمانوں کو ستانا۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایماندار آدمی کو ہر کام میں ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ سکرات الموت میں بھی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موت کے وقت میت کی ان تین باتوں کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر میّت کی پیشانی پر پسینہ آجائے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور ناک کے دونوں نتھنے پھول جائیں تو یہ اللہ کی رحمت کی نشانی ہے اور اگر جوان آدمی کا گلا گھٹنے کی سی آواز آئے یا رنگ تاریک ہو جائے اور آنکھیں پھٹی رہ جائیں تو یہ عذاب کی نشانی ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی پیشانی پر موت کے وقت پسینہ آتا ہے۔ دنیا میں اگر مومن کا کوئی گناہ باقی رہ جاتا ہے تو وہ سکرات موت سے معاف ہو جاتا ہے۔

اوزاعی رحؒ کہتے ہیں کہ میت کو موت کی اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ قیامت کے دن قبر سے اٹھتے وقت بھی اس کے آثار میت پر موجود ہونگے

روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واصل بحق ہوئے تو حق تعالےٰ نے ان سے فرمایا کہو موت کی تکلیف کیسی محسوس کی آپ نے فرمایا مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی قصاب بکری کے گوشت سے اس کی کھال کھینچتا ہے۔

حضرت میسرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موت کی اس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ اگر اس کا ایک قطرہ زمین و آسمان پر ڈال دیا جائے تو سب زمین و آسمان والے مرجائیں۔

موت کے وقت شیطان مومن کو ورغلاتا ہے

موت کے وقت شیطان مومن کو کیونکر ورغلاتا ہے

حدیث میں ہے کہ مرتے وقت شیطان سرہانے آکر بیٹھ جاتا ہے اور مرنیوالے سے کہتا ہے کہ اگر تو اس مصیبت اور شدت سے نجات کا خواستگار ہے تو ایک دفعہ زبان سے کہہ لے۔ (معاذ اللہ) خدا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ موت کے وقت مرنیوالے کا کلیجہ جلتا ہوتا ہے اور اس کو سخت پیاس معلوم ہوتی ہے۔ شیطان اسی وقت پانی کا ایک پیالہ لیکر اس کے سرہانے پہونچتا ہے۔ مرنے والا پانی کو دیکھکر پانی طلب کرتا ہے۔ شیطان کہتا ہے اگر تجھے پانی پینا ہے

و زبان سے کہہ لے۔ اس دنیا کا پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ پس اگر
مرنیوالا صاحب ایمان اور صاحب سعادت ہوتا ہے تو شیطان کو
دھتکار دیتا ہے اس کے بعد شیطان پیروں کی طرف آکر کھڑا ہو جاتا
ہے اور پیالہ کو بجا بجا کر للچا کر کہتا ہے میری بات مان لے میں تجھے پانی
دونگا۔ بس اتنی سی بات کہہ لے کہ میں رسولوں کو نہیں مانتا۔ ایسے
وقت میں ایمان کا امتحان ہوتا ہے۔ اگر مرنے والا صاحب ایمان
ہے تو شیطان کا کہا نہیں مانتا اور اگر ارباب شقاوت میں سے ہو
تو شیطان کے ہاتھ سے پانی کا پیالہ پی کر مستحق جہنم بن جاتا ہے۔

موت کے وقت شیطان کے ورغلانے کا آنکھوں دیکھا واقعہ

روایت ہے کہ جس وقت ابو زکریا زاہد
مرنے کے قریب ہوئے تو حضرت عائشہ
صدیقہ رض ان کے پاس گئیں اور کلمہ شہادت
تلقین کی۔ دو مرتبہ تو انہوں نے کلمہ سُنکر منھ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ
سنکر صاف انکار کر دیا میں نہیں کہونگا۔ حضرت صدیقہ رض کو اس بات
سے اسقدر صدمہ ہوا کہ بیہوش ہو گئیں۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو ابو زکریا
نے بھی سنبھالا لیا کچھ حواس بجا ہوئے پوچھا تم لوگوں نے مجھ سے
کچھ کہا تھا۔ حضرت صدیقہ نے فرمایا۔ میں نے تمہیں تین مرتبہ کلمہ شہادت
تلقین کی دو مرتبہ تو تم نے سُنکر منھ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ انکار
کر دیا۔ ابو زکریا نے جواب دیا کہ شیطان میرے پاس پانی کا بھرا ہوا
ایک پیالہ لیکر آیا تھا اور اس نے میری داہنی طرف کھڑے ہو کر کہا

پانی پیوگے ۔ میں نے کہا ہاں۔ شیطان نے کہا اچھا یوں کہہ لو عیسےٰ خدا کے بیٹے تھے ۔ میں نے اس کی طرف سے منھ پھیر لیا۔ پھر وہ میرے بائیں ہاتھ پر آکر کھڑا ہوا۔ اُدھر بھی اس نے وہی بات کہی میں نے پھر اُس کی طرف سے مُنھ پھیر لیا۔ تیسری مرتبہ شیطان نے کہا اچھا لاالہ کہہ لے۔ میں نے اس کو ڈانٹ کر جواب دیا میں نہیں کہونگا۔ یہ سُنکر شیطان پانی کا پیالہ زمین پر پھینک کر بھاگ گیا

مقام موت سے قبرستان تک

جنت کی نعمتیں دیکھکر مومن کی روح جسم سے جلد باہر نکل جانا چاہتی ہے

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کو جب موت آتی ہے اور وہ جنت کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو اس کی روح چاہتی ہے کہ جلد بدن سے باہر نکل جائے اور اللہ تعالےٰ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔

جنازہ قبرستان جاتے وقت روح فرشتے کے ہاتھ میں رہتی ہے

عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ رض سے روایت ہے جب میت کا جنازہ لوگ لیکر چلتے ہیں تو اس کی روح

فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ فرشتہ بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ جب کوئی شخص میت کی بھلائی بیان کرتا ہے تو فرشتہ میت سے کہتا ہے سنو لوگ تمہارے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔ جب میت کو لحد میں رکھدیتے ہیں تو وہ فرشتہ روح کو قبر میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

میّت کو دفن کرکے لوٹنے والوں کی پشت پر فرشتہ ایک مٹھی مٹی پھینکتا ہے

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ جنازہ کے ساتھ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جب یہ لوگ میت کو دفن کرکے لوٹتے ہیں تو وہ فرشتہ ایک مٹھی مٹی لیکر ان کی طرف پھینکتا ہے اور کہتا ہے تم لوگ اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ۔ اللہ تمہاری میت کو تمہارے دل سے بھلادے یہی وجہ ہے کہ لوگ میت کو بھول جاتے ہیں اور دنیا کے کام میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

فرشتے بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جنازہ کے ساتھ ساتھ قبر تک جانیوالا کس اجر کا مستحق ہے؟ حکم ہوا اس کی جزا یہ ہے کہ جب وہ شخص مرجاتا ہے تو فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور عالم ارواح میں فرشتے اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص

مرجاتا ہے تو فرشتے اس کے جنازہ کے آگے آگے یہ کہتے ہوئے چلتے ہیں کہ وہ توشۂ آخرت کیا لیکر چلا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے چلتے ہیں کہ اس نے کس قدر مال اور کیا کیا چھوڑا۔

میّت اپنے غسل دینے والے کو بھی پہچانتی ہے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میّت اپنے غسل دینے والے کفن پہنانے والے، اٹھانے والے اور ان سب لوگوں کو جو اس کو قبر میں اتارتے ہیں پہچانتی ہے۔

جنازہ لیجاتے وقت میّت لوگوں سے کیا کہتی ہے

ام درداء کہتی ہیں کہ جب میت کو غسل وکفن دیکر چارپائی پر لٹا دیا جاتا ہے تو وہ بلند آواز سے پکار کر کہتی ہے۔ اے میرے گھر والو! اے میرے پڑوسیو! اے میرا جنازہ اُٹھانے والو! دنیا کے دھوکہ میں نہ آنا۔ دیکھو دنیا نے مجھے کس قدر دھوکہ میں رکھا۔ دنیا تمہاری ساتھ کھیل کود نہ کرے جس طرح دنیا نے میری ساتھ کھیل کود کیا ہے، میرے اہل وعیال نے میرا کوئی بوجھ برداشت نہیں کیا۔

انسان کی جہاں کی مٹی ہوتی ہے وہیں جاکر مرتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک حبشی مدینہ طیبہ میں وفات پاگیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو یہ حبشی مدینہ کی مٹی سے پیدا ہوا تھا مدینہ میں ہی آکر مرا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ عورت کے رحم پر ایک

فرشتہ مقرر ہے اس کا کام یہ ہے کہ نطفہ کو ہتھیلی پر رکھکر خدا سے پوچھتا ہے کہ یہ نطفہ قابل تخلیق ہے یا نہیں اگر حکم ملتا ہے قابل تخلیق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے رزق اور عمر کی تفصیل دریافت کرتا ہے۔ حکم ہوتا ہے لوح محفوظ میں دیکھو۔ لوح محفوظ میں تمام تفصیلات دیکھنے کے بعد وہ فرشتہ اس جگہ کی تھوڑی سی مٹی (جہاں وہ بعد وفات دفن ہوگا) اس نطفہ میں ملاکر خمیر کرتا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ انسان کی جہاں کی مٹی ہوتی ہے وہاں جانے کی ضرورت اس کو قدرتی طور پر پیش آجاتی ہے

میّت کو صالحین کے قریب دفن کرنا چاہیئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو نیک لوگوں میں دفن کیا کرو جس طرح بُرے ہمسایہ سے دنیا میں تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی پہنچتی ہے۔

عبداللہ بن نافع مدنی کا بیان ہے کہ مدینہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ کسی شخص نے انہیں خواب میں دوزخ میں دیکھا۔ یہ خواب سنکر لوگوں کو سخت صدمہ ہوا۔ آٹھ دن کے بعد پھر وہی شخص کسی کے خواب میں آیا وہ اس وقت جنت میں تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے قریب چند نیک آدمی دفن ہوگئے تھے حق تعالیٰ نے ان کی شفاعت سے اس مردہ کو بھی بخش دیا۔

مرتے وقت کیا پڑھنا چاہیئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

جس میت کے سرہانے سورہ یٰسین پڑھی جاتی ہے اللہ تعالےٰ اس پر موت کو آسان کر دیتا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرنے والے کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ملک الموت ایک مرد کے پاس آئے اور اس کے بدن کو چیرا دیکھا کہ اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا پھر اس کے دل کو چیرا اس میں بھی نیک عمل نہ پایا پھر اس کا منہ چیرا۔ دیکھا اسکی زبان ہل رہی تھی اور لا الٰہ الا اللہ کہہ رہی تھی۔ اسی بات پر اللہ تعالےٰ نے اس میت کو بخش دیا۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص موت کے وقت کہے لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کو دوزخ کی آگ نہیں کھائے گی ؛

حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو مسلمان مرض الموت میں آیت کریمہ چالیس بار پڑھ کر مر گیا اسکو شہید کا ثواب ملیگا

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتے وقت یہ کلمات پڑھیگا

جنت میں داخل ہوگا وہ کلمے یہ ہیں :۔ لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم تین بار اور الحمد للہ رب العالمین تین بار اور تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر۔

ابن ابی شیبہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی کی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ام سلمہ رضی سے آکر کہا کہ فلاں شخص کا آخری وقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو اس کا آخری وقت آگیا ہے تو سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین پڑھنا۔

حضرت جابر بن زید کہتے ہیں کہ جس وقت میت قریب الموت ہو اس کے پاس سورہ رعد پڑھنا چاہیئے۔ اس سورت کی برکت سے موت کی سختی کم ہوجاتی ہے۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میّت کی وفات سے کچھ دیر پہلے یہ دعا پڑھی جاتی تھی۔

اللھم اغفر لفلان بن فلان و ابردہ علیہ مضجعہ واوسع فی قبرہ واعطہ الراحۃ بعد الموت والحقہ بنبیہ وتول نفسہ وصعد روحہ فی ارواح الصالحین واجمع بیننا وبینہ فی دار تبقے فیہا الصحبۃ ویذھب عنا فیہا النصب واللغوب اس دعا کے بعد درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

دفن کرنے کے بعد کیا پڑھنا چاہیئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جب جنازہ قبرستان پہونچ

جائے تو قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ اور جب میّت کو قبر میں اتارو تو بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰہم عبدک نزل بک وانت خیر منزول بہ خلف الدنیا خلف ظہرہ فاجعل ماقدم علیہ خیرا مما خلف فانک قلت وما عند اللہ خیر للابرار پڑھو۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کو جلد قبرستان لے جاؤ اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر سورہ فاتحہ (دوسری روایت میں سورہ بقرہ کی شروع کی آیتیں پڑھا کرو)۔

حضرت عبداللہ بن عمر ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے جس وقت مردے کو لحد میں اتارا گیا اس وقت آپ نے پڑھا۔ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اور جب لحد بند کر دی گئی تو آپ نے یہ دعا کی اللّٰہم اجرھا من الشیطان ومن عذاب القبر اور جب قبر تیار ہو گئی تو آپ نے یہ دعا پڑھی :- اللّٰہم جاف الارض عن جنبیہا وصعد روحہا ولقہا منک رضوانا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سُنا تھا

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم مردے کو دفن کر چکو اور قبر تیار ہو جائے تو قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس شخص کو مع اس کی والدہ کے نام کے پکارو۔ دوسری مرتبہ پھر آواز دو۔ دوسری آواز پر وہ اُٹھ کر بیٹھ جائیگا۔ تیسری مرتبہ پھر پکار

اور یہ کہو اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا وبالقرآن اماما تو منکر اور نکیر میت کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چل تجھے اس شخص کے پاس لے چلوں جس نے تجھے حجت تلقین کی ہے۔ اللہ تعالےٰ فیصلہ کرنے والا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو اماں حوا کا نام لیلے حکیم بن عمیر رح کہتے ہیں کہ جب قبر تیار ہو جائے تو سرہانے کھڑے ہو کر اس طرح کہنا مستحب ہے۔ یا فلان (اس جگہ میت کا نام لی) قل لا الٰہ الا اللہ اس کلمہ کو تین۳ بار کہے پھر کہے یا فلان قل ربی اللہ ودینی الاسلام ونبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر کے لوٹ آئے۔

قبر کا وعظ حدیث میں ہے کہ قبر روزانہ تین۳ مرتبہ پکار پکار کر کہتی ہے میں تنہائی۔ وحشت۔ سانپ بچھو کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں تم نے میرے ہاں آنے کی کیا تیاری کی ہے؟ اور دن میں پانچ مرتبہ یہ ندا دیتی ہے میں تنہائی کا گھر ہوں قرآن کو اپنا مونس بنالو میں اندھیارا گھر ہوں۔ رات کی نماز سے روشنی کا سامان فراہم کرو میں مٹی کا گھر ہوں اعمال صالحہ کا فرش تیار کر لو۔ میں سانپ بچھوؤں کا گھر ہوں اس کا تریاق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور خوف خدا میں آنسو بہانا ہے۔ میں منکر نکیر کے سوال کا مقام ہوں تم کثرت سے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کرو۔

غسل وکفن دیتے وقت میت کی روح کیا کہتی ہے

حدیث میں ہے کہ جس وقت میت کو غسل دیا جاتا ہے تو میت کی روح غسل دینے والے سے کہتی ہے اللہ کے واسطے جسم سے آہستہ کپڑے اتارنا اور جب پانی بہایا جاتا ہے تو روح کہتی ہے کہ ہلکا ہاتھ چلاؤ یہ جسم خود ہی جلا ہوا ہے اور جب میت کو کفن پہنا دیا جاتا ہے تو سر کی طرف کا بند باندھتے وقت روح جسم اور کفن کے درمیان داخل ہو کر کفن پہنانے والے سے کہتی ہے اللہ کے واسطے سر کی طرف بند نہ باندھو میں ذرا اپنی اولاد اور اپنے عزیز و اقارب کا آخری دیدار تو کر لوں

مُردے کون کون سے دن اپنے گھروں کے دروازوں پر آتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ عید کے دن - ۱۰ محرم کو اور رجب کے پہلے جمعہ کو۔ اور شب برات کو اور ہر جمعہ کی رات کو مُردے اپنی اپنی قبروں سے اُٹھ اُٹھ کر اپنے مکان کے دروازوں پر آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں۔ آج کی رات کچھ صدقہ دیکر ہم پر رحم کرو۔ اگر میت کے ورثا صدقہ دیدیتے ہیں تو وہ خوش ہو کر چلے جاتے ہیں۔

میت کے ورثا کو صبر کی تلقین

حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ انا للہ وانا الیہ

راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا کہے تو اللہ
تعالےٰ اس کا بہت اچھّا بدلہ عطا فرمائیگا۔ حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں کہ
ابو سلمہ کی وفات پر میں نے یہ دعا پڑھی تھی حق تبارک و تعالےٰ نے ابو سلمہ
کے بعد حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا شوہر عطا فرمایا۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی مومن کا
شیر خوار بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ تم نے میرے
بندے کے بچّے کی روح قبض کرلی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ ہاں
اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے دل کا ٹکڑا
چھین لیا۔ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ ہاں۔ پھر حق تعالےٰ پوچھتا ہے
کہ اس مصیبت پر میرے بندے نے کیا کیا۔ فرشتے جواب دیتے ہیں
کہ اس نے تیری حمد و ثنا بیان کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا
اللہ تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر
بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھدو۔

حضرت معروف رح کے ایک بچّہ کا انتقال ہوا تو انہیں اس کی وفات
کا مطلق صدمہ نہ ہوا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ حق تعالےٰ
نے اس کے بدلے مجھے بہت ثواب عطا فرمادیا۔

میّت پر نوحہ کرنے کی ممانعت

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چہرے کو نوچے اور گریبان
کو چاک کرے وہ ہماری جماعت سے خارج ہے۔

ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اگر نوحہ کرنیوالی عورت نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس کو قطران کا جامہ پہنایا جائیگا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ نوحہ کرنیوالی عورتوں کی دو صفیں قیامت کے دن بنائی جائینگی۔ ایک صف داہنی طرف اور ایک صف بائیں طرف کھڑی کی جائیگی اس وقت یہ سب عورتیں کتے کی طرح بھونکتی نظر آئینگی۔

قبر کا حال اور مردے سے سوال و جواب

قبر میں منکر نکیر کی آمد۔ سوال و جواب "مومن اور کافر کی روح کیونکر قبض کی جاتی ہے" کے زیر عنوان متذکرہ حدیث میں تفصیل گذر چکی ہے اس باب میں تکرار کے خوف سے درج نہیں کی گئی۔

مُردوں کو اچھا کفن پہنانا چاہیئے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردوں کو اچھا کفن پہنایا کرو وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

راشد بن سعد کہتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی مرگئی۔ ایک رات خواب میں اس کو چند عورتیں نظر آئیں مگر ان میں اس کی بیوی نہ تھی اس شخص نے اپنی بیوی کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے

کیوں نہیں آئی تو انہوں نے جواب دیا چونکہ تم نے اسے بہت چھوٹا کفن پہنایا تھا اس لئے شرم کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آئی۔ اگلے دن اس نے یہ خواب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نیک آدمی قریب المرگ ہو تو مجھے اطلاع دو اتفاقاً ایک انصاری مرض الموت میں مبتلا تھا۔ حضورؐ کے مشورہ سے زعفران میں رنگی ہوئی دو چادریں اس انصاری کے کفن میں رکھدی گئیں۔ اسی رات کو وہ عورتیں پھر خواب میں آئیں۔ اس بار اس کی بیوی بھی انکے ساتھ تھی اور وہی دو چادریں زعفران میں رنگی ہوئی پہنے ہوئے تھی۔

قبر میں سوال و جواب کے وقت میّت کو کیا وقت معلوم ہوتا ہے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میّت کو قبر میں سوال و جواب کیلئے بٹھایا جاتا ہے تو میّت کو غروب شمس کا وقت معلوم ہوتا ہے وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو ذرا نماز پڑھ لوں +

قبر میں سوال و جواب کے بعد منکر نکیر کا تشدّد

جس وقت کافر منکر نکیر کے سوالات کے جواب دے نہیں پاتا تو وہ اس میت کی گدّی پر ہتھوڑا مارتے ہیں میت اس زور سے چلاّتا ہے کہ جن و انسان کے سوا ساری دنیا اس کی آواز کو سنتی ہے۔ اس کی قبر آگ سے بھر دی جاتی ہے اور قبر اس طرح بھینچتی ہے کہ پسلیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔

قبر میں سوال و جواب صرف امت محمدیؐ کیلئے مخصوص ہے

حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ قبر میں سوال و جواب صرف امت محمدیؐ کی خصوصیت ہے انبیاء سابقین کی امت پر خدا تعالےٰ کی نافرمانی سے عذاب نازل ہوجاتا تھا لیکن رحمۃ للعالمینؐ کی آمد کے بعد وہ عذاب تو موقوف کردیا گیا اس کی جگہ سوال و جواب کا سلسلہ جاری کردیا گیا۔

قبر میں سوال و جواب سے کون لوگ مستثنےٰ ہیں

ابوالقاسم سعدی نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض افراد کو نہ قبر میں عذاب ہوگا اور نہ اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے۔ یہ لوگ تین قسم کے ہیں۔

(۱) وہ شخص جس نے ایسا نیک عمل کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے عذاب قبر اور سوال منکر نکیر کا موقوف کردیا ہے۔

(۲) دوسرا وہ شخص ہے جس پر موت کے وقت سختی کی گئی ہو اسکے عوض میں سوال و عذاب اُٹھا دیا گیا ہو۔

(۳) تیسرا وہ شخص ہے جس نے ایسے دن وفات پائی ہو کہ اس دن سوال و عذاب نہیں ہے۔

(۱) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید کو عذاب قبر نہ دیا جائیگا

(۲) جو شخص دارالاسلام کی سرحد پر پہرہ دیتے مرگیا وہ منکر نکیر کے سوال سے محفوظ رہے گا۔

(۳) جو شخص سورہ تبارک الذی ہر رات میں ایک بار پڑھیگا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

(۴) جو شخص یہ آیت پڑھتا رہیگا انی امنت بربکم فاسمعون تو اللہ تعالے منکر نکیر کا سوال اس پر آسان کردیگا۔

(۵) جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مریگا اس پر بھی قبر میں عذاب نہ ہوگا اور نہ اس سے منکر نکیر سوال کریں گے۔

(۶) جو مسلمان طاعون کے زمانہ میں طاعون میں مبتلا ہوکر مرجائے تو وہ قبر کے سوال و عذاب سے محفوظ رہے گا۔

قبر دوزخ کا گڑھا ہے یا جنت کا ایک باغیچہ

ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر جہنم کی خندقوں میں سے ایک خندق ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے اور اس کی قبر ستر گز چوڑی ہوتی ہے اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسی چودھویں رات کے چاندکی،

روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بزرگ پرہیزگار تھے انکا ایک نوجوان بھتیجا ناچنے گانے والی عورتوں میں بیٹھا کرتا تھا۔ یہ بزرگ اس کو نصیحت کرتے تھے مگر وہ نہیں سنتا تھا جب وہ مرا اور اس بزرگ نے اس کی لاش کو قبر میں اتارا اور تختہ برابر کرکے مٹی ڈالنے لگ

تو کسی بات میں شک و شبہ کی وجہ سے لحد کی ایک اینٹ نکالی دیکھا اس کی قبر بصرہ کی عیدگاہ سے بھی بہت زیادہ کشادہ ہے اور وہ نوجوان اس کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ وہ بزرگ قبر درست کر کے واپس آ گئے اور اسکی بی بی سے جا کر دریافت کیا کہ وہ دنیا میں کیا کیا عمل کیا کرتا تھا۔ بیوی نے جواب دیا کہ وہ جب اذان میں اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد الرسول اللہ سنتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا اے موذن جس بات کی تو گواہی دیتا ہے اس کی گواہی میں بھی دیتا ہوں۔

شریک بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے کوفہ میں ایک میت کی نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں داخل ہو کر میت کو لحد میں لٹا کر لحد کو اینٹوں سے بند کرنے لگا۔ اتفاقاً ایک اینٹ میرے ہاتھ سے گر پڑی۔ میں نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں طواف کرتے دیکھا، کعبہ اور حجر اسود کی صورت میرے سامنے موجود تھی۔

ابو یزید رح کا بیان ہے کہ میں نے ایک مسافر کو بحرین میں غسل دیا اس کے بدن پر چمڑے اور گوشت کے درمیان لکھا تھا۔ طوبی لک یا غریب (اے مسافر تیرے لئے جنت ہے)۔

اُن چیزوں کا بیان جو قبر میں نفع دیتی ہیں

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رض سے فرمایا تھا کہ گرمی کے زمانہ میں نفل روزہ رکھو اور دو رکعت اندھیری رات میں پڑھا کرو اس سے قبر کی وحشت دور ہو گی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آدمی ہر روز سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھتا رہیگا تنگدستی سے محفوظ رہیگا اور قبر میں بھی اس کو گھبراہٹ نہ ہوگی۔ جنت کے سب دروازے اسکے لئے کھول دیئے جائیں گے۔

حضرت کعب احبار رض سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی علم سیکھو اور سکھاؤ۔ میں پڑھنے والے اور پڑھانے والے کی قبر روشن کرتا ہوں تاکہ وہ قبر کی وحشت سے نہ گھبرائیں۔

ابو کاہل رض سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے کاہل یاد رکھ جس نے کسی کو تکلیف نہیں دی اللہ تعالےٰ وعدہ کرتا ہے کہ میں اس کی قبر سے تکلیف دور کر دونگا۔

حضرت عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مسجد میں چراغ جلائیگا اس کی قبر اللہ تعالےٰ نورانی کریگا اور جو آدمی مسجد کو خوشبودار کرے گا تو اللہ اس کی قبر جنت کی خوشبو سے معطر کر دے گا۔

دلہن کی طرح آرام سے سو جا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوال و جواب کے بعد جب مومن مردے کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے تو اس سے فرشتے کہتے ہیں۔ لے اب دلہن کی طرح آرام سے سو جا اب تجھے وہی جگائے گا جسے تو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اور کافر کو سوال و جواب کے بعد کہا جاتا ہے کہ اب تو سانپ کے

ڈسے ہوئے کی طرح سو جا اس کے بعد اس کو قبر دبا کر چکنا چور کر دیتی ہے۔

رات کی نماز اور تلاوت قرآن منکر نکیر کو سوال کرنے سے روکتی ہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم رات کی نماز کے لئے اٹھو تو قرآن جہر کے ساتھ پڑھا کرو جہری قرات سے شیاطین اور بدکار جنات بھاگ جاتے ہیں اور ہوا کے فرشتے اور گھر کے فرشتے اس کے ساتھ ملکر نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرات سنتے ہیں۔ وفات کے بعد غسل کے وقت قرآن اس کے سرہانے آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور غسل سے فراغت کے بعد میت کے سینے اور کفن کے درمیان داخل ہو جاتا ہے پھر جب قبر میں منکر نکیر داخل ہوتے ہیں تو قرآن شریف کفن سے نکل کر ان دونوں کے سامنے آجاتا ہے۔ منکر نکیر کہتے ہیں کہ ہمارے آگے سے ہٹ جا ہمیں میت سے سوال و جواب کرنے دے۔ قرآن کہتا ہے میں اس سے ہرگز جدا نہ ہونگا جب تک اسے جنت میں نہ لے جاؤں۔ اس کے بعد قرآن میت سے سوال کرتا ہے تم مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ میت کہتی ہے نہیں۔ قرآن جواب دیتا ہے میں قرآن ہوں میری ہی وجہ سے تو راتوں کو جاگا کرتا تھا۔ اب میں تیرا کام آنیوالا سچا دوست ہوں۔ منکر نکیر کے سوال و جواب کے بعد اب تجھ سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس گفتگو کے بعد منکر نکیر سوال و جواب کر کے چلے جاتے ہیں۔ اور قرآن خدا تعالیٰ کے پاس جا کر فرش چادر وغیرہ طلب کرتا ہے خدا تعالےٰ فرش فروش نورانی قندیل و جنت

کی خوشبوؤں کا حکم دیدیتا ہے۔ آسمان دنیا کے ایک ہزار فرشتے اس سامان کو جنت سے لیکر آجاتے ہیں۔ میت کے نیچے فرش بچھا دیا جاتا ہے اور اوڑھنے کو چادر دیدی جاتی ہے اور روشنی کے لئے نورانی قندیل لٹکا دیا جاتا ہے پھر اس کو فرشتے اُٹھا کر آسمان پر لے جاتے ہیں اس کے بعد قرآن اس کی قبر کو وسیع و عریض کر دیتا ہے۔

قبر کی روح سے کیا بات چیت ہوتی ہے

حضرت ابوسعید رض سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیز تمام دنیا کی لذتوں کو فنا کر دینے والی ہے اس کو یاد کیا کرو کیونکہ قبر ہر روز کہتی ہے تم اپنا وطن چھوڑ کر میرے پیٹ کے اندر آؤ گے میں تنہائی کا اور مٹی کا گھر ہوں میرے اندر سانپ بچھو اور کیڑے مکوڑے ہیں اور جب بندہ مومن دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تم کو یہاں آنا مبارک ہو جو لوگ زمین پر چلتے پھرتے تھے ان سب میں تو اچھا تھا اب تو میرے ہاں آیا اور میرے حوالے کیا گیا اب تو میری مہربانی دیکھ۔ اس گفتگو کے بعد قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور جنت کی طرف دروازہ کھولدیا جاتا ہے۔ اور جب بدکار یا کافر دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تجھے یہاں کا آنا مبارک نہ ہو جو لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے ان میں تو سب سے بدتر تھا آج تو میرے پاس آیا ہے اب میں تجھے اپنا کام دکھاتی ہوں۔ اسی وقت قبر دبوچتی ہے۔ اس کی پسلیاں چور چور ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس پر

ننانوے اژدہے مقرر کردیتا ہے جو اس کو قیامت تک ڈستے رہیں گے اگر ایک اژدہا ان میں سے زمین پر پھونک مار دے تو قیامت تک زمین پر گھاس یا درخت نہ جمے۔

محمد بن صبیح رض سے روایت ہے کہ جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے سرہانے مُردے پکار کر کہتے ہیں اے شخص تیرے سامنے تیرے بھائی دنیا سے گذر گئے اور تو زندہ رہا اور تو نے ان کو دیکھکر نصیحت حاصل نہ کی۔ ہم لوگ بھی تیرے سامنے دنیا سے گذر گئے مگر تو نے ہم کو بھی دیکھکر آخرت کی فکر نہ کی۔ تو نے دیکھا کر دنیا میں جو عمل ہم کرتے تھے وہ ہماری موت کے ساتھ ختم ہوگئے تجھ کو نیک عمل کرنے کی مہلت تھی مگر تو نے اپنا عمل درست نہ کیا اس کے بعد قبرستان کی زمین ہر طرف سے پکار کر کہتی ہے اے غافل تیرے گھر والوں کو دنیا نے تیرے سامنے دھوکہ دیا اور تجھ سے پہلے موت نے ان کو قبر کا راستہ دکھایا اور تو نے دیکھا کہ لوگ ان کو اٹھا کر لے گئے اور قبر میں دفن کر دیا اس کے دوست آشنا سب دیکھتے رہ گئے۔ اے غافل تو نے ان سے نصیحت کیوں حاصل نہیں کی۔ آج تیری آہ وزاری کچھ کام نہ آوے گی +

جو شخص قبر میں دفن نہیں ہوا اس سے بھی سوال و جواب ہوگا

منکر و نکیر کا سوال و جواب صرف قبر کی ساتھ مخصوص نہیں مردہ کا جسم جہاں اور جس حالت میں بھی ہو اس سے سوال و جواب کیا جائیگا چونکہ حق تعالےٰ نے ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے

اس لئے دنیا میں نہ ہم منکر نکیر کو دیکھ سکتے ہیں۔ نہ عذاب قبر کا مشاہدہ کر سکتے ہیں چونکہ مسلمان غیب پر ایمان رکھتا ہے اس لئے اس کا عقیدہ ہے کہ برزخ کا عذاب اور منکر نکیر کا سوال جواب برحق ہے۔

میت کو روزانہ اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آل فرعون کی ارواح کالے رنگ کے جانوروں کے پیٹ میں ہیں ان جانوروں کو دن میں دو مرتبہ دوزخ کے سامنے پیش کرکے بتایا جاتا ہے کہ یہ تمہارا ٹھکانا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اسکو اس کا ٹھکانا صبح شام دکھایا جاتا ہے جنتی کو جنت دکھائی جاتی ہے اور دوزخی کو دوزخ۔

مُردوں کے سامنے زندہ لوگوں کے اعمال بھی پیش کئے جاتے ہیں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ عزیز و اقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں وہ تمہارے اعمال خیر دیکھکر خوش ہوتے ہیں اور بُرے اعمال دیکھکر دعا کرتے ہیں کہ اللہ میاں ہدایت سے پہلے ان کی موت نہ آئے۔

حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال خدا اور اس کے رسولؐ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن تمہارے اعمال تمہارے ماں باپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال دیکھکر ان کو خوشی ہوتی ہے۔ تم اپنے

مُردوں کو تکلیف نہ دیا کرو۔

مرنے کے بعد روح ایک مہینہ تک گھر میں رہتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی روح ایک مہینہ تک اپنے گھر میں رہتی ہے اور دیکھتی رہتی ہے کہ مرنے کے بعد مال کس طرح ورثا نے تقسیم کیا ہے اور میت کے ذمہ جو قرضہ تھا وہ ورثا نے ادا کر دیا ہے یا نہیں۔ ایک مہینہ کے بعد روح قبر میں چلی جاتی ہے اور جب موت کو سال بھر گزر جاتا ہے تو وہ اپنے گھر اس بات کو دیکھنے آتی ہے کہ کس کس وارث نے میرے لئے کیا کیا اور میری موت پران کو کسقدر صدمہ کا احساس ہوا۔ سال بھر کے بعد روح اس جگہ چلی جاتی ہے جہاں مومنین کی ارواح جمع رہتی ہیں۔

مردے کا تمام جسم سڑ جاتا ہے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے کی ہڈیاں تک گل جاتی ہیں مگر ریڑھ کی ایک ہڈی باقی رہتی ہے۔ قیامت کے دن اسی ہڈی سے انسان کو دوبارہ زندگی عطا کی جاویگی۔

مرنے کے بعد کراماً کاتبین قبر پر تسبیح و تہلیل کا ثواب میّت کو بخشتے ہیں

حدیث میں ہے کہ کراماً کاتبین دو فرشتے ہیں جو ہر انسان کے دائیں بائیں رہتے ہیں۔ دایاں فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور بایاں فرشتہ بُرائیاں تحریر کرتا ہے۔ یہ دونوں فرشتے کسی وقت بھی انسان سے جُدا نہیں ہوتے

جب انسان بیٹھ جاتا ہے یہ بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ جب لیٹ جاتا ہے یہ بھی لیٹ جاتے ہیں۔ جب چلتا ہے تو یہ بھی چل پڑتے ہیں اور جب سو جاتا ہے تو ایک فرشتہ سرہانے اور ایک پائنتی بیٹھ جاتا ہے البتہ عورت سے ہمبستری اور پیشاب پاخانہ کے وقت یہ دونوں فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

اب اگر کوئی انسان گناہ کا کام کرتا ہے اور بایاں فرشتہ اس کو لکھنا چاہتا ہے تو داہنے ہاتھ والا فرشتہ اس کا ہاتھ تھام لیتا ہے اور چھ گھنٹہ تک انتظار کرتا ہے۔ اس عرصہ میں اگر وہ توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو وہ گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر توبہ نہیں کرتا تو بائیں ہاتھ کا فرشتہ اس کے نامۂ اعمال میں ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

میت کے دفن ہو جانے کے بعد یہ دونوں فرشتے جناب بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ اجازت ہو تو ہم آسمان پر چلے جائیں حکم ہوتا ہے کہ آسمان پر تمہارے لئے جگہ نہیں ہے تم میت کی قبر پر رہتے ہوئے تسبیح و تہلیل پڑھکر اس کا ثواب میت کے اعمالنامہ میں لکھتے رہو۔

کن کن لوگوں کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی

علماء نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام، علماء، شہداء فی سبیل اللہ، قاری قرآن اور موذن کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ہے۔ انکے جسم قبروں میں صحیح و سالم رہتے ہیں۔

قبر کے دبوچنے کا بیان

حضرت حذیفہ رض کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے حضور ص بار بار قبر کے اندر نظر فرماتے رہے ۔ آپ ص نے فرمایا کہ قبر مومن کو بھی اس طرح دبوچتی ہے کہ مونڈھے کی ہڈیاں ٹوٹ کر سینہ اور پسلیوں پر لٹک جاتی ہیں ۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جس وقت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ کو سپرد خاک کیا تو بہت دیر تک قبر پر بیٹھے رہے ہماری نظر حضور ص کے چہرہ مبارک پر تھی ۔ کچھ دیر کے بعد حضور ص کے چہرہ پر آثار مسرت ظاہر ہوئے ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ص کیا بات تھی حضور ص نے جواب دیا کہ میرے پیش نظر قبر کا عذاب اور اپنی بیٹی کی کمزوری تھی ۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی قبول ہوگئی پھر بھی قبر نے اسکو اس زور سے دبوچا کہ زمین و آسمان کے درمیان اس کی آواز سنائی دی ۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سعد بن معاذ رض کو قبر نے اس طرح دبوچا تھا کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہوگئی تھیں ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر کسی کو دبوچے بغیر نہیں چھوڑتی ۔ صحابہ رض نے عرض کیا کیا آپ کے صاحبزادہ قاسم کو بھی قبر نے دبوچا ہوگا ۔ حضور ص نے فرمایا ہاں ابراہیم کو بھی وہ تو قاسم سے بہت چھوٹا تھا

ابوالقاسم سعدی نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ ضغطہ قبر سے کوئی نیک یا بدنجات نہیں پا سکتا فرق صرف اس قدر ہے کہ کافر کو قبر ہمیشہ

دباتی رہیگی اور مومن کو کچھ دیر تک ۔ اس کے بعد قبر کشادہ ہوجاتی ہے
حکیم ترمذی نے لکھا ہے کہ ضغطہ قبر کا سبب یہ ہے کہ آدمی کتنا
ہی نیک کیوں نہ ہو مگر اس سے کوئی نہ کوئی گناہ ضرور سرزد ہوجاتا ہے
ضغطہ سے گناہ کا بدلہ ہوجاتا ہے ۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی رحمت اس پر
نازل ہوتی ہے ۔ حضرت سعد بن معاذؓ کو اسی وجہ سے ضغطہ ہوا تھا کہ پیشاب
کے بعد طہارت میں ان سے کچھ تقصیر ہوئی تھی ۔ انبیاء علیہم السّلام چونکہ گناہوں
سے پاک اور معصوم ہیں اس لئے ان سے نہ قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے نہ
قبر کا ضغطہ ۔

علماء نے فرمایا ہے جو آدمی مر کر زمین پر رہ جاتا ہے اور دفن نہیں کیا جاتا
جانور اس کو کھا جاتے ہیں یا سڑ گل کر مٹی ہوجاتا ہے یا سولی پھانسی پر
لٹکا کر چھوڑ دیا جاتا ہے ان سب کو ضغطہ قبر اس طرح ہوتا ہے کہ بجائے
زمین کے ہوا اسکو ایسا سخت دباتی ہے کہ ہڈی پسلی ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے
مگر حق تعالیٰ نے اس کو انسان کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے ۔

علمائے ربانی نے فرمایا ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی دوزخ کا مستحق
ہوجاتا ہے مگر ان دس باتوں کے سبب سے دوزخ کا عذاب معاف کردیا جاتا ہے
(۱) یہ کہ سچّے دل سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے ۔
(۲) یہ کہ گناہوں سے استغفار کرے اور اللہ اس کو بخشدے ۔
(۳) گناہ کرنے کے بعد نیکی کرے ۔ یہ نیکی اس کے گناہ کو مٹا دیتی ہے ۔
(۴) دنیا میں مصیبت اور بیماری میں مبتلا ہوجائے اور یہ مصیبتیں اسکے

گناہوں کا کفارہ بن جائیں۔ (۵) یہ کہ ضغطہ قبر میں مبتلا کیا جائے تاکہ گناہوں کا کفارہ قبر میں ہو جائے اور آخرت میں نجات پائے۔ (۶) دوسرا مسلمان اس کے حق میں دعائے خیر کرے اور اس کے گناہوں کی مغفرت اللہ سے طلب کرے۔ (۷) یہ کہ گھر والے، اولاد یا دوست یا مومنین نیک کام کر کے اس کا ثواب بخشدیں۔ (۸) یہ کہ قیامت کے میدان میں کہ ۵۰ ہزار برس کا ایک دن ہوگا اوس کے خوف اور دہشت سے گناہ محو ہو جائیں (۹) یہ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔
(۱۰) یہ کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے اسے بخشدے۔

عذابِ قبر کا آنکھوں دیکھا حال

حضور صلے اللہ علیہ وسلم قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے اور صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ وہ بھی قبر کے عذاب سے پناہ مانگیں (بخاری)

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ عذاب قبر بالعموم ان تین باتوں کی وجہ سے ہوتا ہے ان سے بچتے رہنا چاہیئے۔ غیبت، چغلخوری، پیشاب سے بے احتیاطی

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور سرور عالمؐ کے ہمرکاب تھا اچانک آپ کی سواری بدکنے لگی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ کیا بات ہے آپ کی سواری کیوں بدک رہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قبر میں ایک مردے کو عذاب ہو رہا تھا اسکی آواز سنکر میری سواری بدک گئی۔

ابن عامر کہتے ہیں کہ میں ایک روز بدر کے قریب سے گذر رہا تھا اچانک قبر میں سے ایک شخص برآمد ہوا اس کی گردن میں گرانبار زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے اللہ کے بندے میں پیاس کے مارے بیتاب ہوں ذرا سا پانی پلا دے۔ اسی کے پیچھے ایک اور شخص بھی اسی قبر سے نکلا اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا تھا اس نے مجھ سے کہا خبردار اسے پانی نہ پلانا۔ اس کے بعد یہ شخص اس مردے کو مارتا ہوا قبر میں واپس لے گیا۔

یہ واقعہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا تو حضورؐ نے فرمایا وہ دشمن اسلام ابوجہل تھا۔ اسے قیامت تک یونہی عذاب دیا جاتا رہیگا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت عثمان غنی رضؓ کے دور خلافت کا ہے ہشام بن عروہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک روز مکہ و مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے اثنائے راہ میں انکا گزر ایک قبرستان پر ہوا اچانک ایک قبر میں سے مردہ برآمد ہوا قبر میں آگ ہی آگ روشن تھی اور وہ لوہے کی زنجیروں سے جکڑ بند تھا۔ اس مردے نے ان سے پانی مانگا اس کے پیچھے پیچھے ہی ایک اور شخص اس قبر سے نکلا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے اسے پانی نہ پلانا یہ کافر ہے۔ یہ نظارہ دیکھتے ہی وہ بیہوش ہوگئے اور اس درجہ ان پر ہیبت طاری ہوئی کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے۔

حضرت عروہ نے یہ واقعہ حضرت عثمان غنی رضؓ سے ذکر کیا۔ آپ نے

فرمایا تنہا سفر نہ کیا کرو۔

عوام بن حوشب کا بیان ہے کہ میرا گذر عصر کے وقت ایک ایسے محلہ میں ہوا جہاں قریب ہی قبرستان تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے ایک قبر شق ہوئی اس میں سے ایک ایسا آدمی برآمد ہوا جس کا سر گدھے کا سا اور باقی جسم انسانی تھا۔ قبر سے باہر آتے ہی وہ تین مرتبہ ہینچا اور بعد قبر میں چلا گیا قبر برابر ہو گئی۔ اس عجیب و غریب واقعہ کی تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا یہ شخص شراب پیا کرتا تھا اس کی والدہ شراب نوشی سے منع کرتی تو وہ جواب دیتا۔ کیوں گدھے کی طرح بکواس کر رہی ہے چپ رہ۔ ایک روز عصر کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ اس روز سے اس کا یہی معمول ہے کہ وہ روزانہ عصر کے بعد قبر سے نکلکر اسی طرح تین بار آواز لگاتا ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب کوفہ کی خندق کھودی گئی تو وہاں کے مردوں کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔ انہی مردوں میں ایک ایسا شخص بھی دیکھا گیا جو اپنے دانتوں سے خود اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہا تھا۔

ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ میں ایک روز ایک میّت کو غسل دینے گیا جب اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو اس کے گلے پر ایک کالا سانپ لپٹا ہوا دیکھا گیا۔

عیسےٰ بن ضبی کہتے ہیں کہ ایک قابل وثوق گورکن کا بیان ہے کہ انہیں ایک قبر میں ایک ایسا مردہ نظر آیا جس کے تمام بدن میں سر سے

پیر تک لوہے کی میخیں ٹھکی ہوئی تھی۔ اور سر میں جو میخ ٹھکی ہوئی تھی وہ بہت ہی بڑی تھی۔

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے سلمہ بن عبد اللہ سے بیان کیا کہ جس شخص نے ولید بن عبد الملک کو دفن کیا تھا اس کا بیان ہے کہ جب میں نے ولید کو قبر میں لٹا کر کفن کا سر کا بند کھولا تو اس کا منھ گدی کی طرف پھرا ہوا تھا اور دونوں گھٹنے گردن سے بندھے ہوئے تھے۔

بعض مشائخ دمشق کا بیان ہے کہ اثنائے سفر حج میں ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا اتفاقاً لحد میں کلہاڑی رہ گئی اب جو ہم نے قبر کھولی تو اس ساتھی کے ہاتھ پاؤں گردن سے بندھے ہوئے پائے گئے

اعمش کہتے ہیں کہ کسی بدکردار نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر پر پاخانہ کر دیا اسی وقت اس کا منھ کتے کا ہو گیا اور کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ مرنے کے بعد بھی اس کی قبر سے کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔

عمار بن عمر کا بیان ہے کہ جس وقت عبد اللہ بن زیاد (قاتل امام حسین رض) کا سر کاٹ کر لایا گیا تو لوگوں نے دیکھا ایک کالا سانپ اسکے ناک کے نتھنوں میں سے داخل ہو کر منھ میں سے نکلا اور منھ میں سے داخل ہو کر ناک کے نتھنوں میں سے نکلا۔ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ سانپ کدھر سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا۔

عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم کہتے ہیں کہ ایک شخص دریا میں سفر کر رہا تھا

طوفان کی وجہ سے کشتی تباہ ہو گئی وہ بیچارہ ایک تختہ پر تیرتے تیرتے ایک جزیرہ کے ساحل پر پہونچا۔ پیاس لگ رہی تھی پانی تلاش کرنے لگا۔ ایک جگہ اسے پانی نظر آیا۔ قریب جاکر دیکھا تو ایک شخص زنجیروں سے جکڑ بند نظر آیا وہ پیاس کے مارے بیتاب تھا اور وہ پانی سے صرف ایک بالشت کے فاصلے پر تھا وہ پانی پینا چاہتا تھا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کا لڑکا قابیل تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

ہاشم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں ایک میت کو غسل دینے گیا چہرے سے کپڑا اٹھایا تو گلے پر سانپ لپٹا ہوا نظر آیا۔ میں نے سانپ سے کہا تو خدا کی طرف سے مامور ہے تو ہمیں بھی میت کو غسل دینے کا حکم ہے۔ کچھ دیر کے لئے یہاں سے ہٹ جا۔ یہ سنتے ہی ڈسانپ گلے سے اتر کر مکان کے ایک کونے میں جا بیٹھا اور جب میں غسل دے چکا تو وہ پھر اسی طرح اس کے گلے پر آکر لپیٹ گیا۔

ابوسنان کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے پاس اسکے بھائی کی تعزیت کے لئے گیا۔ میرا دوست نہایت پریشان حال تھا۔ میں نے اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا جب میں اپنے بھائی کو دفن کر چکا تو قبر میں سے اوہ اوہ کی آواز آئی۔ میں نے ارادہ کیا قبر کھولکر دیکھوں کیا معاملہ ہے مگر کسی منع کرنے والے نے مجھے

منع کردیا اس کے بعد پھر آواز سُنی پھر منع کردیا گیا۔ غرض اسی طرح بہت دیر ہوگئی اور جب مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے قبر کھول دی کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی کے گلے میں ایک بھاری طوق پڑا ہوا ہے اور قبر میں آگ ہی آگ روشن ہے۔ میں نے ہمّت کرکے اپنے ہاتھ جونہی طوق نکالنے کے لئے لحد میں داخل کئے میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں جاتی رہیں۔ یہ واقعہ بیان کرکے اس نے اپنے دونوں ہاتھ کھولکر دکھائے واقعی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ندارد تھیں۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت کا انتقال ہوا اس کے بھائی نے کفن دفن کیا۔ اتفاقاً لحد میں اتارتے وقت اس کی جیب سے روپوں کی تھیلی گر گئی۔ یاد آنے پر جب قبر کھولی گئی تو ساری قبر میں آگ ہی آگ تھی فوراً قبر بند کردی گئی۔

عبداللہ البجلی کا بیان ہے کہ ان کے ایک ہمسایہ کا انتقال ہوگیا لوگ اس کی قبر کھودنے لگے تو قبر کے اندر بلّی جیسا جانور نظر آیا قبر کھودنے والوں نے ہر چند اسے قبر سے ہٹانا چاہا مگر وہ نہ ہٹا۔ دوسری جگہ قبر کھودی گئی وہاں بھی وہی جانور پایا گیا۔ تیسری جگہ کھودی گئی تو وہاں بھی موجود تھا بالآخر مجبور ہوکر اسی حالت میں اس میّت کو دفن کردیا گیا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اکثر ناپاکی کی حالت میں رہا کرتا تھا۔

محمد بن سنان سلامی کا بیان ہے کہ بغداد میں ایک لوہار کے پاس کوئی شخص کچھ لوہے کی میخیں فروخت کرنے آیا لوہار نے خرید لیں لوہار نے

آگ میں تپا کر ان میخوں سے کچھ بنانا چاہا تو وہ ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوئیں لوہار حیران تھا یہ کیا معاملہ ہے چنانچہ اس نے اسی آدمی کو بلوایا جس سے یہ میخیں خریدی تھیں اور اس سے دریافت کیا یہ میخیں تمہیں کہاں سے ہاتھ لگیں اس نے کہا ایسے ہی ایک جگہ سے مل گئی تھیں۔ زیادہ اصرار کرنے پر اس نے صحیح صحیح واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ایک قبر میں ایک مردہ کا ڈھانچہ نظر آیا تھا اس کے تمام بدن میں میخیں جڑی ہوئی تھیں۔ میں نے زنبور سے میخیں نکالنی چاہیں مگر نہ نکل سکیں۔ مجبور ہو کر ایک ہڈی پتھر سے چور چور کر کے یہ میخیں برآمد کر کے تمہارے پاس لایا تھا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہتا ہے اللہ تعالے قبر میں اس پر ایک جانور مسلط کر دیتا ہے جو قیامت تک اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاتا رہے گا۔

[مسروق کہتے ہیں جو شخص چوری۔ زنا یا شراب نوشی کا مرتکب ہو گا قبر میں اس کو دو دو کالے سانپ قیامت تک ڈستے رہیں گے۔]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قدریہ اور مرجیہ کا تین دن کے بعد قبر میں قبلہ سے منھ پھر جاتا ہے۔

شب معراج میں عذابات برزخ کا مشاہدہ

شب معراج میں آپ کا گذر ایک عجوزہ پر ہوا جو سر راہ کھڑی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبریل یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ چلئے چلئے۔ آپ چلتے رہے۔ ایک بوڑھا رستہ سے بچا ہوا ملا

آپ کو بلاتا ہے کہ اے محمدؐ! ادھر آیئے۔ جبریل علیہ السّلام نے کہا کہ
بلئے چلئے۔ اور آپ کا ایک جماعت پر گذر ہوا کہ انھوں نے آپ کو بایں
الفاظ سلام کیا۔ السّلام علیک یا اوّل۔ السّلام علیک یا آخر۔ السلام
علیک یا حاشر۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ان کو جواب دیجئے اور اس
حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریل علیہ السّلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے
دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے
اور جس نے آپ کو پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا
کے پکارنے کا جواب دیدیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح
دیتی اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام
اور موسیٰ علیہ السّلام اور عیسیٰ علیہ السّلام تھے۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل)
طبرانی اور بزار کی حدیث میں بروایت ابوہریرہؓ یہ ہے کہ آپ کا گذر
ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے
ہیں اور جب کاٹتے ہیں پھر ویسا ہی ہوجاتا ہے جیسا کاٹنے کے قبل
تھا۔ آپ نے جبریل علیہ السّلام سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ
یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ ان کی نیکی سات سو گنا
تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل
عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر
گذر ہوا جنکے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں
پھر حالت سابقہ پر ہوجاتے ہیں اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا

آپ نے پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگردانی کرتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا کہ ان کی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا۔ اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں گوشت پکا ہوا رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہاں تک کہ صبح ہو جاوے اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اٹھکر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اس کے پاس رہے یہاں تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے اور وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اسمیں اور لا لا کر رکھتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں جن کے ادا پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے،

پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب وہ کٹ چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہوجاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے، جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا اس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا ہے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منھ سے نکالے پھر نادم ہو۔ مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہاں پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے۔ کہتی ہے کہ اے رب تو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور طشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدے کی چیز دیجئے سکان جنت مجھ کو دیدیجئے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ۔ مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اور جو مجھ سے

ڈریگا وہ مامون رہیگا اور جو مجھ سے مانگے گا میں اس کو دونگا اور جو مجھ کو قرض دیگا میں اس کو جزا دونگا اور جو مجھ پر توکل کریگا میں اسکو کفایت کرونگا۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالےٰ جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے۔ جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک وحشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز۔ گرمی بہت تیز ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک مشرکہ اور کافر کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔ اور ابو سعید کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا میں نے اس کا بھی جواب نہیں دیا اور اُس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرائش ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے

اُس نے بھی کہا اے محمدؐ! میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کرونگی۔ میں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السّلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر اُس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہوجاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمّت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

(اسی) حدیث میں ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لیگئے اور وہاں آدم علیہ السّلام کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں۔ جبرئیل علیہ السّلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السّلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے لب اونٹ کے سے ہیں۔ وہ چنگاریاں نگلتے ہیں اور وہ ان کے اسفل سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔ اور آپ کا گذر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں؛ اور

وہ زنا کرنے والیاں تھیں اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جارہا تھا۔ اور انہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چین تھے

عذاب قبر کن لوگوں کو نہیں ہوتا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ کی بیماری میں مرگیا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (ترمذی)۔ (ابویعلی)

جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مریگا اسے بھی عذاب قبر نہ ہوگا

جو شخص طاعون میں مرجائے اسے بھی عذاب قبر نہ ہوگا۔

شہید بھی عذاب قبر سے مستثنےٰ ہے۔

عذاب قبر سے بچنے کے اعمال حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے مرض الموت میں سورۃ اخلاص پڑھی اور مرگیا تو وہ ضغطہ اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور قیامت کے دن فرشتے اس کو سہولت سے پلصراط پار کرادینگے (ابونعیم)

طبرانی نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رض نے مرفوعاً ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حسب ذیل اعمال سے مومن عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۱) ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (۲) باوضو رہنا (۳) ذکر الٰہی (۴) نماز (۵) روزہ (۶) غسل جنابت (۷) حج وعمرہ (۸) صدقہ (۹) امر بالمعروف (۱۰) حسن اخلاق (۱۱) اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا (۱۲) اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا (۱۳) کلمہ

لا الٰہ الا اللہ پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اپنے اہل و عیال اور ہمسایوں کو سورہ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھاؤ۔ یہ سورت تم کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے نجات دلائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز میں طول قرارت سے پلصراط پر امن ملیگا اور طول سجود سے عذاب قبر سے حفاظت ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کی رات کو دو رکعت بعد مغرب پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اذا زلزلت پندرہ ۱۵ مرتبہ تو اللہ تعالےٰ مشکلات موت میں سہولت عطا فرمائے گا اور عذاب قبر سے بچا رہیگا۔ (اخرجہ الاصبہانی فی الترغیب)

ان گناہوں کا بیان جنکے پاداش میں قبر میں عذاب دیا جاتا ہے

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو تکلیف پہونچاتا ہے وہ خدا اور اس کے رسولؐ کا گنہگار ہے جس وقت وہ عاق مر کر مدفون ہوگا اس کو قبر اتنا تنگ کریگی کہ اس کی دونوں پسلیاں آپس میں ملجائینگی ایک ولی اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ قبرستان گیا۔ ایک قبر کے

اندر سے آگ اور دھواں نکلتا دکھائی دیا۔ میں حیرت سے کھڑا ہو کر دیکھنے لگا یکایک وہ قبر شق ہوئی۔ ایک کالا آدمی ایک ہاتھ میں لوہے کا گرز لئے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے ایک کالا گدھا پکڑے ہوئے برآمد ہوا۔ قبر سے باہر آتے ہی اس گدھے کے سر پر اتنی زور سے گرز مارا کہ اس کی آواز قبرستان میں گونج گئی اس کے بعد آگ کی زنجیر سے اسے کھینچتا ہوا قبر کے اندر لے گیا اور قبر برابر ہو گئی۔ یہ حال دیکھکر میں تعجب و فکر میں کھڑا تھا کہ ایک عورت آئی۔ میں نے اسے سارا قصّہ سنایا۔ عورت نے جواب دیا۔ وہ گدھا آدمی تھا۔ شرابی اور زنا کار تھا۔ اسکی ماں ان باتوں سے روکتی تو وہ کہا کرتا تھا چپ رہ کیوں گدھے کی طرح چلاتی ہے۔ مرنے کے بعد حق تعالےٰ نے اسے گدھا بنا دیا۔

حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص علقمہؓ نامی عبادت اور سخاوت میں مشہور تھا۔ وہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گیا تو اس نے اپنی بیوی کو حضورؐ کی خدمت میں اپنا حال عرض کرنے کے لئے بھیجا۔ اس عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ میرا شوہر جانکنی میں مبتلا ہے تشریف لے چلئے حضورؐ چند صحابہ کو ساتھ لیکر علقمہ کے گھر تشریف لائے علقمہ سے حال پوچھا مگر وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ پھر حضورؐ نے اسکو کلمہ طیبہ کی تلقین کی مگر وہ کلمہ نہ پڑھ سکا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ علقمہ کے ماں باپ زندہ ہیں یا مر گئے۔ عرض کیا گیا کہ والد تو وفات پا گئے ہیں مگر بڑھیا

ماں زندہ ہے۔ حضورؐ نے اس کو بلوا کر پوچھا تمہارا بیٹا دنیا میں کیا کرتا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نماز پڑھتا تھا۔ خیر خیرات کرتا تھا لیکن وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا۔ اسی وجہ سے میں اس سے ناخوش تھی۔ حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کر کے علقمہ کی لاش کو جلا دو۔ بڑھیا نے کہا حضورؐ! آپ میرے لخت جگر کو آگ میں جلانا چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا بڑھیا خدا تعالےٰ کا عذاب اس سے لاکھوں گنا سخت ہے۔ تو جب تک اپنے بیٹے سے راضی اور خوش نہ ہوگی۔ خدا تعالےٰ بھی اس سے راضی نہ ہوگا اور نماز روزہ خیرات اس کے کام نہ آئے گی۔ یہ سُنکر بڑھیا نے کہا یا رسول اللہؐ میں اپنے بیٹے سے خوش ہوگئی۔ اس کے بعد حضورؐ نے اس کو کلمہ شہادت تلقین کیا۔ علقمہ کلمہ شہادت پڑھکر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص غیر محرم عورت سے زنا کریگا حق تعالےٰ اس کی قبر میں دوزخ کے آٹھوں دروازے کھولدیگا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معراج کی شب میں نے دوزخ میں چند تانبے کے تنور دیکھے ان تنوروں کے منھ تو تنگ تھے مگر ان کے پیٹ نہایت چوڑے تھے۔ ان تنوروں میں کتنے ہی مرد و عورت قید تھے۔ ان تنوروں میں سانپ بچھّو بھی تھے جو اُن لوگوں کو ڈس رہے تھے۔ ان لوگوں کی شرمگاہوں سے پیپ لہو جاری تھا اور اس کی بدبو سے تمام دوزخی پریشان ہو کر

رو رہے تھے۔ میں نے جبرئیل ؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ یہ زانی مرد و عورت ہیں۔

حدیث میں ہے جو شخص فعل لواطت کا مرتکب ہوگا وہ قبر میں خنزیر بن کر رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی کہتے ہیں کہ شرابی کو دفن کر کے تیسرے روز قبر کھود کر دیکھو گے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھرا ہوا نظر آئیگا کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ چار دفعہ شراب پیتا ہے تو حق تعالےٰ غضب میں آ کر اس کا نام سجین میں لکھ دیتا ہے اور اس کی نماز روزہ خیر خیرات وغیرہ قبول نہیں ہوتی جب تک توبہ نہ کرلے

ماں باپ کی ناخوشی سے قبر میں عذاب ہوتا ہے

روایت ہے کہ ایک روز حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے ایک قبر سے آہ و زاری کی آواز آئی۔ مردہ کہہ رہا تھا "مجھے چاروں طرف سے آگ نے گھیر لیا ہے میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔"

حضور صلعم نے اسی وقت اعلان فرمایا کہ جن لوگوں کے عزیز و اقربا اس قبرستان میں دفن ہیں فوراً حاضر ہوں۔ مدینہ اور اس کے اطراف کے سب لوگ حاضر ہو گئے اور اپنے اپنے مردوں کی قبروں پر کھڑے ہو گئے مگر اس قبر پر کوئی کھڑا نہ ہوا۔ آپ نے پھر اعلان کرایا تب ایک بڑھیا لاٹھی ٹیکتی گرتی پڑتی آئی اور اس قبر پر کھڑی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا

بڑھیا یہ قبر کس کی ہے۔ عرض کیا حضور! یہ میرے بیٹے کی قبر ہے۔ چالیس برس ہوئے اس کا انتقال ہوگیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ شخص سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ یہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ بڑھیا نے عرض کیا حضورؐ میں اس سے سخت ناخوش تھی یہ مجھے بہت اذیت دیا کرتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا اپنے بیٹے کا قصور معاف کردے بڑھیا چونکہ اس بیٹے سے بہت ہی نالاں تھی معافی پر رضا مند نہ ہوئی۔ اسی وقت حضورؐ نے دعا کی بڑھیا اپنی آنکھوں سے عذاب دیکھکر رونے چیخنے لگی اور کہنے لگی اے اللہ میں نے اس کا قصور معاف کیا تو بھی اپنے کرم سے بخشدے۔ اسی وقت عذاب موقوف ہوگیا۔

شوہر کی ناخوشی سے بھی عورت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے

روایت ہے کہ ایک بڑھیا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ میری ایک بیٹی تھی میں نے اس کا نکاح کردیا تھا چند روز بعد وہ مرگئی۔ رات کو میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سولی پر چڑھی ہوئی ہے، فریاد وزاری کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا بیٹی یہ کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا چونکہ میں نماز میں سستی کرتی تھی۔ حق تعالے نے فرمایا اسے دار پر کھینچدو۔ یہ سنکر میں بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہوں کہ اس کے سر سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور اس سے کہا جا رہا ہے کہ تو نامحرموں سے اپنے سر کے بالوں کو کیوں نہیں چھپاتی تھی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ دو شخص آگ کے نیزے ہاتھ

میں لئے ہوئے ہیں اور اس کے کان میں اس طرح مارتے ہیں کہ نیزہ اِدھر سے اُدھر پار ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں تو ایسی باتیں کیوں کرتی تھی جس سے گھر کے لوگوں میں عداوت پڑ جاتی تھی۔ پھر دیکھا ببول کے کانٹوں کا گٹھا اس کی دونوں آنکھوں میں ڈال کر گھسیٹا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنی آنکھوں کو نامحرموں سے کیوں نہیں چھپاتی تھی۔ اس کے بعد اسکی زبان نکال کر کاٹی گئی اور کہا گیا اپنے شوہر کو تلخ جواب کیوں دیا کرتی تھی اسکے بعد دو شخص سیاہ پوش آموجود ہوئے ان کے بدن پر بال سیخ کی مانند کھڑے تھے۔ ان دونوں نے بہت بھاری بیڑیاں اس کو پہنا دیں اور دونوں نے آگ کے گرز سے مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ شوہر سے اجازت حاصل کئے بغیر گھر سے باہر کیوں جاتی تھی۔ یا رسول اللہ اس کی فریادرسی کیجئے وہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔

یہ سب حال سُنکر حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور اس کے شوہر کو بلوا کر قبر کا عذاب مشاہدہ کرایا۔ شوہر نے اسکے خطا قصور معاف کر دیئے عذاب موقوف ہو گیا۔

مظلوم کی حمایت نہ کرنے سے بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں میں تشریف لے گئے اس گاؤں کے آدمی بہت مغموم اور رنجیدہ نظر آئے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے سبب رنجیدگی کا دریافت کیا ان لوگوں نے کہا کہ ہم میں ایک مردِ صالح تھا فوت ہو گیا ہے

عیسیٰ مسیح اس کی قبر پر تشریف لے گئے دعا فرمائی اور عذاب کی علامات دیکھکر آپ نے اس مردہ سے پوچھا تجھے کس گناہ کی پاداش میں عذاب ہو رہا ہے مردہ نے عرض کیا کہ ایک ظالم میرے سامنے ایک غریب پر ظلم کر رہا تھا میں اسے ظلم سے بچا سکتا تھا مگر میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا اب مرنے کے بعد میرے پیروں میں آگ کی جوتیاں پہنا دی گئی ہیں اس کی گرمی سے میرا دماغ کھول رہا ہے۔ (مقاصد الصالحین)

خواب کی حقیقت

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کا خواب خدا کا کلام ہوتا ہے جو نیند کی حالت میں بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔

شیخ عزالدین نے لکھا ہے کہ جب تک روح بدن میں رہتی ہے انسان جاگتا رہتا ہے اور جب نکل جاتی ہے تو سو جاتا ہے پھر یہ روح سیر کرتی ہے اگر آسمان تک پہونچ گئی تو اس وقت جو خواب دیکھتا ہے صحیح ہوتا ہے کیونکہ شیطان کا گذر آسمان پر نہیں ہوتا اور اگر آسمان کے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو یہ خواب جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ یہ شیطانی وسوسہ ہوتا ہے پھر جب روح بدن میں آجاتی ہے تو جاگ جاتا ہے۔

عالم خواب بھی عجائبات قدرت میں سے ہے اور اس کی حقیقت سے آگاہی انسانی قوت و طاقت سے باہر ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خواب میں جو

تا ہے ہو بہو پورا ہو کر رہتا ہے اور کبھی بالکل اس کے برعکس اور کبھی
فرق کے ساتھ۔
حدیث شریف میں ہے کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے (۱) محض خیال،
شیطانی اثر جو اکثر دیکھنے والے کو ڈرا دیتا ہے (۳) منجانب اللہ بشارت
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صبح کے قریب جو خواب دیکھا جاتا ہے
اکثر سچا ہوتا ہے اور جن ایام میں دن رات برابر ہوتے ہیں ان ایام
خواب اکثر صحیح ہوتا ہے۔ قیلولہ یعنی دوپہر کے وقت کا خواب بھی
درست ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جس قدر سچا اور
راست گو ہوگا اسی قدر اس کا خواب بھی سچا ہوگا۔ اس لئے اگر کوئی
سچے خواب دیکھنے کا خواہشمند ہو تو اس کو جھوٹ غیبت اور چغلخوری
سے بچنا چاہیئے۔ جو شخص جھوٹ بولتا ہو مگر جھوٹ بولنے والوں کو برا
سمجھتا ہو اس کے خواب بھی سچے ہو جاتے ہیں۔ جو شخص خود بھی جھوٹ
بولتا ہے اور اپنے اور دوسروں کے جھوٹ کو برا نہیں سمجھتا اس کے
خواب جھوٹے ہوتے ہیں۔ نابالغ کے خواب بھی سچے اور صحیح ہو جاتے
ہیں۔ کافر کے خواب بھی کبھی کبھی صحیح ہو جاتے ہیں۔

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب

حضورؐ نے خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ میں مکہ سے ہجرت
کر کے ایسے شہر میں جا رہا ہوں جہاں کھجوروں کے درخت کثرت سے ہیں
حضورؐ نے خیال فرمایا شاید وہ شہر مدینہ سے باہر ہوگا۔ لیکن وہ شہر مدینہ

تھا وہاں بھی کچھ نعمتوں کی کثرت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذ[illegible]رمایا تو وہ فوراً تعمیل کے لئے حاضر ہو گئے۔

حضرت آدم ؑ کا خواب

خدا تعالےٰ نے جب تمام مخلوق کی صورتیں حضرت آدم ؑ کے [illegible] تو پوچھا بتاؤ ان میں کوئی تمہارا ہم شکل بھی ہے یا نہیں [illegible] نے فرمایا کوئی بھی نہیں۔ اور دعا کی خدایا میری ایک ز[illegible] ہمشکل بنا دو۔ آدم علیہ السلام سو گئے۔ خواب میں [illegible] کی صورت دیکھی۔ بیدار ہوئے تو حضرت حوا ان کے [illegible] بیٹھی ہوئی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون [آ]دم علیہ السلام نے فرمایا وہی ہیں جن کو خواب میں دیکھا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے سات سال کی عمر میں دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور چاند و سورج ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خواب عرصہ دراز کے بعد اس وقت پورا ہوا جب مصر میں جا کر آپ کے والدین اور بھائیو[ں] نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تعظیمی سجدہ کیا تھا۔

مصر کے بادشاہ کا خواب

مصر کے بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ

سات فربہ گائیں ہیں ان کو سات لاغر گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں غلہ کی نہایت ہری بھری سرسبز ہیں ان کو سات خشک خوشوں نے کھا لیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر فرمائی کہ سات سال سرسبزی اور ارزانی رہے گی اس کے بعد سات سال خشک سالی اور قحط کے گذریں گے اس عرصہ میں عہد ارزانی کا جمع کردہ غلہ وغیرہ لوگ کھا جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صحابۂ کرامؓ کے خواب

حضرت ابو خزیمہ انصاریؓ نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر لیٹ گئے۔ فرمایا اگر اپنا خواب سچا کر لو ابو خزیمہؓ نے جھک کر آپؐ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر لیا۔

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے فرمایا ہم نے خواب دیکھا ہے کہ ہم اور تم ایک زینہ پر چڑھ رہے ہیں میں تم سے دو درجہ آگے بڑھ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے عرض کیا۔ یوں خیال میں آتا ہے کہ آپ مجھ سے دو برس پہلے رحمت خداوندی میں داخل ہو جائیں گے اور میں دو برس آپ کے بعد دنیا میں رہونگا۔ چنانچہ یہی ہوا

ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو ایک لومڑی کے ساتھ دوڑتے ہوئے خواب میں دیکھا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے تم زبان درازی اور جھوٹ میں مبتلا

ہو۔ توبہ کرو۔

حضرت ثابت بن قیس رضؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولید کی ماتحتی میں مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کے لئے جنگ یمامہ میں تشریف لے گئے۔ دوران جنگ میں ایک موقعہ پر مسلمان منتشر ہو گئے تو حضرت سالم رضؓ نے غیرت و جوش میں آکر کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں تو ایسی سستی سے لڑا نہیں کرتے تھے۔ سالم رضؓ اور ثابت رضؓ نے مرنے پر کمر باندھ لی اور اپنے لئے قبر کھود کر تیار کر لی اور وہ داد شجاعت دی کہ دشمنوں کے ہوش اُڑ گئے اور صدہا دشمنان اسلام کو جہنم رسید کرکے خود بھی شہید ہو گئے۔ ثابت رضؓ ایک بیش قیمت زرہ پہنے ہوئے تھے ایک مسلمان اسے اتار کر لے گیا۔ لڑائی ختم ہو گئی۔ حضرت سالم رضؓ و ثابت رضؓ اور تمام شہداء دفن کر دیئے گئے۔ آئندہ شب حضرت ثابت رضؓ کسی مسلمان کی خواب میں آئے اور کہا کل جب میں شہید ہوا تو ایک مسلمان نے میرے جسم پر سے قیمتی زرہ اتار لی وہ شخص لشکر میں سب کے آخری کنارے پر ٹھہرا ہوا ہے اور اس کے خیمہ کے سامنے ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کودتا پھاندتا رہتا ہے اور وہاں وہ شخص زرہ کے اوپر لیٹا ہوا ہے۔ تم خالد بن ولید سے اپنا خواب بیان کر کے میری طرف سے کہنا کہ میری زرہ اس کے پاس سے منگالیں۔

اگلے روز وہ مسلمان حضرت خالد بن ولید کے پاس گیا اور خواب بیان کی۔ خالد بن ولید رضؓ نے اسی وقت آدمی بھیجکر زرہ منگوائی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحہ کا خواب حضرت امام ابو حنیفہ رحہ نے

لڑکپن میں خواب میں دیکھا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کھود کر اکھاڑ رہا ہوں۔ اس خواب کو دیکھکر وہ بہت خائف ہوئے۔ استاد سے جاکر عرض کیا۔ استاد نے تسلّی دیتے ہوئے کہا کہ اگر یہ تمہارا خواب سچّا ہے تو تمہارے لئے بڑی بشارت ہے تم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور ان کی شریعت کو رواج دوگے۔ چنانچہ یہی ہوا آپ کے استاد کی تعبیر بعینہ پوری ہوئی۔

مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں

مرنے کے بعد روحیں کس جگہ رہتی ہیں

علامہ ابن القیم رحہ نے کتاب الروح میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ علامہ تحریر فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد روحوں کے مقام و مستقر کا مسئلہ ایک نہایت عظیم الشان مسئلہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روحوں کے مقام و مستقر کا صحیح علم تو حق تعالےٰ کو ہی ہے۔ احادیث نبوی کے مطالعہ سے مختلف ارواح کے مختلف مستقر کا پتہ چلتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے پہلے حق تعالےٰ نے ارواح کو پیدا فرما کر جس مقام میں رکھا تھا۔ اسی مقام کا نام برزخ ہے۔ یہیں سے اجسام خاکی میں روح داخل کی جاتی ہے اور موت کے بعد روح قبض کرکے اسی مقام پر بھیجدی جاتی ہے۔ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ

ارواح کے مستقر و مقام کے متعلق مختلف اقوال ہیں مگر تمام اہل علم کا اجماع اسی قول پر ہے کہ ارواح جسم سے جدا ہو جاتے ہی اسی مقام پر واپس آجاتی ہیں۔ قیامت تک اسی مقام میں رہینگی۔ قیامت کے بعد بھی ارواح اجسام میں واپس بھیجدی جائیں گی جن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی روحیں ان کی قبروں میں رہتی ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ روح کا اتصال قبر کے ساتھ رہتا ہے۔ اس لئے اگر یہ کہدیا جائے کہ روح قبر میں بھی رہتی ہے تو یہ بھی غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔ روح چونکہ نہایت لطیف شئے ہے اس لئے اسکو جسم کثیف پر قیاس کرنا صحیح نہیں کہ اجسام بیک وقت ایک ہی جگہ مشغول نہیں ہوسکتے دو مقام پر اس کی مشغولیت ممکن نہیں ورنہ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا تھا کہ شب معراج میں حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں بھی نماز میں مشغول ہوں اور اسی وقت چھٹے آسمان پر بھی تشریف فرما ہوں اس لئے روح اگر ایک وقت میں اعلٰے علیین میں موجود رہ سکتی ہے۔ اسی آن میں اسکی قبر میں موجود گی مستبعد نہیں۔ عالم برزخ کو عالم شہادت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے یہ عالم اور ہے اور وہ عالم اور۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ روح اس درجہ لطیف اور سریع الحرکت ہے کہ چشم زدن میں آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمان پر چلی جاتی ہے۔ جس روح میں اسقدر بے پناہ طاقت رفتار ہو۔ اس روح کے لئے یہ امر بعید از عقل نہیں کہ بیک وقت اس کا تعلق دونوں مقامات سے قائم رہے۔

احادیث نبویہ میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق مروی ہے کہ ان کی روحیں ملاء اعلیٰ میں رہتی ہیں۔ شہداء کے متعلق مذکور ہے کہ ان کی روحیں جنت کے سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں۔ بعض ارواح قرض یا اور کسی حق کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روک دی جاتی ہیں۔ یا بعض ارواح جنت کے دروازے پر رہتی ہیں۔ بعض ارواح قبر میں محبوس رہتی ہیں۔ یا زمین پر محبوس رہتی ہیں۔ یا زنا کاروں کے تنور میں رہتی ہیں۔ یا خون کی نہر میں غوطہ زن رہتی ہیں تو ان سب روحوں کا مستقر تو ایک ہی ہے یعنی عالم برزخ لیکن عذاب و ثواب بھگتنے کے لئے چونکہ ان کا تعلق جسم کے ساتھ بھی ہے اس لئے اعمال کے مطابق ان کا ایک مستقر اور مقام اور بھی ہے

قبر نام صرف اسی گڑھے کا ہی نہیں ہے جس میں جسم میت دفن کر دیا جاتا ہے بلکہ قبر اس عالم کا نام ہے جہاں مرنے کے بعد انسان قیام قیامت تک رہیگا اس لئے کوئی میت خواہ قبر میں دفن کر دیا جائے یا پانی میں غرق کر دیا جائے یا آگ میں جلا کر اس کے اجزاء منتشر کر دیئے جائیں یا صلیب پر لٹکا دیا جائے۔ ہم خواہ اپنی آنکھوں سے عذاب یا ثواب برزخ مشاہدہ نہ کر سکیں مگر حقیقت یہ ہے کہ میت مرنے کے بعد خواہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو عذاب ثواب میں ضرور مبتلا ہوتی ہے جب ہم اپنے عالم شہادت کی بہت چیزیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر سکتے اور مشاہدہ نہ کر سکنے کے باوجود اس کے وجود کے قائل ہیں تو برزخ تو ایک عالم ہی دوسرا ہے

اس کا حال اگر ہمیں نظر نہ آئے تو اس سے یہ لازم نہیں کہ ہم اس عالم کے وجود سے ہی سراسر انکار کردیں یا اس کے عذاب ثواب کے منکرین جائیں

حضرت امام احمدرح نے اپنی کتاب زہد میں لکھا ہے کہ حضرت حزقیل علیہ السلام کو ایک فرشتہ اٹھا کر ایک ایسے مقام پر لے گیا جہاں کسی زمانہ میں ایک لڑائی ہوئی تھی اور اس میں دس ہزار آدمی مارے گئے تھے حزقیل علیہ السلام نے ان مقتولوں کا حال دیکھا ان کا گوشت پوست سڑ گیا تھا۔ اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ حزقیل علیہ السلام نے ان مردوں کو آواز دی تو ان کے اعضا خود بخود ایک دوسرے سے آکر مل گئے اور ہڈیوں پر گوشت پیدا ہو گیا۔ فرشتوں نے کہا اب انکی ارواح کو آواز دو۔ آپ نے آواز دی اتنی دیر میں سب مردہ زندہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حزقیل علیہ السلام نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ دنیا میں کیا عمل کرتے تھے۔ ان سب لوگوں نے جواب دیا جس وقت ہم لوگوں نے دنیا سے کوچ کیا تو میکائیل فرشتے نے ہم سے آکر کہا اپنے اپنے اعمال لاؤ اور اس کا اجر لو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے ہمارے جسموں پر کیڑے مسلط کر دیئے گئے۔ کیڑوں نے ہمارا بدن کھا لیا ہماری ارواح پر غم مسلط کر دیا گیا۔ ہم جب سے مرے ہیں اس وقت تک اسی عذاب میں مبتلا ہیں۔

مقامات علیین و سجین کس جگہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رض نے حضرت کعب رض سے علیین اور

سجّین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ علیین ساتویں آسمان کا نام ہے جہاں مومنین کی ارواح رہتی ہیں اور سجّین ساتویں زمین کا نام ہے جہاں کفار کی ارواح رہتی ہیں۔

روایات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح مومنین اگرچہ جنت یا کسی دوسرے مقام پر رہتی ہیں مگر ان کا اتصال جسد کے ساتھ بھی رہتا ہے اس لئے نفس روح میں اس قدر قوت ہو جاتی ہے کہ وہ ایک لمحہ میں جنت اور ایک لمحہ میں زمین پر آ جاتی ہے۔

ارواح شہداء کا مقام

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تمہارے اصحاب احد میں شہید ہوئے ان کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں ہے وہ جنت کی نہروں پر گھومتے پھرتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور رات کو عرش کے نیچے سونے کے قندیلوں میں آرام کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مومن کی روح طائر کی شکل میں جنت کے درختوں پر رہتی ہے قیامت کے دن اپنے جسموں میں واپس آئیگی۔ ایک روایت میں ان پرندوں کی رنگت سبز مذکور ہے۔

شیرخوار بچوں کی ارواح کا مستقر

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے شیرخوار بچوں کی ارواح جنت کے ایک پہاڑ میں رہتی ہے جن کی کفالت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہؑ کرتی ہیں (احمد)

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت کا نام طوبےٰ ہے اور اس درخت میں بیشمار تھن ہیں جو شیر خوار مسلمان بچہ مرجاتا ہے اس کو جنت میں طوبےٰ کا دودھ پلایا جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی پرورش کرتے ہیں۔

زندہ آدمیوں سے نیک ارواح کی ملاقات

نیک اور پرہیزگار لوگوں سے ارواح ملاقات کرتی ہیں

عمیر بن حباب سلمی کا بیان ہے کہ بنی امیہ کی لڑائی کے زمانہ میں ہم نو آدمی گرفتار ہوکر بادشاہ روم کے سامنے پیش ہوئے اس نے ہم سب کو قتل کردینے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ آٹھ آدمیوں کی گردن زدی گئی جب میرا نمبر آیا تو ایک چوبدار نے بادشاہ کی قدمبوسی کرکے عرض کیا کہ اسے آپ مجھے دیدیجئے۔ بادشاہ نے مجھے اس کے حوالے کردیا وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور اپنی حسین وجمیل لڑکی کو دکھا کر مجھ سے کہا کہ تو جانتا ہے کہ بادشاہ کے حضور میں میرا کیا درجہ ہے۔ اگر تو میرا دین قبول کرے تو میں اس لڑکی سے تیری شادی کردوں اور اپنا مال و دولت تیرے حوالے کردوں۔ میں نے جواب دیا کہ بیوی کے لئے میں نہ اپنا مذہب بدل سکتا ہوں اور نہ دنیا کی دولت کے واسطے اپنا دین چھوڑ سکتا ہوں میں اس کے یہاں بہت دن رہا وہ مجھے ہر روز سمجھاتا تھا۔ ایک رات

اس کی لڑکی مجھے اپنے باغ میں لے گئی اور کہنے لگی تم اگر میرے باپ کی بات مان لیتے تو کیا تھا۔ میں نے جواب دیا میں اس کے لئے ہرگز تیار نہیں لڑکی نے کہا تم یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا۔ میں نے کہا میں اپنے وطن جانا پسند کرتا ہوں۔ لڑکی نے ایک ستارہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا دیکھو رات بھر اس ستارہ کی سمت چلنا صبح کو کہیں موقعہ دیکھکر چھپ جانا اس طرح سے تم اپنے شہر میں پہنچ جاؤ گے میں یہاں سے روانہ ہو گیا۔ رات بھر چلتا دن کو کہیں چھپ رہتا۔ پس چوتھے روز میں ایک جگہ چھپا بیٹھا تھا کہ میری طرف چند سوار آتے دکھائی دیئے۔ مجھے خوف معلوم ہوا۔ کہیں دشمن میری تلاش میں نہ آ گیا ہو۔ یہ سوار جب میرے قریب آئے تو یہ سب میرے وہی ساتھی تھے جن کو شاہ روم نے قتل کرا دیا تھا۔ ان لوگوں کے علاوہ کچھ اور سوار بھی تھے ان لوگوں نے مجھے دیکھتے ہی آواز دی اے عمیر اے عمیر۔ میں نے کہا ہاں تم لوگ تو قتل کر دیئے گئے تھے یہاں کیونکر پہونچے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم قتل تو ہو گئے تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے ہم شہیدوں کو زندہ رکھا ہے ہمیں ابھی حکم ملا ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ کے جنازہ میں شرکت کرو۔ ہم سب شرکت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد انہیں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور تھوڑی دور آگے جا کر اتار دیا تو میں اپنے مکان کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ (ابن عساکر)

علامہ ابن جوزیؒ نے اسی قسم کا ایک واقعہ عیون الحکایات میں نقل کیا ہے کہ ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان تینوں بھائیوں کو شاہ روم نے گرفتار کرلیا اور ان لوگوں سے کہا کہ اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو فوراً عیسائی مذہب اختیار کرلو۔ ان لوگوں نے صاف انکار کردیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی ہماری مدد کرو۔ شاہ روم نے تین بڑے بڑے دیگ تیل بھر کر آگ پر چڑھا دیئے۔ تین دن رات برابر ان کے نیچے آگ جلتی رہی۔ ہر روز ان لوگوں کو کھولتا ہوا تیل دکھاکر کہا جاتا تھا کہ عیسائی مذہب اختیار کرلو ورنہ اسی کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیئے جاؤگے مگر یہ لوگ برابر انکار کرتے رہے چوتھے روز بڑے بھائی کو دیگ میں ڈال دیا اس کے بعد منجھلے کو بھی دیگ میں ڈال دیا چھوٹے بھائی کو دیگ کے قریب لیجاکر پھر سمجھایا کہ عیسائی مذہب اختیار کرلو مگر اس نے انکار کردیا۔ اتنے میں ایک مجوس نے کہا کہ آپ اسے میرے سپرد کردیں۔ میں اس کو دین اسلام سے منحرف کردونگا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح۔ مجوسی نے کہا کہ عرب کے آدمی عورتوں کے دلدادہ ہوتے ہیں میری ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے میں اس لڑکی کو اس کے حوالہ کردونگا یہ اس کو دین اسلام سے منحرف کردیگی اور چالیس دن کی مدت مقرر کرکے اسکو اپنے گھر لے آیا اور اسکو اپنی لڑکی کے پاس چھوڑ دیا۔ جوان ناچار ہوکر اسکے ساتھ رہنے لگا تمام دن روزہ سے رہتا اور رات

بھر عبادت کرتا تھا۔ اسی طرح ایک مہینہ گذر گیا۔ لڑکی کی طرف ایک دفعہ بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ ایک دن اس کے باپ نے پوچھا کہو اس جوان کا کیا حال ہے۔ لڑکی نے جواب دیا چونکہ اس کے دو بھائی مارے جا چکے ہیں شاید انکے رنج کی وجہ سے میری طرف التفات نہیں کرتا آپ مجھے بادشاہ سے مہلت طلب کر کے کسی دوسرے شہر میں بھیجدیں۔ مجوس نے بادشاہ سے اجازت لیکر اس نوجوان کو اپنی لڑکی کے ساتھ دوسرے شہر میں بھیجدیا۔ یہاں بھی وہ جوانمرد دن رات عبادت میں مصروف رہا اور اس کی طرف ایک دفعہ بھی نظر اُٹھا کر نہ دیکھا۔ جب مدت ختم ہونے لگی تو مجوسی کی لڑکی نے کہا تو اپنے رب کی تابعداری میں کامل ہے۔ تیرا رب سچا ہے۔ میں بھی تیرا مذہب قبول کرتی ہوں۔ جوان نے کہا بتا اب یہاں سے ہم دونوں کس طرح بھاگیں۔ عورت نے ایک مضبوط گھوڑا منگایا اور دونوں اس پر سوار ہو کر چلدیئے۔ رات بھر چلتے تھے اور دن بھر چھپے رہتے تھے ایک رات یہ دونوں چلے جا رہے تھے۔ پیچھے سے چند سواروں کی آواز سُنائی دی۔ دیکھا تو یہ سوار اس کے دونوں بھائی تھے اور انکے ساتھ فرشتے بھی تھے۔ جوان نے اپنے بھائیوں کو سلام کر کے کہا کہ تم دونوں بھائی تو شہید ہو چکے تھے یہاں کیونکر آئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہماری موت تو صرف اسی قدر تھی کہ دیگ میں غوطہ لگایا اور جنت الفردوس میں پہنچ گئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے کہ اس عورت کا نکاح تیرے ساتھ کر دیں۔ اس کے بعد یہ دونوں بھائی نکاح کے مراسم

ادا کرکے چلے گئے۔ یہ جوان بھی اپنی دلہن کو لے کر اپنے وطن پہنچ گیا۔

مُردوں کا خواب میں نظر آنا اور بعض حالات کی اطلاع دینا

ابوبکر خیاط کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن خواب میں قبرستان جاتے دیکھا۔ یہ دیکھکر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ تمام مُردے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں پھولوں کی ایک ایک ڈالی تھی۔ میں بھی ان لوگوں میں جاکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کیا تم لوگ مرے نہیں تھے۔ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا سے ڈرنے والے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

میمون کردی کہتے ہیں کہ میں نے عروہ بن بزاز کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے کہا دیکھو فلاں سقے کا ایک درم مجھ پر واجب ہے میرے مکان کے فلاں طاق میں ایک درم رکھا ہوا ہے وہ اسے دیدینا۔ اگلے روز میں نے سقے سے دریافت کیا تو اس نے کہا ہاں ایک درم میرا انکے ذمہ واجب تھا۔ اسکے بعد میں نے ان کے مکان کے اسی طاق سے وہ درم اُٹھا کر دے دیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رح کو خواب میں دیکھا پوچھا کہو اللہ کے یہاں کیسی گذری فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے بخشدیا تاج پہنایا اور جنت کی حور سے شادی کردی

ربیع بن سلمان سے حضرت امام شافعی رح نے خواب میں فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر موتی نچھاور کیے۔

حبیش بن عمیر نے حضرت یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا انہوں نے بیان کیا کہ اللہ نے مجھے اپنے قرب سے اعزاز عطا فرمایا اور تین سو حوروں سے میری شادی کر دی۔

عاصم بن حربی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ہشام کے مکان کے دروازے میں داخل ہوا وہاں مجھے بشر حافی رح نظر آئے میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو۔ فرمایا علیین سے پھر میں نے ان سے امام احمد بن حنبل رح کا حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ابھی ابھی انہیں خدا کے سامنے کھاتا پیتا چھوڑ کر آیا ہوں۔

احمد دورقی کہتے ہیں کہ میرے ایک پڑوسی کا انتقال ہو گیا رات کو میں نے اسے دو بیش قیمت حلّے زیب تن کئے ہوئے خواب میں دیکھا میں نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ آج بشر حافی رح ہمارے قبرستان میں مدفون ہوئے تھے۔ حق تعالےٰ نے ان کی برکت سے ہم سب اہل قبور کو دو دو حلّے عطا فرمائے۔

اصمعی کے والد نے حجاج بن یوسف کو خواب میں دیکھا حال دریافت کیا۔ حجاج نے جواب دیا کہ میں نے دنیا میں جتنے بے گناہ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ ایک ایک کے بدلے میں حق تعالےٰ نے مجھے قتل کی سزا دی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس رات کو انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں دیکھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان کل شام کو روزہ میرے پاس افطار کرنا۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے صبح کو روزہ رکھا اور اسی روز شہید ہو گئے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحکی والدہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئی تو ان کو روتا ہوا پایا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ آپ کیوں رو رہی ہیں۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حال میں روتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ کا چہرہ اور ڈاڑھی مبارک گرد آلود ہے۔ وہ فرما رہے تھے کہ میں ابھی حسین علیہ السلام کو شہید ہوتے دیکھکر آیا ہوں۔

مومنین کی ارواح ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی روح قبض ہونے کے بعد نیک روحیں اسکا استقبال کرتی ہیں اور وہ لوگوں کے متعلق دریافت کرتی ہیں کہ اس کا کیا حال ہے۔ فلاں کیا کر رہا ہے۔ فلاں کی شادی ہو گئی یا نہیں اگر کسی شخص کے متعلق آنے والی روح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ اپنے پاس اس کے نہ آنے کی وجہ سے سمجھ جاتے ہیں کہ وہ دوزخ میں چلا گیا ہے اس پر وہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں

ملک شام میں ایک نوجوان شہید ہو گیا تھا وہ ہر جمعہ کی رات کو اپنے باپ کی خواب میں آیا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک جمعہ کو وہ خواب میں نہ آیا

باپ بہت پریشان ہوا۔ اگلے جمعہ کو خواب میں حسب معمول نظر آیا تو باپ نے پوچھا بیٹے گزشتہ جمعہ کو تم کیوں نہیں آئے تھے تو اس نے جواب دیا کہ اس روز حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا تھا ہم سب شہدا ان کی روح کا استقبال کرنے گئے تھے۔

روح کا خواب میں آنا۔ باتیں کرنا۔ بعض پوشیدہ امور بتا جانا روزمرہ کے مشاہدات میں سے ہے۔

ایصال ثواب

قبر میں کیا کیا چیزیں میت کے کام آتی ہیں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو ملتا ہے۔

(۱) مرابط فی سبیل اللہ جس (۲) نے کسی شخص کو علم سکھایا ہو (۳) صدقہ جب تک جاری رہے (۴) نیک اولاد جو باپ کے لئے دعا کرے۔

حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں کہ مُردے بہ نسبت زندوں کے دُعا کے زیادہ محتاج ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے پیچھے نیکیوں کے پہاڑ ہوں گے وہ پوچھیں گے یہ کہاں سے آئے تو جواب ملیگا کہ یہ تیرے بیٹے کے استغفار کا ثواب ہے۔

جب کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس دعا کو ایک فرشتہ اس کی قبر پر لیکر جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اے قبر والے یہ تمہارے فلاں عزیز کی طرف سے ہدیہ ہے۔

مُردوں کو قرآن کا ثواب بخشنا ابو محمدؒ سمرقندی کہتے ہیں کہ جو شخص گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھکر اس کا ثواب مردوں کو بخشے گا تو اس شخص کو اموات کی تعداد کے برابر ثواب ملیگا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قبرستان میں جاکر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر کا ثواب اصحاب قبور کو بخشے گا قیامت کے دن وہ اس کی شفاعت کریں گے۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں جمعہ کی شب کو قبرستان گیا تو مجھے بہت دور تک نور نظر آیا۔ اتنے میں ایک ندا دور سے آئی اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا اپنے مردہ بھائیوں کے لئے ہدیہ ہے۔ میں نے تفصیل دریافت کی معلوم ہوا کسی شخص نے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورہ کا فرون اور سورۂ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مسلمان مردوں کو بخشا تھا یہ اسی کا نور ہے مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں اس روز سے ہر جمعہ کو یہ نماز پڑھا کرتا ہوں

جو شخص اپنے کسی مردے کیلئے صدقہ دیتا ہے تو جبرئیلؑ اسکو نور کے طباق پر رکھکر اسکی قبر پر لیجا کر کہتے ہیں کہ یہ تمہارے فلاں عزیز نے ہدیہ بھیجا ہے۔

جو شخص اپنے والدین کیطرف سے حج اور روزے ادا کرے تو ادا ہو جائینگے اسکو بھی ثواب ملیگا

شہیدوں کے حالات

شہید کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید کو خدا کے ہاں چھ چیزیں عطا کی جاتی ہیں۔
جس وقت اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے اسی وقت اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کو جنت کا مقام دکھا دیا جاتا ہے اور وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور قیامت کے دن اس کو کوئی خوف نہ ہوگا اور اس کے سر پر یاقوت سے مرصع تاج پہنایا جائیگا اور اس کو جنت میں ۷۲ حوریں ملیں گی اور وہ اپنے ۷۰ رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔

شہیدوں کو جنت میں کیا غذا ملتی ہے؟

عبداللہ بن عمیر سے روایت ہے کہ جنت میں سبز باغ ہیں اور وہاں سبز ریشم کے گنبد ہیں۔ اس مقام پر گائے اور مچھلیاں ہیں یہ دونوں ہر روز شہیدوں کو ایسی غذا کھلاتے ہیں جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں کھائی تھی۔ یہ مچھلیاں تمام دن جنت کی نہروں میں سیر کرتی ہیں اور خوشبودار چیزیں کھاتی ہیں شام کو گائے اپنے سینگ سے ذبح کرتی ہیں اور وہ خود بخود پک کر تیار ہو جاتی ہیں شہداء اس کو کھاتے ہیں تو ان کے جسم سے جنت کے پھولوں

کی خوشبو آنے لگتی ہے۔

شہداء یزید بن شجرہ راوی ہیں کہ جب شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے اسی وقت اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی وقت جنت سے دو حوریں آتی ہیں اس کے چہرہ کو مٹی وغیرہ سے صاف کر کے جنت کا جوڑا پہناتی ہیں وہ اس قدر باریک اور نفیس ہوتے ہیں کہ دو انگلیوں کے درمیان آ سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک لڑائی کے موقعہ پر ایک اعرابی شہید ہو گیا حضورؐ اس کے سرہانے بیٹھے تھے حضورؐ پہلے تو بہت خوش ہوئے پھر یکایک آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا صحابہ کے دریافت کرنے پر حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے خوشی تو اس کے اعزاز و اکرام سے ہوئی مگر جب میں نے اس کی جنت کی بیوی کو اس کے سرہانے کھڑا دیکھا تو میں نے منہ پھیر لیا۔

شہید کے احکام اگرچہ شہید بظاہر میت ہے مگر عام میت کے احکام اس پر جاری نہیں ہوتے شرعی حیثیت سے شہید جس شخص کو کہا جاتا ہے اور جس شہادت کی احادیث میں فضیلت وارد ہے اس کے لئے فقہاء نے چند شرطیں مقرر کی ہیں۔

(۱) پہلی شرط اسلام ہے غیر مسلم شہید نہیں ہوتا۔ (۲) دوسری شرط عقل و بلوغ ہے جو شخص حالت جنون میں مارا گیا یا نابالغی میں قتل ہوا وہ شرعاً شہید نہیں۔ (۳) تیسری شرط یہ ہے کہ مقتول حالت

ناپاکی میں قتل نہ ہوا ہو خواہ مرد ہو یا عورت ۔ (۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ بے گناہ مارا گیا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی جرم شرعی کی پاداش میں مارا گیا یا اپنی موت مر گیا وہ بھی شہید نہیں ہوگا ۔ (۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ مقتول کسی ذمی یا مسلمان کے ہاتھ سے کسی دھار دار ہتھیار سے مارا گیا ہو۔ اگر کسی ذمی یا مسلمان نے کسی مسلمان کو کسی پتھر وغیرہ سے مار ڈالا تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے ہاں اگر کوئی شخص حربی کافروں، باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ہوا تو اس میں دھار دار ہتھیار سے قتل ہونا شرط نہیں۔ (۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی معاوضہ مقرر نہ ہو بلکہ قصاص واجب ہو اگر مالی معاوضہ مقرر ہو تو مقتول شرعاً شہید نہ ہوگا خواہ ظلماً کیوں نہ مارا جائے ۔ (۷) ساتویں شرط یہ ہے کہ زخمی ہونے کے بعد اس کو کھانے پینے یا کوئی اور کام کرنے کا موقعہ نہ ملا ہو اور نہ اس پر ایک نماز کے وقت برابر اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گذری

جس شہید میں یہ ساتوں شرطیں موجود ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے نہ اس کے جسم سے خون وغیرہ صاف کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں اور نہ اس کے جسم سے کپڑے اتارے جائیں ہاں اگر اس کے جسم پر کپڑے کفن کے عدد مسنون سے کم ہوں یا زیادہ ہوں تو کم یا زیادہ کرنا جائز ہے ۔ اگر شہید کے جسم پر پوستین زرہ وغیرہ

ہو تو اس کو اتار لینا چاہیئے۔ اسی طرح ٹوپی، جوتہ ہتھیار اور دیگر فوجی سامان بھی اتار لینا چاہیئے اس کے بعد نماز جنازہ پڑھکر دفن کردینا چاہیئے۔ اور اگر کسی شہید میں شرائط مذکورہ بالا میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دینا چاہیئے اور نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

عالم برزخ کے دیگر مختلف حالات

شجرۃ المنتہیٰ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب الدر الحسان میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک درخت پیدا کیا ہے اس کے پتے تمام خلائق کی گنتی کے برابر ہیں اس کا نام شجرۃ المنتہیٰ ہے جب کسی بندہ کی عمر ختم ہوجاتی ہے اور چالیس دن باقی رہ جاتے ہیں تو حضرت عزرائیل کے سامنے ایک پتا گرتا ہے اس پر نام اس بندہ کا لکھا ہوتا ہے۔

مُردوں کو گالیاں نہ دیا کرو حضورؐ نے فرمایا ہے مردوں کو گالیاں نہ دیا کرو (بخاری نسائی ترمذی)

(۲) مُردوں کا ذکر اچھائی کے ساتھ کیا کرو۔

(۳) مُردوں کے نیک اعمال بیان کرو۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مُردے کی روح اس کے ذمہ قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ

آیا حضورؐ نے پوچھا یہ میت مقروض تو نہ تھی۔ عرض کیا گیا حضور! میت تو مقروض ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی روح تو قرض کی وجہ سے قبر ہی میں رکی رہے گی آسمان پر نہ جاسکے گی جب تک قرض ادا نہ ہو جائے میرے نماز پڑھنے سے کیا فائدہ اگر تم میں سے کوئی شخص اس کے قرضہ کی ادائیگی کا ذمہ لے لے تو میں نماز پڑھوں۔

اسی لئے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ میت کے مال میں سے اس کی تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے اس کا قرضہ ادا کرنا چاہیئے قرضہ ادا کرنے کے بعد جو مال باقی رہے اس میں سے اس کی وصیت پوری کی جائے اور اس کے بعد جو بچ رہے گا وہ حسب قواعد شرعیہ ورثا میں تقسیم کیا جائے۔

ملک الموت کو مرنے والوں کی فہرست کس تاریخ میں دیجاتی ہے

عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں کہ شعبان کی ۱۵ ویں شب برات کو ملک الموت کو ایک فہرست دی جاتی ہے جس میں اس سال مرنے والوں کے نام درج ہوتے ہیں۔

محمد بن جحارہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عرش کے نیچے ایک درخت ہے جس کے ہر ہر پتے پر لوگوں کے نام درج ہیں جس نام کا پتہ جس وقت اس درخت سے جھڑتا ہے اسی وقت اس شخص کی روح قبض ہو جاتی ہے۔

کفار اور فجار دنیا سے پیاسے اٹھائے جائیں گے

امام احمد بن حنبلؒ۔ ابو عمران الجونی کا

قول نقل کیا ہے کہ کفار اور فجار کی روح پیاس کی حالت میں قبض کی جاتی ہے اور وہ قبر میں بھی پیاسے داخل کئے جاتے ہیں اور قیامت میں بھی پیاسے اٹھیں گے اور دوزخ میں بھی پیاسے داخل کئے جائیں گے،

بندے کی توبہ کس وقت تک قبول ہوتی ہے

حضور انور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس کا سانس حلق میں نہ آجائے۔

عذاب اور رحمت کے فرشتوں میں جھگڑا

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص نہایت بدکار تھا رات کو گناہ کے کاموں میں مشغول رہتا تھا اس شخص نے ۹۷ آدمیوں کو بے گناہ قتل کیا تھا۔ ایک روز یہ اپنے گھر سے نکل کر ایک عبادت خانہ میں گیا اور ایک عالم سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص نے ۹۷ آدمی بے گناہ قتل کئے ہوں اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے یا نہیں۔ عالم نے جواب دیا نہیں۔ اس نے اس عالم کو قتل کر دیا پھر دوسرے عالم کے پاس گیا اور مسئلہ دریافت کیا وہاں سے بھی یہی جواب ملا اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ غرض اسی طرح اس شخص نے ۳ عالم قتل کر دیئے۔ اس کے بعد وہ چوتھے عالم کے پاس گیا اس نے کہا خدا تعالیٰ غفور الرحیم ہے اگر میں یہ کہوں کہ اللہ توبہ قبول نہیں کرے گا

تو میں چھوٹا ہوں دیکھو سامنے عبادت خانہ ہے وہاں لوگ عبادت کرتے ہیں
تو بھی وہاں جا کر ان لوگوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو جا۔
یہ جواب پا کر وہ شخص توبہ کرتا ہوا نہایت شرمندگی کے عالم میں عبادت
خانہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی نصف راہ طے کر پایا تھا کہ ملک الموت نے اس
کو آدبایا اور روح قبض کر لی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا
ہونے لگا عذاب کے فرشتوں نے اسے عذاب دینا چاہا اور رحمت کے فرشتوں
نے اسے آرام دینا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قضیہ کے فیصلہ کے لئے ایک فرشتہ
ان کے پاس بھیجا کہ جہاں سے یہ شخص چلا ہے اور جہاں جانا چاہتا تھا
وہاں کی زمین ناپ لو جو بستی اس کے قریب پڑے اس میں اس کا شمار کر لو
فرشتوں نے دونوں طرف کی زمین ناپی تو جہاں سے وہ شخص آیا تھا وہ زمین
زیادہ ہو گئی اور عبادتخانہ کی طرف کی زمین گھٹ گئی۔

مرنے کے وقت قرآن پاک کے نور کا ظہور

ایاس بن ابی عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ
حورق عجلی کے پاس وفات کے وقت حاضر تھے
جب روح قبض ہو گئی تو ان کو چادر اڑھا دی
گئی۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے سرھانے سے ایک نور بلند ہوا اور مکان کی چھت سے
آسمان تک گیا پھر ان کے پیر کی طرف سے ایک نور ایسا ہی بلند ہوا اس کے
بعد ان کے سینہ سے بھی ایک نور اسی طرح کا بلند ہوا۔ یہ نظارہ دیکھکر ہم
لوگ چپ رہے۔ اتنے میں میت نے چادر سر سے ہٹا کر کہا کہ تم نے جو کچھ
دیکھا وہ سورہ سجدہ کا نور ہے میں سورہ سجدہ ہمیشہ رات کو پڑھا کرتا تھا

رکی طرف سے جو نور بلند ہوا تھا وہ اول کی دس آیتوں کا نور تھا اور جو نور پیروں
طرف سے بلند ہوا وہ اخیر کی دس آیات کا نور ہے اور جو نور سینہ سے بلند
او وہ اس سورت کی آیۃ سجدہ کا نور ہے اس نور نے آسمان پر جاکر اللہ تعالیٰ
، میری سفارش کی۔ فرشتے جب میری روح لیکر چلے تو ان کو راہ میں رحم دل
شتے ملے پوچھا اس کو کہاں لیجاتے ہو چھوڑ دو یہ ماں کے پیٹ سے نیک بخت
ہوا ہے اس کے بعد دو ماہ زندہ رہ کر انتقال کیا۔

صدق دل سے اللہ کا لینے کا انجام

ابو قلابہ رضی سے روایت ہے کہ میرا ایک بھتیجہ
بہت ہی بدکار تھا بیمار ہو گیا اور عرصہ تک
بیمار رہا میں اس کو دیکھنے نہ گیا ایک روز
رمیں دل میں خیال آیا کہ آخر وہ میرا بھتیجہ ہی تو ہے اس کی مزاج پرسی
لئے جانا چاہیئے چنانچہ بازار سے واپس آکر شام کو اس کے پاس گیا
ساری رات اسی کے پاس رہا۔ رات کو میں نے دیکھا کہ دو سیاہ فرشتے
اڑتے ہوئے چھت سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا اس کے پاس
دیکھو کچھ نیک عمل ہے یا نہیں وہ میرے بھتیجے کے قریب آیا اور اس
سر کو سونگھا پیٹ کو سونگھا پیروں کو سونگھا اور اپنے ساتھی سے کہا
نے اس کے سر کو سونگھا سر میں قرآن شریف کو نہ پایا پیٹ کو سونگھا
، دن بھی اس کو روزہ دار نہ پایا۔ پیروں کو سونگھا اس کو کبھی کھڑے
نماز پڑھتے نہ پایا۔ اس کے بعد دوسرا فرشتہ آیا اور اس نے بھی سر کو
نگھا دونوں ہاتھوں کو سونگھا پیٹ کو سونگھا دونوں پیر سونگھے اور

کہنے لگا بڑے تعجب کی بات ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور اس میں ایک بھی آپ کے امتی کی صفت نہیں اس کے بعد اس نے منہ کھول کر زبان کو دبایا اور اپنے ساتھی سے کہا سبحان اللہ اس نے ایک بار شہر انطاکیہ میں صدق دل سے اللہ اکبر کہا تھا اس کی خوشبو نکلتی ہے اس کے بعد دونوں فرشتے باہر جاکر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ملک الموت نے آکر روح قبض کی۔

موت کی تکلیف کا حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ بعد وفات حضرت موسےٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہو تم نے موت کو کیسا پایا۔ انھوں نے جواب دیا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایک لوہے کی سیخ میرے پیٹ میں داخل ہوئی ہو اس کی بہت سی شاخیں ہوں اور ہر ہر رگ میں الجھ رہی ہو اور پھر وہ نہایت سختی کے ساتھ میرے پیٹ سے کھینچی گئی ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تمہیں تو بہت آسانی کے ساتھ موت آئی تھی۔

انسان کے مرنے کا علم سب سے پہلے کس کو ہوتا ہے

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ محافظ فرشتہ کو سب سے پہلے انسان کے مرنے کا علم ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اس کے اعمال لیکر آسمان پر جاتا ہے اور اس کی روزی آسمان سے لیکر اترتا ہے جب اس کو روزی آسمان پر نہیں ملتی تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس شخص

لی عمر ختم ہو گئی ہے۔

مومن کو موت سے پہلے اللہ کا سلام پہنچایا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو وہ ملک الموت پر وحی کرتا ہے کہ تو فلاں شخص کو میرا سلام پہونچا جب ملک الموت روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں تیرے خدا نے تجھے سلام کہا ہے۔

رحمت کے فرشتے اہل سنت کو قبر میں حجت کی تلقین کرتے ہیں

محمد بن نصر الصائغ کا بیان ہے کہ میں ایک روز ایک جنازے کے ساتھ قبرستان گیا جب لوگوں نے اس کو قبر میں دفن کرنا چاہا تو قبر میں دو شخص اترے ایک تو ان میں سے باہر نکل آیا اور دوسرا اندر رہ گیا لوگوں نے مٹی ڈالنی شروع کی تو میں نے کہا کیا مردہ کے ساتھ زندہ آدمی کو بھی دفن کر رہے ہو انھوں نے کہا قبر میں تو سوائے مردہ کے اور کوئی نہیں ہے میں خاموش ہو رہا اور واپس چلا آیا۔ کچھ دیر بعد قبر کے پاس آکر سورۂ یسین اور تبارک الذی ۱۰-۱۰ بار پڑھکر روتے ہوئے عرض کیا الٰہی اس حقیقت سے مجھے آشنا کر کہ وہ دوسرا شخص جو قبر میں رہ گیا تھا اس کا کیا انجام ہوا۔ اتنے میں قبر شق ہو گئی اور ایک آدمی قبر سے نکل کر پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ میں نے اس آدمی کو کئی بار آواز دی مگر اس نے میری طرف توجہ نہ کی مگر میں آواز دیتا ہی رہا آخر اس نے میری طرف متوجہ ہو کر

کہا تو نصر الصائغ ہے میں نے کہا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا تو مجھے نہیں پہچانتا میں نے کہا نہیں اس کے بعد اس نے کہا کہ ہم دو نور رحمت کے فرشتے ہیں اہلسنت پر مامور ہیں جب وہ قبر میں رکھے جاتے ہیں تو ہم اس کے پاس آکر حجت کی تلقین کرتے ہیں (یعنی منکر نکیر کے سوالات کے جوابات میت کو بتلاتے ہیں)

اسباب عذاب قبر

حضرت علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں اسباب عذاب قبر کے متعلق جتنی روایات اور حکایات بیان کی ہیں ان سب کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بالعموم عذاب قبر کے مندرجہ ذیل پچاس اسباب ہیں

(۱) کفر (۲) پیشاب سے احتراز نہ کرنا (۳) چغل خوری (۴) غیبت (۵) یہودیت (۶) انبیاء کرام کو ستانا اور ان کو تکلیف دینا (۷) پیاسے کو پانی نہ پلانا (۸) مہمان کا حق نہ سمجھنا (۹) مال غنیمت میں خیانت کرنا (۱۰) بے وضو نماز پڑھنا (۱۱) مظلوم کی فریاد رسی نہ کرنا (۱۲) قرآن پڑھکر چھوڑ دینا (۱۳) اور اس کو بھلا دینا (۱۴) بلا نماز پڑھے سو رہنا (۱۵) جھوٹ بات کو شہرت دینا (۱۶) زنا (۱۷) سود لینا (۱۸) اچھے کاموں کو برے کاموں سے ملانا (۱۹) حرام نشے کے لئے زینہ کرنا (۲۰) عشا کی نماز پڑھے بغیر سو رہنا (۲۱) نماز کو بے وقت پڑھنا (۲۲) مسلمانوں میں چغل خوری کرنا (۲۳) لواطت (۲۴) حلال کو چھوڑنا اور حرام کو کھانا (۲۵) یتیموں کا مال کھانا (۲۶) دوسرے

عیب لگانا (۲۷) مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنا (۲۸) اپنی عورت یا خاوند
چھوڑ کر دوسرے کی عورت یا دوسرے شخص کے ساتھ شب باشی
نا (۲۹) امانت رکھنا اور اس کو ادا نہ کرنا (۳۰) صحابہ کرامؓ کو برا کہنا
۳) کہنا اور نہ کرنا (۳۲) بغیر سنے بات کو بیان کرنا (۳۳) بچوں کو
ودھ نہ پلانا (۳۴) جھوٹے خواب بیان کرنا (۳۵) وقت سے
ہلے روزہ افطار کرنا (۳۶) چوری کرنا (۳۷) شراب پینا (۳۸)
دریہ یا مرجیہ ہونا (۳۹) ماں کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا (۴۰)
رسے چلنا (۴۱) غیر طریقہ سنت نبوی پر مرنا (۴۲) ظلم کرنا (۴۳)
میں تنکے ملانا (۴۴) کسی کو مار کر اس کا مال چھین لینا (۴۵) قبر میں
ا نہ پیشاب کرنا (۴۶) خلیفۃ المسلمین کو قتل کرنا (۴۷) چھپ کر پڑوسیو
بات سننا (جنابت سے غسل نہ کرنا (۴۹) مکس (۵۰) خلاف
ریعت حکم یا فتویٰ دینا۔

علمائے کرام نے علاوہ متذکرہ بالا امور کے حسب ذیل امور
باعث عذاب قبر بیان کئے ہیں۔

(۱) جھوٹ بولنا (۲) جھوٹی گواہی دینا (۳) دوسرے کی آبرو
ی کرنا (۴) فتنہ میں شریک ہونا (۵) جھوٹی تہمت لگانا (۶) لوگوں
شرعی کاموں کی طرف بلانا (۷) خدا ورسولؐ کی طرف ایسی بات منسوب
جس کا صحیح علم نہ ہو (۸) رشوت لینا (۹) ناحق دوسرے کا مال
نا (۱۰) نشہ آور چیزوں کا استعمال (۱۱) بھنگ پینا (۱۲) بدعہدی

کرنا (۱۳) مکر اور فریب کرنا (۱۴) سود کا تمسک لکھنا (۱۵) اور اس کا گواہ ہونا (۱۶) مطلقہ ثلاثہ کا حلالہ کرنا (۱۷) اسقاط فرائض آلہی اور محرمات شرعی پر نازاں ہونا (۱۸) مسلمانوں کو ستانا اور ان کی عیب جوئی کرنا (۱۹) گناہ کے کاموں میں مدد کرنا (۲۰) مکہ معظمہ میں الحاد کرنا (۲۱) حقائق اسماء وصفات آلہی میں الحاد کرنا (۲۲) سنت نبوی پر اپنی رائے اور خواہش کو مقدم کرنا (۲۳) جس راگ کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو سننا (۲۴) قبروں پر مسجد بنانا (۲۵) ناپ تول میں کمی کرنا (۲۶) سلف صالحین پر طعن کرنا (۲۷) کاہن اور نجومی کے پاس جانا (۲۸) دوسرے کی دنیا کے واسطے اپنی آخرت کو بیچنا (۲۹) جب کوئی خدا و رسولؐ سے ڈراوے تو نہ ڈرنا اور دوسروں کے ڈرانے سے ڈر جانا (۳۰) کلام خدا و رسولؐ سے ہدایت حاصل نہ کرنا (۳۱) تلاوت قرآن سے متاثر نہ ہونا اور دوسروں کے کلام سے وجد و طرب میں آنا (۳۲) خدا کی جھوٹی قسم کھانا اور اپنے محبوب پیارے کی جھوٹی قسم کھانے سے پرہیز کرنا (۳۳) دوسروں کے مال و آبرو میں خیانت کرنا (۳۴) فحش بکنا (۳۵) باوجود قدرت کے حج نہ کرنا (۳۶) باوجود قدرت کے اپنے ذمہ کے حقوق ادا نہ کرنا (۳۷) دیکھنے بولنے اور قدم اٹھانے میں احتیاط نہ کرنا (۳۸) کمائی میں حلال حرام کی تمیز نہ کرنا (۳۹) مسکینوں رانڈوں اور یتیموں پر رحم نہ کرنا اور انہیں دھکے دینا (۴۰) صلہ رحمی نہ کرنا (۴۱) ریا (۴۲) کسی کو برتنے کی چیز نہ دینا (۴۳) اپنے گناہوں کو چھوڑ کر دوسروں کے

ہوں پر نظر کرنا۔

غرض یہ سب ملا کر ۳۹ اسباب ہیں جن پر علماء نے اپنی کتابوں
ں تنبیہ فرمائی ہے۔

عذاب قبر اور عذاب آخرت سے بچنے کا نسخہ

عذاب قبر اور عذاب آخرت سے بچنے کا دارو مدار چونکہ ایمان پر ہے اس لئے
اسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر ان تمام باتوں کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے جن
یمان کی تتمیم و تکمیل کا دارو مدار ہے اور جن کے بغیر ایمان ادھورا اور ناقص رہتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اوپر ستّر باتیں ایمان کے متعلق
ں سب میں بڑی بات لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب میں چھوٹی بات یہ ہے کہ
ستے میں کوئی کانٹا لکڑی پتھر پڑا ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف
ا اس کو ہٹا دینا۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا (۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا کے سوا سب
ریں پہلے معدوم تھیں پھر خدا کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئیں (۳) یہ
ین کرنا کہ فرشتے ہیں (۴) یہ یقین کرنا کہ خدا تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروں
تاری تھیں سب سچی ہیں البتہ اب قرآن کے سوا اوروں کا حکم نہیں رہا
) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں البتہ اب فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ
لم کے طریقے پر چلنے کا حکم ہے (۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں
پہلے ہی سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے (۷) یہ یقین

کرنا کہ قیامت آنے والی ہے (۸) جنت کا ماننا (۹) دوزخ کا ماننا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا (۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا (۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے تو اللہ ہی کے واسطے کرنا (۱۳) ہر کام میں نیت دین ہی کی کرنا (۱۴) گناہوں پر پچھتانا (۱۵) خدا تعالیٰ سے ڈرنا (۱۶) خدا تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا (۱۷) شرم کرنا (۱۸) نعمت کا شکر کرنا (۱۹) عہد پورا کرنا (۲۰) صبر کرنا (۲۱) اپنے کو اوروں سے کم سمجھنا (۲۲) مخلوق پر رحم کرنا (۲۳) جو کچھ خدا کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا (۲۴) خدا پر بھروسہ کرنا (۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا (۲۶) کسی سے کینہ کپٹ نہ رکھنا (۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا (۲۸) غصہ نہ کرنا (۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا (۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا (۳۱) زبان سے کلمہ پڑھنا (۳۲) قرآن کی تلاوت کرنا (۳۳) علم سیکھنا (۳۴) علم سکھلانا (۳۵) دعا کرنا (۳۶) اللہ کا ذکر کرنا (۳۷) لغو اور گناہ کی بات جیسے جھوٹ۔ غیبت گالی۔ کوسنا۔ خلاف شرع گانا ان سب سے بچنا (۳۸) وضو غسل کرنا کپڑے کا پاک رکھنا (۳۹) نماز کا پابند رہنا (۴۰) زکوٰۃ صدقہ فطرہ دینا (۴۱) روزہ رکھنا (۴۲) حج کرنا (۴۳) اعتکاف کرنا (۴۴) جہاں رہنے میں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلا جانا (۴۵) منت خدا کی پوری کرنا (۴۶) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہو اس کو پورا کرنا (۴۷) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا (۴۸) جتنا بدن ڈھانکنا فرض ہے اس کو ڈھانکنا (۴۹) قربانی کرنا (۵۰) مردے کا کفن دفن کرنا (۵۱) کسی کا قرض ہو اس کا ادا کرنا (۵۲) لین دین میں خلاف شرع باتوں سے بچنا (۵۳) سچی گواہی کا نہ چھپانا

۵۴) اگر نفس تقاضا کرے نکاح کرلینا (۵۵) جو اپنے ماتحت ہیں ان کا حق ادا کرنا (۵۶) ماں باپ کو آرام پہنچانا (۵۷) اولاد کو پرورش کرنا (۵۸) رشتہ داروں سے بدسلوکی نہ کرنا (۵۹) آقا کی تابعداری کرنا (۶۰) انصاف کرنا (۶۱) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ نہ نکالنا (۶۲) حاکم کی تابعداری کرنا مگر خلاف شرع بات میں نہ کرے (۶۳) لڑنے والوں میں صلح کرادینا (۶۴) نیک کام میں مدد دینا (۶۵) نیک راہ بتلانا بری بات سے روکنا (۶۶) اگر حکومت ہو تو شرع کے موافق سزا دینا (۶۷) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا (۶۸) امانت ادا کرنا (۶۹) ضرورت والے کو قرض دیدینا (۷۰) پڑوسی کی خاطر داری رکھنا (۷۱) آمدنی پاک لینا (۷۲) خرچ شرع کے موافق کرنا (۷۳) سلام کا جواب دینا (۷۴) اگر کوئی چھینک لیکر الحمدللہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا (۷۵) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا (۷۶) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا (۷۷) راستہ میں سے ڈھیلا پتھر کانٹا لکڑی ہٹادینا۔

موت بہتر ہے یا زندگی

موت زندگی سے بہتر ہے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا تحفہ موت ہے اور اس کے واسطے خوشبودار پھول ہے۔

حضور نے فرمایا ہے کہ دو چیز کو اولاد آدم مکروہ جانتی ہے ایک تو موت کو حالانکہ موت اس کے واسطے فتنہ سے بہتر ہے دوسرے مفلسی کو حالانکہ مفلسی حساب دینے کے لئے آسان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ دنیا کافر کے واسطے جنت ہے اور مومن کے واسطے قید خانہ ہے۔ اور جب مومن کی روح نکلتی ہے تو اس کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کوئی قید خانہ سے نکلا اور زمین پر لوٹ پوٹ کر اپنا بدن درست کرنے لگا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موت مومن کے لئے گناہ کا کفّارہ ہے۔

موت کے لئے تیار رہنا چاہیے

علما نے فرمایا ہے جو شخص موت کو زیادہ یاد کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ تین کرامت دیگا جلد توبہ کی توفیق۔ دل کی قناعت اور عبادت میں دلجمعی اور اطمینان اور جو موت کو بھول جائے گا۔ اس پر تین بلا نازل ہونگی توبہ کی

توفیق اس کو نہ ہو گی۔ اور تھوڑی چیز اس کو قناعت نہ کرے گی اور عبادت میں سستی کرے گا۔

کسی شخص نے حضور سرورِ عالمؐ سے سوال کیا کون مومن سب سے زیادہ عقلمند ہے۔ فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرے اور نیک عمل سے موت کے بعد کا سامان درست کرے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ سب لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تب آنکھ کھلے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم نے فرمایا ہے کہ کہ ہر شخص مرنے کے بعد افسوس کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ افسوس کس بات کا۔ فرمایا اگر وہ نیک ہے تو افسوس کرتا ہے کہ زیادہ نیکی کیوں نہیں کی۔ اگر بدکار ہے تو افسوس کرتا ہے کہ بدی سے کیوں باز نہ رہا

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھی امید رکھنی چاہیئے

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور سرورِ عالمؐ ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے وہ قریب المرگ تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے جواب دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص میں یہ دونوں باتیں موت کے وقت پائی جائیں گی اللہ تعالیٰ اس کی امید پوری کرے گا اور اسے خوف سے امان دے گا۔

حضرت خواجہ حسنؓ بصری سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالمؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندوں پر دو قسم کے خوف جمع نہ کروں

گا۔ اور نہ دو قسم کا امان جمع کروں گا بلکہ جو دنیا میں مجھ سے خوف رکھے گا اسکو آخرت میں امان دونگا۔ اور جو دنیا میں مجھ سے بیخوف رہے گا اسکو آخرت میں خوف میں مبتلا کروں گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ بندہ مجھکو جیسا خیال کریگا میں اس کے حق میں ویسا ہی ہوں۔ تو وہ اب جیسا چاہے خیال کرے۔ اگر میرے ساتھ اچھا خیال رکھا تو اس کے واسطے بہتری ہے۔ اور اگر میرے ساتھ بُرا خیال رکھا تو اس کے واسطے بُرائی ہے

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں تم لوگوں کو خبر دوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مومنوں سے کیا فرمائے گا اور وہ لوگ کیا جواب دینگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہے گا کہ اے مومنو! کیا تم دنیا میں میری ملاقات کو پسند کرتے تھے یہ لوگ کہیں گے۔ ہاں یا رب پھر پوچھے گا۔ کیوں؟ یہ لوگ کہیں گے۔ ہم تیری معافی اور مغفرت کی اُمید رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ تم کو بخش دیا۔

مصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنے کی ممانعت

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنّا نہ کرنی چاہیئے اور اگر حالات ہی اس قسم کے ہوں تو اس طرح دعا کرنی چاہیئے اللّٰھمّ احینی ما کانت الحیٰوۃ خیرًا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرلی۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے۔ اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مومن کی عمر جس قدر دراز ہوتی ہے۔ اتنی ہی نیکیاں بڑھتی ہیں (مسلم)

ایک روز سعد بن وقاصؓ دعا کررہے تھے الٰہی میری موت آجائے حضور ﷺ

عالمؐ نے سن لیا فرمایا موت کی تمنا نہ کر اگر تو جنتی ہے تو دنیا میں رہنا تیرے لئے فائدہ مند ہے۔ اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ میں جانے کی جلدی کیوں ہے۔

ایماندار کی درازی عمر کی فضیلت

ابی بکرہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضورؐ سے عرض کیا یارسول اللہؐ سب سے اچھا آدمی کون ہے۔ حضور نے فرمایا وہ شخص جس کی عمر دراز ہو اور اس کے نیک اعمال ہوں۔ پھر دریافت کیا سب سے برا آدمی کون ہے۔ حضورؐ نے فرمایا وہ شخص جس کی عمر دراز ہو مگر بد اعمال (احمد)

فتنہ کے وقت موت کی دعا کرنا جائز ہے

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالمؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگا کرتے تھے اللّٰھمّ انی اسئلک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین واذا اردت بالناس فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا ہے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مومن موت کو ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب رکھے گا۔

عبداللہ صنابحیؒ کہتے ہیں کہ دنیا انسان کو فتنہ کی طرف بلاتی ہے اور شیطان گناہ کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس جانا اُن دونوں چیزوں سے بہتر ہے

موت کی فضیلت

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا تحفہ موت ہے

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام راوی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موت جنّت کی خوشبو ہے۔

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور سرور کائناتؐ کے سامنے

جنازہ گذرا کہ یہ مستریح ہے یا مستراح منہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا مستریح اور مستراح منہ کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب ایمان دار آدمی مرجاتا ہے، اس کو دنیا کی مصیبتوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اور جب کافر مرتا ہے تو اس سے شہر والوں درختوں اور چوپایوں کو آرام مل جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے۔ موت کے بعد اس کو ان دونوں چیزوں سے نجات مل جاتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ دنیا کی جیل سے چھوٹنے کے بعد مومن کی روح آزادی گھومتی پھرتی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو۔

کعبؓ کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لیتا ہے اس پہ دنیا کے رنج و غم اور تمام مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔

خوف خدا کے ساتھ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے

حضورؐ نے وفات سے تین روز پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتے ہوئے ایماندار کو مرنا چاہیے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب تم کسی آدمی کو مرتے دیکھو تو اسکو رحمت و مغفرت کی بشارت دو۔ اور اگر زندہ ہو تو خدا کے خوف سے ڈراؤ۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں بندہ جیسا بھی میرے متعلق گمان رکھے۔ دوسری روایت میں ہے اگر وہ اچھا گمان رکھتا ہے۔ تو میں اس کے لئے اچھا ہوں۔ اور اگر برا گمان کرتا ہے تو میں اس کے لئے برا ہوں۔

جنازہ گذرا کہ یہ مستریح ہے یا مستراح منہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا مستریح او مستراح منہ کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب ایمان دار آدمی مر جاتا ہے، اس کو دنیا کی مصیبتوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اور جب کافر مرتا ہے تو اس سے شہر والوں درختوں اور چوپایوں کو آرام مل جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے۔ موت کے بعد اس کو ان دونوں چیزوں سے نجات مل جاتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ دنیا کی جیل سے چھوٹنے کے بعد مومن کی روح آزادی گھومتی پھرتی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو۔

کعب رضؓ کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لیتا ہے اس پر دنیا کے رنج و غم اور تمام مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔

خوف خدا کے ساتھ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیئے

حضورؐ نے وفات سے تین روز پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتے ہوئے ایماندار کو مرنا چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ جب تم کسی آدمی کو مرتے دیکھو تو اسکو رحمت و مغفرت کی بشارت دو۔ اور اگر زندہ ہو تو خدا کے خوف سے ڈراؤ۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں بندہ جیسا بھی میرے متعلق گمان رکھے۔ دوسری روایت میں ہے اگر وہ اچھا گمان رکھتا ہے۔ تو میں اس کے لئے اچھا ہوں۔ اور اگر برا گمان کرتا ہے تو میں اس کے لئے برا ہوں۔

انبیائے کرام خلفاء اور صلحائے امت کی وفات کے نظارے

انبیائے کرام اور موت۔ خیثمہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب میری موت قریب ہو مجھکو خبر دینا۔ ملک الموت نے کہا میں آپ سے زیادہ نہیں جانتا جسطرح آپکو اپنی موت کی خبر نہیں مجھ کو بھی نہیں جب عرش کے نیچے سے مجھے کاغذ ملتا ہے اس میں جس شخص کا نام لکھا ہوتا ہے اس کی روح قبض کر لیتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک فرشتہ نے پروردگار سے حضرت ادریسؑ علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت حاصل کی۔ اجازت ملنے کے بعد وہ حضرت ادریسؑ کے پاس آیا سلام کیا حضرت ادریسؑ نے فرمایا۔ تمہاری ملک الموت سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے یا نہیں فرشتہ نے جواب دیا۔ جی ہاں وہ تو میرے دوست ہیں۔ ادریسؑ نے فرمایا تم ان کے ذریعہ مجھے کچھ نفع پہونچا سکتے ہو۔ فرشتہ نے کہا موت کے معاملہ میں دخل انداز نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ان سے بات چیت کروں گا تاکہ موت کے وقت آپ کو آسانی ہو جائے۔ فرشتہ نے کہا آپ میرے بازو پر سوار ہو جائیے آپ سوار ہو گئے۔ ساتویں آسمان پر پہونچکر ملک الموت سے ملاقات ہوئی اور ان سے کہا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے ملک الموت نے جواب دیا۔ ہاں ادریسؑ کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہو۔ ان کا نام تو زندوں کی فہرست سے کاٹ دیا گیا چنانچہ فرشتے کے بازو ہی پر یہیں حضرت ادریسؑ علیہ السلام انتقال فرما گئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت شرم و حیا والے تھے۔ گھر کا دروازہ بند کر کے باہر جایا کرتے تھے

ایک روز آپ حسب معمول دروازہ بند کر کے باہر تشریف لے گئے واپس آئے دروازہ کھولا تو دیکھا گھر کے اندر ایک شخص کھڑا ہے آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ اس شخص نے جواب دیا میں وہ شخص ہوں کہ بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور نہ دربان اور پہرہ دار مجھے اندر جانے سے روک سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم ملک الموت ہو اللہ کا حکم لے کر آئے ہو یہ کہہ کر آپ اسی جگہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور واصل بحق ہو گئے۔

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرض الموت میں حضرت جبرائیل علیہ السّلام مزاج پرسی کے لیئے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا ——— تکلیف زیادہ ہے اسی دوران میں ملک الموت نے دروازہ پر آواز دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی جبرائیلؑ نے کہا۔ حضور! ملک الموتؑ خدمت اقدس میں حضوری کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان کو اندر آنے دو ملک الموت نے سامنے آکر سلام عرض کیا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو روح قبض کر لینا۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا اے ملک الموت حکم الٰہی کی تعمیل کرو۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضؓ نے وفات پائی تو در دیوار۔ جنگل۔ پہاڑ۔ شہر اور قصبات سے زار زار رونے کی آواز آتی تھی۔

حضرت ذوالنون مصریؒ ہر وقت بحر محبتؐ میں غرق رہتے تھے اور بہت کم بات چیت کیا کرتے تھے۔ لوگ انہیں دیوانہ سمجھنے لگے۔ اتفاقاً موسم گرما میں ان کا وصال ہو گ گرمی کی شدت کی وجہ سے لوگ ان کے جنازے میں شریک نہ ہوئے چند کامل الایمان حضرت کا جنازہ لے چلے جونہی حضرت کا جنازہ روانہ ہوا پرندوں نے آپ کے جنازہ پر سایہ کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر اہل شہر ان کے جنازے کے ساتھ ہو گئے راستہ میں ایک

مسجد میں نماز کے لئے جنازہ رکھا گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا تھا موذن نے اذان دی جس وقت موذن نے اشہدان لا الہ الا اللہ کہا۔ آپ نے کفن سے ہاتھ نکال کر انگشت شہادت بلند کر کے اشہدان لا الہ الا اللہ پڑھا۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ زندہ ہیں۔ کفن کھولکر دیکھا تو آپ مردہ تھے۔ لیکن آپکی شہادت کی انگلی اس طرح کھڑی رہی۔ آخر آپ کو دفن کر دیا گیا۔ دوسرے دن لوگوں نے دیکھا آپ قبر مبارک پر نورانی خط سے لکھا ہوا تھا۔ کہ ذوالنون حبیب اللہ نے اللہ ہی کے ذوق شوق میں جان نثار کی۔

روایت ہے کہ بوقت وفات حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے تمام اقرباء اور دوستوں کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ اور دروازہ بند کر کے لیٹ گئے۔ صبح کو انکی بی بی نے دیکھا کہ آپ کفن پہنے ہوئے رو بہ قبلہ لیٹے ہیں۔ حضرت خضرؑ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

روایت ہے کہ جب حضرت ثابت البنانیؒ کا وصال ہوا تو حضرت حمید الطویلؒ اور حضرت ربیع الصبیحؒ ان کو لحد میں لٹانے لگے ان دونوں صاحبان کے ہاتھ سے آپ کی میت غائب ہو گئی۔ لوگ متحیر تھے سکتے کی سی حالت ہو گئی۔ کسی کے سمجھ میں نہ آیا کیا معاملہ تھا۔ مگر حضرت حمید الطویلؒ نے ان کے گھر جا کر ان کے صاحبزادے سے پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ خدا سے گڑگڑا کر دعا کیا کرتے تھے خدایا میرا جی یہی چاہتا ہے کہ ایک لمحہ تیری دولت حضوری سے دور نہ ہوں اور حاضر حضور رہوں جب تک جیوں ایسے ہی جیوں اور جب مروں تو ایسے ہی مروں

روایت ہے کہ ایک اللہ کے ولی کو وصال کے بعد غسل و کفن اور نماز کے بعد جب قبر میں رکھا گیا تو تمام قبر پھولوں سے بھری ہوئی معطر تھی یہ نظارہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ سب لوگ اس قبر میں سے ایک ایک ڈالی لے آئے وہ تین

ماہ تک تروتازہ رہی۔ شدہ شدہ دور دور تک اس کا شہرہ ہوگیا۔ تو حاکم وقت نے فتنہ وفساد کے خوف سے وہ سب ڈالیاں ایک جگہ جمع کرادیں۔ قدرت الٰہی سے وہ پھولوں کی ڈالیاں خودبخود غائب ہوگئیں۔

روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابراہیم ادہم رحمؒ کو خواب میں دیکھا پوچھا خدا کے ہاں کیا معاملہ پیش آیا۔ آپ نے فرمایا اس کے فضل وکرم کا کیا بیان کروں۔ مجھے باب الشمس پر مقام عطا ہوا ہے۔ باب الشمس ایک عظیم الشان محل عرش معلےٰ کے سامنے ہے جو صرف اولیاء اللہ کے لئے مخصوص ہے۔

کسی بزرگ نے یحیٰ ابن رازی کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا جناب باری میں تمہارا کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا اس کی عنایت وشفقت بے حساب ہے میں نے عرض کیا۔ اے میرے مالک میں دنیا کی قید سے آزاد ہوکر آیا ہوں۔ قیدی جب قید سے چھوٹتا ہے تو وہ مستحق فضل وکرم کا ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص اس کے حال پر رحم کرتا ہے۔ اور حسب لیاقت اسے کچھ عنایت کرتا ہے۔ اب میں دنیا کے قید خانہ سے آزاد ہوکر آپ کے دولت پر آپڑا ہوں۔ دیکھوں آپ کے در سے مجھے کیا ملتا ہے۔ حکم ہوا یحیٰ تو نے سچ کہا مجھ سے زیادہ میرے بندے کے حق میں کون شفیق اور مہربان ہے جا ئیں تمہیں جنت عطا فرمائی۔

روایت ہے ایک مرد دریا سے کشتی میں سوار تھا اتفاقاً وہ کشتی غرق ہوگئی فضل الٰہی سے سب لوگ بچ گئے مگر یہ نوجوان باایمان غرق ہوگیا۔ سب لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ اسی رات کو کسی شخص نے اس کو خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیسے گزری۔ تو اس نے کہا خدا کی شفقت کا کیا بیان کروں۔ دریا میں غرق ہوتے ہی قدرت نے مجھے بحر رحمت میں غرق کردیا اور مقام شمس عطا فرمایا۔

حضرت معاویہ رضؓ مرنے سے پہلے خدا کی تسبیح اور ذکر کے بعد رونے لگے اور کہنے

لگے۔ معاویہ! بوڑھاپا اور شکستگی اعضا کے وقت خدا یاد آیا۔ خدا کی یاد اور ذکر کا بہتر زمانہ تو جوانی کا تھا۔ یہ کہکر خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اس کے بعد بارگاہ الوہیت میں عرض کیا۔ الٰہی اس بوڑھے کمبخت سخت دل پر رحم فرما۔ الٰہی خطا و لغزش سے درگذر فرما۔

حضرت معاویہؓ نے اپنی عمر کے سب سے آخری خطبہ میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ خزانے میں ایک رومال میں حضور سرور عالمؐ کا ایک کپڑا اور بالوں اور ناخونوں کے ریزے رکھے ہیں جب میں مرجاؤں تو حضورؐ کے بالوں اور ناخوں کے ریزوں کو میرے ناک منہ کان اور آنکھوں میں اور حضورؐ کے کپڑے کو میرے کفن میں رکھ دینا۔

عبدالملک بن مروان نے مرتے وقت کہا کاش میں دھوبی ہوتا اپنے ہاتھ کی کمائی ہر روز کھایا کرتا اور معاملات دنیا میں سے کسی چیز کا والی نہ ہوتا۔

خلیفہ ہارون رشید نے مرنے سے پہلے اپنا کفن تیار کر کے رکھوا لیا تھا۔ وہ اس کو دیکھ کر کہا کرتے تھے ما اغنی عنی مالیہ ھلک عنی سلطانیہ۔ نہ مال میرے کام آیا نہ سلطنت باقی رہی۔

حضرت معاذؓ پر جب جاں کنی کی شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا الٰہی تو جتنا چاہے میرا گلا گھوٹ لے قسم ہے تیری عزت کی کہ میرا دل تجھ سے محبت رکھتا ہے

حضرت سلمان فارسی مرنے کے پہلے رونے لگے لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا مجھے دنیا کے چھوٹنے کا غم نہیں بلکہ فکر ہے تو اس بات کا کہ حضورؐ نے ہم سے اقرار لیا تھا کہ مرتے وقت ہمارے پاس دنیا اس توشہ سے زیادہ نہ ہونی چاہئے جتنا کہ ایک مسافر کے لئے ہونا چاہئے۔ وفات کے بعد آپ کا کل ترکہ ہر روپیہ

قیمت کی برابر تھا۔

حضرت بلالؓ پر جب سکرات موت طاری ہوئے تو ان کی بیوی رونے لگی۔ آپؓ نے فرمایا رونے کی کیا بات ہے کل ہم اپنے دوستوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے احباب کے پاس ہوں گے۔

عبداللہ بن مبارکؒ مرتے وقت ہنس پڑے اور فرمایا لمثل ھذا فلیعمل العاملون ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ بوقت وفات رونے لگے فرمایا میں خدا تعالیٰ کے ایلچی کا منتظر ہوں وہ میرے لیے جنّت کی بشارت لے کر آئے گا یا دوزخ کی۔

ابن منکدرؒ نے وفات کے قریب رو کر فرمایا مجھے خوف ہے کہ نہیں میں نے ایسا کام کیا ہو کہ میں اس کو ہلکا سمجھتا ہوں اور وہ خدا کے نزدیک بڑا ہو۔

عامر بن عبدالقیس مرتے وقت روئے۔ فرمایا نہ میں موت سے گھبرا کر رو رہا ہوں نہ دنیا کی حرص سے بلکہ مجھے رنج ہے تو اس بات کا کہ اب دوپہر کی پیاس اور رات کا جاگنا چھوٹ جائے گا۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ وفات کے وقت بیہوش ہو گئے پھر آنکھیں کھول کر فرمایا افسوس اتنا بڑا سفر اور اتنا تھوڑا توشہ۔

عطا بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص کے سامنے شیطان مرنے کے وقت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اب تم بچ گئے آپ نے فرمایا میں ابھی تک تجھ سے مامون نہیں ہوں۔

حضرت حسنؒ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے نزع کا عالم تھا آپ نے فرمایا جس کام کی ابتدا یہ ہو اس کی انتہا سے ڈرنا چاہیئے اور جس کی انتہا یہ ہو اس کی ابتدا کو ترک کرنا ہی زیبا ہے

حضرت جنیدؒ کو سکرات موت کے وقت لوگوں نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی آپ نے فرمایا میں اس کو بھولا تھوڑے ہی ہوں جو یاد کروں۔

بشر بن الحارثؒ سے مرتے وقت کسی شخص نے کہا کہ آپ پر بہت سختی ہو رہی ہے کیا آپ کو اپنی زندگی محبوب ہے فرمایا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے پاس جانا بہت مشکل کام ہے۔

جب حضرت ابوسلیمان دارانیؒ پر حالت نزع طاری ہوئی تو یاران طریقت نے ان کو مبارک باد دی کہ آپ غفور رحیم کے پاس جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ایسے پروردگار کے سامنے جا رہے ہو جو چھوٹے گناہ کا حساب لے گا اور بڑے گناہوں پر عذاب دے گا۔

کسی بزرگ کو نزع شروع ہوا۔ تو ان کی بی بی رونے لگی۔ فرمایا اگر رونا ہے تو اپنے نفس پر رو اس دن کے لئے تو میں ۴۰ برس سے رو رہا تھا۔

بعض اکابر حضرت ممشاد دینوریؒ کے پاس حالت نزع میں گئے اور ان کے لئے دعاء مغفرت کرنے لگے آپ ہنس پڑے۔ فرمایا۔ ۳۰ برس سے جنت مع اس کے ساز و سامان کے میرے سامنے روزانہ پیش کی جاتی ہے مگر آج تک میں نے اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

موت سے ڈرنے کا اکابر کا کیا دستور تھا

مکحول دمشقیؒ جب جنازہ دیکھتے تو کہتے تم صبح کو جا رہے ہو ہم شام کو جائیں گے۔ اسید بن حضیر کہتے ہیں کہ جب بھی میں کسی جنازہ پر گذرا تو میرے دل میں اس کے سوا اور کوئی خیال نہیں آیا کہ اس مرد کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

اعمش کہتے ہیں کہ ہم جنازوں میں حاضر ہوتے تھے۔ اور یہ نہ جانتے تھے کہ تعزیت کس شخص سے کریں کیونکہ غم سب کو یکساں ہوتا تھا۔

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ ہم جنازوں میں شریک ہوتے تھے تو منہ ڈھانپ کر رونے والوں کے سوا اور کوئی نظر نہ آتا تھا۔

حضرت داؤد طائی نے قبرستان میں ایک بڑھیا کو ایک قبر کے پاس کھڑا دیکھا وہ کہہ رہی تھی بیٹا معلوم نہیں کیڑوں نے تیرے دونوں رخساروں میں سے اوّل کون کھانا شروع کیا۔ یہ سنکر حضرت داؤد طائی پچھاڑ کھاکر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے

حضرت عثمان غنیؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے تھے کہ ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی۔ کسی شخص نے عرض کیا۔ کہ آپ دوزخ جنت کے ذکر کے وقت نہیں روتے۔ مگر جب قبر پر کھڑے ہوتے ہیں تو روتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں اوّل منزل ہے اگر اس سے مردہ بچ گیا تو اور منزلیں اس سے آسان ہیں۔

حضرت ابو درداءؓ قبروں کے پاس جاکر بیٹھا کرتے تھے لوگوں نے سبب پوچھا۔ فرمایا میں ایسے لوگوں میں بیٹھتا ہوں جو مجھے میری آخرت یاد دلادتے ہیں اور جب میں چلا آتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے بعض ہم نشینوں سے فرمایا کہ میں رات بھر جاگتا رہا اور قبر اور مردے کا حال سوچتا رہا اگر تم مردے کا حال تین دن بعد دیکھو تو اس کے پاس جانے سے تمہیں وحشت ہونے لگے قبر میں کیڑے پڑ جاتے ہیں پیپ بہنے لگتی ہے مردے کا رنگ بدل جاتا ہے بدبو پیدا ہو جاتی ہے کیڑے مردے کے تمام بدن کو کھا جاتے ہیں یہ کہکر آپ بیہوش ہو گئے۔

یزید بن رقاشیؒ قبروں کو دیکھ کر بیل کی طرح ڈکرایا کرتے تھے۔
عطارؒ شمس رات کو قبرستان میں جا کر تڑپا کرتے تھے۔ اے قبر والو تم موت اور اپنے عمل دیکھے۔
ربیع بن خثیمؒ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی جب اپنے دل میں سختی محسوس تو اس کے اندر گھس کر لیٹ جاتے اور بڑی دیر تک پڑے رہتے پھر فرماتے۔ رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت اس کو کئی بار دہراتے اور اپنے نفس متوجہ کر کے کہتے۔ کہ ربیع اب تو تو واپس بھیج دیا اب عمل کر۔
ثابت بنانی کہتے ہیں میں ایک روز قبرستان سے واپس لوٹ رہا تھا پیچھے سے آواز آئی۔ قبر والوں کے سکوت سے دھوکہ نہ کھانا ان میں بہت سے لوگ مغموم بھی ہیں

روایت ہے کہ اطراف بصرہ میں ایک بدکار شخص رہا کرتا تھا جب وہ مرا تو کوئی شخص اس کے جنازہ میں شریک نہ ہوا چند محلہ داروں کو کرایہ پر بلا کر اس کی بیوی جنازہ کو لے کر چلی۔
مگر کسی شخص نے نماز جنازہ نہ پڑھی آخر مجبور ہو کر جنازہ کو قبرستان کی طرف لے چلی۔
راستہ میں ایک پہاڑ پڑتا تھا۔ اس پہاڑ پر ایک عابد و زاہد رہا کرتا تھا اس پہاڑ کے نیچے وہ زاہد نماز جنازہ کے لئے منتظر نظر آیا زاہد نے جنازہ رکھوا دیا اور نماز کی تیاری کی شہر والوں کو جب علم ہوا کہ فلاں زاہد اس میت کی نماز جنازہ پڑھ رہا ہے تو لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا اور سب لوگوں نے نماز پڑھی۔
لوگوں کے دریافت کرنے پر زاہد نے بتلایا مجھے خواب میں حکم ہوا تھا کہ فلاں جگہ پہنچو وہاں ایک جنازہ ملے گا۔ اس کے ساتھ اس کی بی بی کے سوا اور کوئی نہیں ہو اس پر نماز پڑھو اس کو بخش دیا گیا ہے۔ یہ سنکر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا زاہد نے اس میت

کی بی بی کو بلا کر اس شخص کا حال اور عادت پوچھی اس نے بیان کیا میرا شوہر بڑا شرابی تھا۔ ہاں اس میں تین باتیں تھیں اوّل یہ کہ وہ روزانہ صبح کو نشہ اترنے کے بعد غسل وضو کر کے نماز صبح باجماعت پڑھا کرتا تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کا گھر کسی یتیم سے خالی نہ رہتا تھا۔ سوم یہ کہ رات کو جب اس کا نشہ ہلکا ہو جاتا تھا۔ تو رویا کرتا تھا۔ الٰہی تو دوزخ کا کونسا گوشہ مجھ گنہگار سے بھرنا چاہتا ہے۔

عجائبات برزخ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایکدن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اسماء بنت عمیسؓ بیٹھی تھیں۔ آپ نے اچانک سلام کا جواب دیا اور فرمایا اسماء! یہ جعفر طیار ہیں جبرائیلؑ و میکائیلؑ کے ساتھ اڑتے ہوئے میرے پاس آئے تھے سلام کیا اور انہوں نے کہا کہ فلاں دن مشرکین نے میرے بدن پر تلوار اور نیزے کے ۷۳ زخم لگائے تھے جب میں نے نیزہ داہنے ہاتھ میں لیا تو داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر جب بائیں ہاتھ میں لیا تو بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں ہاتھوں کے عوض دو پر عطا کر دیئے جبرائیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا ہوں اور جنت میں جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں جنت کے میوے کھاتا ہوں اسماءؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ ممبر پر تشریف لے جا کر اس واقعہ کو بیان فرما دیں تو بہتر ہے حضورؐ نے ممبر پر تشریف لا کر حمد و ثنا کے بعد جعفر طیار کا حال صحابہ کو سنایا۔

جنگ بیر معونہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ قید ہو گئے۔ ایک شخص نے عمرو بن امیہ سے پوچھا تم ساتھی کو پہچانتے بھی ہو۔ کہا کیوں نہیں اس کے بعد ان کو شہیدوں کی لاشیں دکھائیں۔ انہی شہداء میں عامر بن فہیرہ بھی تھے ان کے جسم میں نیزہ

شہادت کے بعد بھی پیوست تھا

عمرو بن امیہ نے نیزہ ان کے بدن سے کھینچکر نکالا ۔ اتنے میں ان کی لاش ایک دم زمین سے بلند ہوکر آسمان پر چلی گئی ۔

روایت ہے کہ حضرت اویس قرنیؓ سفر میں تھے ۔ دست جاری ہو گئے اور انتقال فرما گئے ان کا توشہ دان دیکھا گیا ۔ تو اس میں سے دو کپڑے جنت کے برآمد ہوئے ۔ قبر تیار کر کے دفن کر دیئے گئے ۔ عبداللہ بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم کچھ دنوں بعد اس مقام پر گئے تو وہاں قبر کا نام و نشان تک نہ تھا ۔

روایت ہے کہ جب مالک بن علیؒ کا انتقال ہوا ۔ اور غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھنے کے واسطے لائے ۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ سارا میدان سفید پوش لوگوں سے بٹا پڑا تھا سب لوگوں نے ملکر نماز جنازہ پڑھی ۔

عمرو بن قیس کا انتقال ہوا تو نماز جنازہ کے وقت لوگوں نے سارا میدان ۔ سفید پوش لوگوں سے بھرا دیکھا ۔ دفن سے فراغت کے بعد وہاں چند آدمیوں کے سوا کوئی بھی موجود نہ تھا

عبداللہ بن مبارکؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو جنگل میں نہایت عجز کیساتھ گریہ وزاری کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا میرا مطلوب و مقصود تو ہی ہے میری روح تیرے دیدار کی مشتاق ہے ۔ تیرے بغیر نہ مجھے دن میں آرام ہے نہ رات کو چین ۔ یہ کہکر وہ روتے روتے گر کر جاں بحق ہو گیا ۔ اس کے بعد مجھے بہت سے آدمی آسمان سے اترتے نظر آئے یہ لوگ غسل و کفن اور نماز جنازہ پڑھکر دفن کر کے آسمان پر واپس چلے گئے ۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے پاس ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی ایک سبز آنکھوں والا شخص ادھر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا ۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا تمہاری

آنکھیں پیدائشی سبز ہیں۔ یا کسی بیماری کے سبب سبز ہوگئی ہیں۔ اس شخص نے
جواب دیا۔ کیا آپ نے نہیں پہچانا۔ میں فلاں شخص ہوں۔ تب اس نے بیان کیا کہ میں
مال اسباب تجارت کشتی میں بار کر کے چین کیطرف روانہ ہوا۔ راستہ میں طوفان آگیا۔
کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختہ پر تیرتا تیرتا دریا کے کنارے ایک جنگل میں پہونچا۔ ہم مہینے
درخت کے پتے کھا کر گذارے آخر ایکدن میں نے فیصلہ کیا کہ یا تو میں کسی نہ کسی صورت
سے آبادی میں پہونچ جاؤں یا چلتے چلتے میرا کام ختم ہو جائے۔ چنانچہ میں ایک طرف
روانہ ہوگیا۔ راستہ میں ایک خوب صورت عالیشان مکان نظر آیا۔ اس کے اندر
گیا تو بڑے بڑے چبوتروں پر موتی کے صندوق نظر آئے۔ ایک صندوق میں نے
کھولکر دیکھا تو اس میں ایک آدمی ریشمی کپڑے میں لپٹا ہوا نظر آیا۔ میں صندوق
بند کر کے باہر نکل آیا راستہ میں دو سوار ملے انہوں نے مجھ سے میرا حال دریافت
کیا۔ انہوں نے کہا۔ آگے جاؤ باغ میں ایک خوبصورت آدمی نماز پڑھتا ہوا ملے گا۔
اس سے اپنا حال بیان کرنا وہ تمہیں راستہ بتا دے گا۔ میں آگے بڑھا تو اس سے۔۔
ملاقات ہوئی سلام آداب کے بعد میں نے اس مکان میں جانے کا ذکر کیا اس کے
تھوڑی دیر بعد ایک بدلی آسمان پر نظر آئی اس نے فوراً ان بزرگ کو سلام کیا۔ انہوں
بدلی سے پوچھا۔ تو کہاں جارہی ہے عرض کیا کہ فلاں جگہ جا رہی ہوں اس کے بعد کئی بدلیاں
آئیں ایک بدلی نے جواب دیا کہ میں بصرہ جا رہی ہوں انہوں نے فرمایا زمین پر آ
یہ سنتے ہی وہ زمین پر اتر آئی فرمایا اس آدمی کو اپنے اوپر سوار کر کے اس کے مکان پہ
صحیح وسالم پہنچا دے میں بدلی پر سوار ہوگیا۔ اس وقت میں نے ان بزرگ سے قسم
دیکر پوچھا فرمائیے وہ مکان کیسا تھا اور وہ دونوں سوار کون تھے اور آپ کون ہیں
انہوں نے جواب دیا یہ مکان دریا کے شہیدوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں
کو مقرر کر رکھا ہے کہ جو دریا میں غرق ہو جائے اس کی لاش نکال کر لائیں اور ریشم

کفن میں لپیٹ کر صندوقوں میں رکھدیں۔ اور وہ سوار دو فرشتے ہیں جو اللہ تعا
کا سلام صبح وشام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اور میں خضر ؑ ہوں۔

پھر اس آدمی نے کہا جب میں بدلی پر سوار ہو کر چلا تو مجھ پر اس قدر خوف طا
ہوا کہ میری آنکھیں سبز ہو گئیں۔

تفسیر درِ منثور میں ہے کہ جب آدم ؑ کو طوفان نوح کی خبر دی گئی تو انہوں نے
اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جو شخص بعد طوفان کے مجھے دفن کرے اس کی عمر قیامت تک
دراز ہو۔ حضرت خضر ؑ نے طوفان کے بعد دوبارہ آپ کو دفن کیا۔ حضرت آدم ؑ کی دعا
کی برکت سے حضرت خضر ؑ کی عمر قیامت تک کے لیئے بڑھا دی گئی۔

اللہ سے محبت کرنے والے مرا نہیں کرتے

شیخ ابو سعیدؒ خراز کا بیان ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ کے باب
بنی شیبہ پر ایک نوجوان میت دیکھی میری نظر جونہی اس پر پڑی تو وہ مجھے دیکھ کر
فوراً مسکرا دیا۔ اور کہنے لگا اے ابو سعیدؒ اللہ سے محبت کرنے والے مرا نہیں کرتے۔
بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو یعقوب سنوسیؒ فرماتے ہیں کہ میرے ایک مرید کا انتقال
ہو گیا میں اسے غسل دینے لگا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا بیٹے
میں جانتا ہوں کہ تو مرا نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہو گیا ہے

عطا بن خالد کے ماموں کا بیان ہے کہ میں ایک روز شہدا کی زیارت
کے لیئے گیا حضرت حمزہ ؓ کی قبر کے پاس نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر میں نے۔۔
حضرت حمزہ ؓ کو سلام کیا۔ تو ان کی قبر کے اندر سے سلام کا جواب (وعلیکم السلام)
سنائی دیا۔

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہماری جماعت کا ایک
آدمی لاپتہ ہوگیا۔ بڑی تلاش کے بعد شہداء کی لاشوں میں پڑا ہوا ملا۔ میں نے
دیکھا ان شہداء کے سروں کے پاس چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں۔ وہ
مجھے دیکھتے ہی غائب ہوگئیں۔

اللہ کے نیک بندے قبر میں بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں

ابو حماد گورکن کا بیان ہے کہ میں جمعہ کے دن بعد
دوپہر قبرستان گیا تو وہاں ہر قبر سے قرآن کریم تلاوت کرنے کی آواز سنائی دی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ کسی مقام پر بعض صحابہؓ نے ایک
ٹیلہ پر خیمہ نصب کیا انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبرستان ہے۔ صحابہ کرام نے اس
جگہ سورۃ الملک پڑھنے کی آواز سنی۔ صحابہ کرام نے اس واقعہ کا ذکر حضورؐ سے کیا
حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ ملک عذاب سے نجات دلاتی ہے۔

ابوالحسن نے کتاب الروضہ میں ابراہیم حفار کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک
جگہ قبر کھود رہا تھا۔ ایک اینٹ نظر آئی جس میں سے مشک کی سی خوشبو آرہی تھی
اینٹ اٹھا کر دیکھا تو ایک ضعیف العمر قرآن کریم تلاوت کرتا ہوا نظر آیا۔

ابونصر نیشاپوری کا بیان ہے کہ میں قبر کھود رہا تھا۔ اتفاقاً اس میں سے
ایک اور قبر نکل آئی جس میں ایک نوجوان خوش جمال خوش لباس قرآن شریف پڑھتا
ہوا دیکھا گیا۔

یمن کے بعض صالحین کا بیان ہے کہ وہ جب ایک میت کو دفن کر کے واپس آنے
لگے تو انہیں قبر میں سے مار پیٹ چیخنے چلانے کی آواز آئی اس کے بعد ہی اس قبر کے اندر
سے ایک کالا کتا برآمد ہوا۔ ان لوگوں نے کتے سے پوچھا کر تو کون ہے اسنے جواب دیا میں میت کا

چونکہ میت کے پاس سورۂ یٰسین اور دوسری سورتین تھیں انہوں نے مجھے مار پیٹ کر بھگا دیا چونکہ اس میت کے اعمال صالحہ اعمال قبیحہ پر غالب آ گئے اس لئے خدا کی رحمت سے عذاب اس کے سر سے ٹل گیا۔

روایت ہے کہ ایک شخص بھنگ بیچا کرتا تھا جب مرنے لگا اور لوگوں نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی تو کہنے لگا ایک پیسے کی ایک گڈی ایک پیسے کی ایک گڈی۔

اسی طرح بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب ایک نیک مرد کا وقت وفات آیا اور اس کے پاس لوگوں نے کلمہ پڑھنا شروع کیا تو اس نے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ طٰہٰ ماانزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ۰ وہ اس آیت کو بار بار پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی روح پرواز ہو گئی۔

سچ ہے جس شخص کی زندگی جس کام میں گذرتی ہے اس کا حشر بھی اسی حالت میں ہوتا ہے۔

ایک عبادت گذار خاتون جب مرنے لگی تو اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر خدا تعالیٰ سے درخواست کی مجھے موت کے وقت رسوا اور ناکام نہ کرنا اور مجھے قبر میں وحشت نہ ہو۔ وہ خاتون مر گئی اس کا لڑکا ہر جمعہ کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے جایا کرتا تھا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب بخشدیا کرتا تھا ایک شب اسکے لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا لڑکے نے اپنی والدہ سے خیریت دریافت کی۔ مرنے والی نے کہا بیٹے موت کی سختی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ دیکھو ہر جمعہ کو میری قبر پر آتے رہو تمہارے ایصال ثواب سے دوسرے مردوں کو بھی آرام ملتا ہے اور وہ ہر جمعہ کو تمہاری آمد کا انتظار کرتے ہیں۔

واقعی قرآن شریف پڑھکر اس کا ثواب مردے کو بخشنے سے راحت آسائش

حاصل ہوتی ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ایک جنازہ گذرا اس جنازہ کے ساتھ سوائے اٹھانے والوں کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ میں نے ان لوگوں سے میت کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص نہایت بدکار فاسق تھا کسی شخص نے اس کے جنازہ میں شرکت گوارا نہ کی۔ میں نے اس جنازہ کو رکھوا کر جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور قبرستان لے جا کر اپنے ہاتھ سے دفن کیا اس کے بعد میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ نیند آ گئی خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے اترے اور انہوں نے قبر شق کر کے اور مردہ کو اپنے سامنے لٹا کر بیٹھ گئے اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اس کا نام دوزخیوں کی فہرست میں لکھ رہا ہوں اس کے جسم کا کوئی عضو بھی گناہ کی گندگی سے پاک نہیں جب جانچ پڑتال کرتے بہت دیر ہو گئی۔ تو دوسرے فرشتے کہا جلدی نہ کرو اب میں اس کی آزمائش کرتا ہوں دوسرے فرشتے نے دل کو ٹٹولا تو اس میں ایمان کا نور موجود تھا۔ اسی بات پر اس کا نام جنتیوں میں لکھ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعا کرنی چاہیئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عنایت کا خاص واقعہ ہے اس قسم کے واقعات پر انسان کو بے پرواہ ہونا چاہیئے۔

حضرت علامہ یافعیؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات خواب دیکھی کہ ایک قبر شق ہوئی وہ قبر نہایت وسیع عریض تھی اس میں صرف ایک آدمی ایک اونچے تخت پر سویا ہوا تھا میں نے کہا کہ بنی آدمؑ کے تبختر اور تعلق کیا حال ہے۔ مرنے کے بعد بھی وہ آرام و آسائش سے قبر میں سوتے ہیں اس کے بعد میں اس سونے والے کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری والدہ آرام فرما ہیں۔ میری والدہ نے نہایت شفقت سے سلام کا جواب دیا اور میرے دوسرے بھائی کے حالات دریافت

کئے۔ یہ واقعہ حضورؐ کے ارشاد عالیہ کا مؤید ہے کہ میت دنیا کے حالات دریافت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے رات کو قبروں میں قرآن تلاوۃ اور نماز پڑھتے ہیں

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات عبداللہ بن عمرؓ کی قبر کے پاس ٹھہرا قبر سے تلاوہ قرآن کی آواز ایسی خوش الحانی کے ساتھ آرہی تھی کہ میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ واقعہ میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا وہ عبداللہ کی آواز تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی ارواح کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھکر جنت میں لٹکا دیتا ہے جب رات ہوتی ہے تو ان کی ارواح ان کے بدن میں واپس بھیجدیتا ہے وہ تمام رات تلاوۃ قرآن اور نماز میں رہتے ہیں پھر جب صبح ہوتی ہے ان کو واپس جنت میں بلا لیا جاتا ہے

فردوس دیلمی میں ہے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرتا ہوا ختم قرآن سے پہلے انتقال کر جاتا ہے تو اللہ اس کی قبر میں ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کو پورا قرآن حفظ کرا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن حافظ قرآن ہو کر اٹھے گا

نیک بندوں کی قبر سے خوشبو کیوں آتی ہے

روایت ہے کہ ایک میت کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا پوچھا تمہاری قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آتی ہے جواب دیا کہ تلاوہ قرآن شریف روزہ کی بھوک پیاس کی یہ خوشبو ہے۔

خلفائے راشدینؓ امراءؒ و صلحائے امت کی زندگی کے آخری لمحات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کل ۲ برس تین مہینے حیات رہے اس عرصہ میں فراق رسول صلعم اللہ سے آپ نے جس قدر صدمہ اٹھائے بیان سے باہر ہیں۔ حضرت سید عبد الوہاب شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ پر حضورؐ کی مفارقت کا غم اس درجہ غالب تھا کہ آپ کا کلیجہ جل کر کباب ہو گیا تھا۔ اور آپ کے منہ سے بھنے ہوئے کباب کی سی بو آتی تھی بالآخر آپ عشق کی آگ میں سوختہ ہو کر بیمار ہو گئے ایام مرض میں آپ کے علاج کے لئے ایک طبیب کو بلا کر دکھایا گیا۔ تو اس نے غور سے دیکھ کر کہا کہ یہ مریض کسی کا عاشق ہے ان کا محبوب جدا ہو گیا ہے ان کا علاج دیدار یار کے سوا کچھ نہیں۔ جہاں تک ہو سکے ان کے محبوب کو انہیں کو دکھاؤ ورنہ بہت جلد مر جائیں گے۔ اسی اثنا میں آپ کو بہت تیز بخار ہو گیا۔ طبیبوں نے جواب دے دیا۔ تب آپ نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر فرمایا۔ کہ جب میری وفات ہو جائے تو تم ہی مجھے غسل دینا تم نے ہی حضور سرور عالمؐ کو بھی غسل دیا تھا اور مجھے میرے پرانے کپڑوں کا کفن دے کر اس حجرہ شریف کے سامنے رکھ دینا جہاں حضورؐ وفات کے بعد آرام فرما ہیں۔ اگر بغیر کنجی کے خود بخود قفل حجرہ شریف کا کھل جائے تب تو اندر دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کرنا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا آپ کو نئے کپڑوں میں کفن نہ دیا جائے۔ فرمایا نئے کپڑے کی ضرورت زندہ کو ہوتی مردہ کے لئے تو پرانا

ہی کافی ہے۔ وفات سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرورِ عالم تشریف فرما ہیں آپ کے بدن مبارک پر دو سفید کپڑے تھے جو دیکھتے ہی دیکھتے اسدرجہ سبز ہو کر چمکنے لگے کہ ان پر نگاہ نہ جمتی تھی۔ پھر حضورؐ نے آگے بڑھ کر حضرت صدیق اکبرؓ سے سلام اور مصافحہ کیا اپنا داہنا ہاتھ حضرت صدیقؓ کے سینہ پر رکھا جس کی وجہ سے قلب اور سینہ کی تکلیف دُور ہوگی۔ پھر فرمایا! ابوبکر کیا ابھی ہم سے ملنے کا وقت نہیں آیا۔ حضرت ابوبکر یہ سن کر اسقدر روئے کہ سارے گھر والوں کو خبر ہوگئی۔ پھر عرض کیا دیکھئے آپ سے ملاقات کا شرف کب حاصل ہو حضورؐ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اب ہماری تمہاری ملاقات کا وقت قریب آگیا۔ اس خواب کو دیکھ کر صدیق اکبرؓ بہت خوش ہوئے اور اس کے بعد وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ تیار کر کے حجرہ شریف کے آگے رکھ دینا اور حکم کا منتظر رہنا۔ جنازہ تیار ہوگیا تو حجرہ شریف کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا کہ ابوبکرؓ کا جنازہ حاضر ہے حضورؐ کے حجرہ میں دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے اس درخواست کے بعد خود بخود حجرہ کا دروازہ کھل گیا۔ اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کے شانہ مبارک کے برابر دفن کر دیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت فاروق اعظمؓ

حضرت عمر فاروقؓ اپنی زندگی کے آخر لمحات میں اپنی ذمہ داریوں کے احساس سے بار بار اشکبار تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ حاضر ہوئے عرض کیا بابا جان مہاجرین اور انصار خلافت کے متعلق کچھ تذکرہ کر رہے ہیں میں اس ذمہ داری کو قبول کرنا نہیں چاہتا آپ کچھ نصیحت فرمائیے۔

فاروق اعظمؓ نے انگشت شہادت سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔۔۔ بیٹا

اس ذمہ داری کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ یہ بظاہر پھولوں کا بستر ہے۔ لیکن حقیقت میں کانٹوں سے بھرا ہوا صحرا ہے۔ بس خاندان میں ایک ہی شخص ایسا کافی ہے جسے احکم الحاکمین کے اجلاس میں ہزاروں آدمیوں کے حقوق کے متعلق جواب دینا پڑے گا۔ عبداللہ میں بظاہر امیرالمومنین اور عظیم المنزلت فرمانروا تھا۔ لیکن میری ایک شب بھی ایسی نہیں گذری جب میں نے دن بھر کے کاموں پر تبصرہ نہ کیا ہو اور اپنی ایک ایک لغزش پر چار چار گھنٹے آنسو نہ بہائے ہوں۔

ابن عمر تم جانتے ہو لاکھوں روپے میرے پاس امانت رہتے تھے لیکن ایک درہم بھی میں نے اپنی ذات پر یا اپنے متعلقین کی ذات پر خرچ نہیں کیا چھ گھنٹے روزانہ کپڑے کا کاروبار کرتا تھا اور اسکے نفع سے اپنی ضرورتیں پوری کیا کرتا تھا کہو کیا تم اس طرح فرض امارت انجام دے سکتے ہو اگر نہیں تو ایک لمحہ کے لیے بھی حکومت کا خیال دل میں نہ لاؤ اچھا خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو۔

حضرت ابو عبیدہؓ

۱۱ شعبان ۱۸ھ کو جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹے سے فرمایا۔

عامر! میری کامیابی کا راز صرف یہ تھا کہ میں نے کبھی اپنے ہستی کو مرتبہ انسانیت سے بالاتر نہیں سمجھا کیونکہ میں اس حقیقت سے واقف تھا کہ میری ایک قوت بھی فنا سے محفوظ نہیں میں ہمیشہ عالم بیداری میں موت کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتا تھا اور سوتے وقت اپنے سرہانے رکھ کر سویا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ غرور و انانیت نے میرے محسوسات پر اقتدار حاصل نہیں کیا۔ میں نے دوسروں کی اصلاح کی بہت کم کوشش کی لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں اپنی اصلاح میں بڑی حد تک کامیاب ہو گیا۔ عامر اگر تم میری اس آخری

ہدایت کو سامنے رکھو گے تو میں یقین کرتا ہوں کہ تم اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرسکو گے۔

صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے آغوش رحمت میں جانے سے پہلے اپنے دوستوں سے فرمایا۔
اپنے کسی دردمند غریب دوست کو حقیر نگاہوں سے نہ دیکھو نہ اس کی ناداری کی بنا پر اسے ذلیل سمجھو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں تمہارے لیئے جذبہ اخلاص اور درد ہو۔ کیا تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ غریب اور نادار کے پہلو میں بھی ایک ایسا دل ہے جو اچھے سلوک سے خوش ہوتا ہے اور ناروا سلوک سے غمگین ہوتا ہے۔
میری زندگی کا اوّلین مسلک یہ تھا کہ میں اپنے سپاہیوں کو اپنے بھائیوں سے زیادہ چاہتا تھا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا تھا۔ ایک مسیحی حاکم نے ایک مرتبہ میری دعوت کی تو میں نے پہلا مطالبہ یہ کیا کہ جو میرے لئے کھانا تیار کیا جائے وہی میرے سپاہیوں کے لئے بھی ہو اس طرز عمل کا نتیجہ تھا کہ میرے سپاہی ہمدرد اور غمگسار تھے۔

ملکہ زبیدہ خلیفہ ہارون رشید کی بہن کا بیان ہے کہ میری بھاوج نے عالم نزع شروع ہونے سے پہلے مجھے اپنے پاس بلاکر رقت آمیز انداز میں کہا۔
"خدیجہ تو جانتی ہے کہ دوست اور دشمن میری تعریف میں کیوں رطب للسان تھے۔ صرف اس لیئے کہ قہر وجلال کے عالم میں انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتی تھی۔ اکثر ایسا ہوا کہ میری کنیزوں اور خاندان کی عورتوں

نے مجھے تکلیف پہونچائی لیکن میں نے کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کی اور نہ کسی کو دکھ پہنچایا۔ میں ظلم و ستم سے الگ رہی شیریں زبانی نرم دلی اور انصاف پسندی میری زندگی کا اولین نصب العین رہا میں تمکو بھی نصیحت کرتی ہوں کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔

حضرت امام شافعیؒ

جس روز حضرت امام شافعیؒ کا انتقال ہوا اس دن صبح کو امام مزنیؒ عیادت کے لئے تشریف لائے پوچھا کیسا مزاج ہے؟ حضرت امام شافعیؒ نے ٹھنڈا سانس لیکر جواب دیا دنیا سے جارہا ہوں۔ دوستوں سے جدا ہورہا ہوں۔ موت کا پیالہ منہ سے لگا ہوا ہے نہیں معلوم میری روح دوزخ میں جائیگی یا جنت میں۔ میں اسے مبارکباد پیش کروں یا اسکی تعزیت کروں۔ اس کے بعد آپنے ۲ شعر پڑھے۔ اپنی دل کی سختی اور اپنی بیچارگی کے بعد میں نے تیری عفو پر اپنی امید کو سہارا بنا لیا ہے۔ میرا گناہ میری نظر میں بہت ہی بڑا تھا۔ مگر جب تیرے عفو کے مقابلے میں اسے رکھا تو اے رب تیرا عفو بڑا نکلا۔

مامون الرشید

نزع کے وقت جاحظ عیادت کے لئے حاضر ہوا بستر پر ریت پڑی ہوئی تھی اور خلیفہ اس پر لوٹ رہا تھا یہ الفاظ اسکی زبان پر تھے اے وہ جس کی بادشاہی کبھی زائل نہ ہو گی اس پر رحم فرما جس کی بادشاہی جارہی ہے اے وہ جو کبھی نہیں مرے گا اس پر رحم کر جو مر رہا ہے۔

جاحظ نے کہا حق تعالیٰ آپ کو صحت فرمائے۔ مامون نے فوراً کہا میری تندرستی کی دعا نہ کرو بلکہ مغفرت کے لئے دعا کرو پھر کہا خدایا تو نے ہمیں حکم دیئے اور ہم نے تیری نافرمانی کی تو مجھے بخشش دے تو بڑا ہی رحیم ہے۔ یہ کہتے ہی روح پرواز کر گئی

حکیم ابو العتاہیہ

حکیم ابو العتاہیہ سے موت کے وقت پوچھا گیا کوئی خواہش باقی ہے حکیم نے جواب دیا ہاں میری خواہش ہے کہ مخارق میرے سرہانے بیٹھکر یہ شعر گائے۔

جب کہ دنیا میں میری زندگی کی مدت ختم ہو چکی ہے تو رونے والوں کی تعزیت بھی کم ہے سب میرے خیال سے منہ پھیر لیں گے۔ میری محبت بھول جائیں گے میرے بعد بھی دوست اپنے دوستوں سے باتیں کریں گے۔

خلیفہ واثق باللہ

خلیفہ واثق نے مرتے وقت یہ شعر پڑھا۔ موت میں سب برابر کے شریک ہیں نہ بازاری لوگ بچیں گے نہ بادشاہ ہی زندہ رہیگا۔ نہ غریبوں کو ان کی غربت نے کوئی نقصان پہنچایا نہ امیروں کو ان کی امیری کوئی نفع پہونچائے گی اس کے بعد خلیفہ نے اپنے نیچے سے بستر اٹھوا دیا۔ اور زمین پر رخسار رکھکر فریاد کی مجھ گنہگار پر رحم فرما۔ یہ کہتے ہی روح پرواز ہو گئی۔

خلیفہ مستنصر باللہ

خلیفہ مستنصر باللہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اور لوگ اس کی عیادت کو آئے تو کہنے لگا کہ دنیا و آخرت دونوں میرے ہاتھ سے نکل گئیں۔ میں نے اپنے باپ کی موت میں جلدی کی میری موت بھی جلدی آ گئی دنیا حاصل ہو جانے سے میری روح کو کوئی خوشی نصیب نہیں ہوئی اب میں خدا کیطرف جا رہا ہوں۔

خلیفہ معتصم باللہ

یہ عباسی خلیفہ نہایت ظالم اور سخت دل تھا وفات کے وقت اس نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ دنیا کے مزے اڑا لے کیونکہ تو فنا ہو جائے گا اس کی بھلائی

لے لے اور برائی چھوڑ دے۔ اور اس دنیا پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا۔ میرے ساتھ بھی اس دنیا نے بیوفائی کی۔ میں نے بڑے بڑے بہادر موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ میں نے پایہ تخت تمام مخالفوں سے خالی کر دیا اور انہیں مشرق و مغرب میں منتشر کر دیا۔ لیکن جب عزت و رفعت میں ستاروں تک پہنچ گیا۔ تو موت نے میرے اوپر تیر چلایا اور میری آگ بجھا دی اب عنقریب ہی مٹی میں ملا دیا جانے والا ہوں میرے جمع کئے ہوئے خزانے میرے کام نہ آئے کاش میں معلوم کر سکتا کہ موت کے بعد اللہ کی نعمتیں پاؤں گا۔ یا دوزخ میں جھونک دیا جاؤں گا۔

موت کو یاد کرنے کا بیان

جس شخص نے یہ بات ذہن نشین کر لی کہ مجھے ایک روز مرنا ہے۔ قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ میں مجھے جانا ہے سو وہ اگر عقلمند ہے تو اسے موت سے زیادہ اور کسی چیز کا خوف نہ ہوگا اور وہ سب چیزوں سے زیادہ توشۂ آخرت فراہم کرنے میں مصروف رہے گا۔ حضورؐ نے فرمایا ہے دانا وہی ہے جس نے اپنے نفس کو رام کر کے موت کے بعد کے لئے عمل کیا۔

حضورؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ لوگو! لذتوں کو غارت کرنے والی (موت) کو یاد کیا کرو۔

نیز یہ بھی حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر جانور بھی تمہاری برابر موت کے حال سے آشنا ہوتے تو تمہیں کسی فربہ جانور کا گوشت کھانے کو نہ ملتا۔

حضورؐ سرور عالم ایک قوم کی طرف گذرے قہقہوں کی آواز بلند رہی تھی حضورؐ نے فرمایا اس چیز کا ذکر کرو جو تمام لذتوں کو منغص (بدمزہ) کر دیتی ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے حضورؐ نے فرمایا وہ موت ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کی معیت میں حضورؐ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انصار میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیوں سے زیادہ بزرگ کون شخص ہے؟

حضورؐ نے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرے۔

حضرت ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ دو چیزیں دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیتی ہیں ایک موت کی یاد۔ دوسرے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہر شب علماء کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور اس طرح رویا کرتے تھے جیسے آپ کے سامنے جنازہ رکھا ہوا ہو۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ جب بیٹھتے تو موت۔ دوزخ اور آخرت کی باتیں ہی کیا کرتے تھے۔

ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا موت کو یاد کرو دل نرم ہو جائے گا۔

موت کی یاد کے تین طریقے

موت کی یاد تین طریقوں سے ہوتی ہے۔ ایک طریقہ تو ان لوگوں کا ہے جو دنیا میں مشغول رہتے ہوئے موت کو یاد کر کر کے اس سے کراہت کرتے ہیں انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتیں اور لذتیں ان سے چھوٹ جائینگی۔ موت کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ یہ بلا سامنے آنے والی ہے۔ افسوس یہ دنیا ہم سے چھوٹ جائیگی اس طور سے موت کی یاد اہل غفلت کو اور بھی حق تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔

دوسرا طریقہ موت کو یاد کرنے کا ان لوگوں کا ہے جن پر خدا کا خوف غالب رہتا ہے اور وہ اکثر توبہ میں مشغول رہتے ہیں اس طور سے موت کو یاد کرنے کا بڑا ثواب ہے توبہ کرنے والا موت سے کراہت نہیں کرتا مگر موت کے جلد آجانے سے اس لئے کراہت کرتا ہے کہ اسے یہ خوف رہتا ہے کہیں موت آنے تک توشۂ آخرت فراہم نہ کرسکوں۔

تیسرا طریقہ عارفوں کے یاد کرنے کا ہے عارف اس وجہ سے موت کو یاد کرتے ہیں کہ دیدار کا وعدہ موت کے بعد ہے دوست کے وعدے کا وقت عاشق کبھی نہیں بھولتا اس کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔

اس درجہ کے علاوہ ایک اور بھی درجہ ہے جو ان سب سے بڑا ہے اس درجہ میں آدمی نہ موت سے بیزار ہوتا ہے نہ خواہاں نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالیٰ کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف و اختیار کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے۔

موت کا ذکر دل میں اثر انداز کرنے کی تدبیر

حقیقت یہ ہے کہ موت ایک زبردست مرحلہ ہے چونکہ ہمارے دلوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں اس لئے موت کے ذکر کو کارگر اور موثر بنانے کی تدبیر یہ ہے کہ آدمی ایک گوشہ میں بیٹھ کر کچھ دیر تمام خیالات سے خالی الذہن ہو کر اپنے دل میں خیال کرے کہ موت قریب آگئی ہے شاید آج ہی مر جاؤں۔ اگر کوئی شخص تجھ سے کہے کہ اندھیرے خانہ میں اتر جاؤ اور تجھے یہ معلوم ہو کہ راہ میں کوئی کنواں ہے یا کوئی پتھر پڑا ہے یا کچھ اندیشہ نہیں ہے تب بھی تو تیرا پتہ پانی ہو جاتا ہے تجھے موت اور قبر کے خطرات کا ڈر نہیں تو موت سے کس بھروسہ پر غفلت کرتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے زمانے کے جو لوگ شان و شوکت کے مر گئے ہیں ان کی صورت کا تصور کر کے خیال کریں کہ وہ کس شان و شوکت کے تھے۔ انہیں کسقدر خوشی حاصل تھی اور موت سے کس قدر غافل تھے عین غفلت اور بے سرو سامانی میں دفعتہً موت آکر انہیں لے گئی اور یہ بھی خیال کریں، کہ قبر میں ان کا کیا حال ہو گا ان کے اعضائے جسمانی گل سڑ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہوں گے گوشت پوست آنکھ ناک و کان میں کیڑے پڑ گئے ہوں گے۔ وہاں تو ان کا یہ حال ہوا یہاں ان کے وارثوں نے ان کا مال تقسیم کر لیا چین سے کھاتے ہیں ان کی عورتیں انہیں بھول گئیں انہوں نے اوروں کے ساتھ نکاح کر لیے وہ دوسروں کے ساتھ مزا اڑا رہی ہیں

درازی عمر کی امید موہوم

جس شخص نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں بڑی عمر پاؤں گا مدت دراز تک نہ مروں گا ایسے شخص سے کوئی دینی کام نہیں ہو سکتا وہ اپنے دل میں یہی خیال کرتا رہتا ہے ابھی بہت زمانہ باقی ہے جب چاہوں گا دینی کام کر لوں گا اب تو چین و آرام کر لوں اسکے برخلاف جو شخص موت کو یاد کرتا رہتا ہے وہ ہر وقت اسی فکر میں لگا رہتا ہے پتہ نہیں موت کب آجائے جس طرح ممکن ہو توشۂ آخرت فراہم کر لوں۔

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا تم لوگ جنت میں جانا چاہتے ہو انہیں عرض کیا کیوں نہیں فرمایا آرزو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنے سامنے رکھو۔ اور خدا سے شرم کرو۔

درازی عمر کی امید موہوم کیوں پیدا ہوتی ہے

یہ امید موہوم لوگوں کے دلوں میں دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے دنیا سے محبت کی وجہ سے یا نادانی کے باعث دنیا سے محبت جب غالب ہوتی ہے تو موت محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے چھین لیتی ہے۔ اس واسطے آدمی موت کو دشمن رکھتا ہے اور اپنے دل میں ان باتوں کا تصور باندھتا ہے۔ جو اس کی آرزو کے مطابق ہوتی ہیں۔ وہ مال وزن فرزند واسباب اور دنیا کو سمجھنے لگتا ہے۔ کہ ہمیشہ برقرار رہیں گے۔ وہ کہتا ہے ابھی عمر کا بہت سا حصہ باقی ہے موت کا سامان کر لیں گے ابھی جوانی ہے بوڑھاپا آنے دو جب بوڑھاپا آتا ہے تو کہتا ہے ذرا یہ کام پورا کر لوں وہ کام پورا کر لوں غرض ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے   عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

اسی طرح تاخیر کرتے کرتے ایک روز موت آدبوچتی ہے حسرت ہی حسرت باقی رہ جاتی ہے۔

نادانی کی صورت میں انسان جوانی پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ ہزاروں لڑکے جوانی کے زمانہ مر جاتے ہیں وہ بھی کہیں بوڑھاپے سے پہلے نہ مر جائے۔

ان سب باتوں کا علاج صرف یہی ہے کہ وہ دنیا کی حقیقت پر غور کرے اور اس بات کو سمجھے کہ دنیا کی لذت چند روز ہے ایک نہ ایک دن موت ضرور آئے گی۔ اور ع

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا۔

دنیا جی لگانے کی جگہ نہیں ہے

عذاب قبر کے اسباب میں بیان کیا گیا ہے

کہ دنیا کی محبت ہی عذاب قبر اور عذاب آخرت کی اصل ہے۔ جو شخص جس قدر دنیا کا دلدادہ اور فریفتہ ہوگا اسی قدر مرنے کے بعد اس کو عذاب بھگتنا پڑے گا یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ نے کبھی دنیا کو منہ نہیں لگایا

حضور سرور عالم کا ارشاد ہے الدُّنیا جیفۃ وطالبھا کلاب

دنیا مردار چیز ہے اور اس کے طالب کتے کی مانند ہیں۔ حضور سرور عالم نے اس مثال سے دنیا کی حقیقت واضح فرمادی اگر آپ کو کتے کی مخصوص صفات کا علم ہے تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ اس مثال میں کتے کی تخصیص میں کیا حکمت ہے۔ بات یہ ہے کہ کتا مردار خور جانور ہے کوا بھی مردار خور ہے مگر ان دونوں میں فرق ہے۔

(۱) کتا جب کسی مردار کو دیکھے گا خواہ وہ کتنا ہی بڑا مردار کیوں نہ ہو تنہا اس کو کھانے کی کوشش کرے گا۔ دوسرے کتے کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دیگا اگر اتفاقی طور پر کوئی دوسرا کتا ادھر آنکلا تو وہ غرّا کر اور کاٹ کر اپنے سے دور بھگا دے گا

دنیا دار کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ اپنی دنیا میں کسی دوسرے کی شرکت پسند نہیں کرتا اور اگر شرکت ہو بھی گئی تب بھی تنہا رہنا تنہا کھانا پسند کرے گا کتے کے مقابلہ میں کوے کی یہ صفت ہے کہ وہ ٹائیں ٹائیں مچا کر دوسرے کوؤں کو جمع کر لے گا۔

(۲) دوسرا وصف کتے کا یہ ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت بھی کھا

جاتا ہے
کوّا اپنے ہمجنس کو مردہ دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے۔ غل مچاتا ہے۔ جس جگہ مردہ کوّا پڑا ہوگا وہاں کوئی کوّا نہ آئے گا۔ غرض یہ ہے کہ کوّا اپنے بھائی کی موت سے عبرت حاصل کرتا ہے یہ وصف کتّے میں نہیں۔

کتّے کی طرح دنیا داروں کی بھی یہ حالت ہے کہ ان کو اپنی خواہشوں کے سامنے کسی کی موت سے عبرت نہیں ہوتی۔ ایک دنیا دار مرتا ہے تو دوسرا اس کا مال لینے کی خوشی میں پھولا نہیں سماتا

(۳) تیسرا وصف کتّے میں یہ ہے کہ وہ رات کو بھی مردار کے پاس سے نہیں ہٹتا رات دن وہیں پڑا رہتا ہے۔ مگر کوّا رات کو مردار کے پاس سے بھاگ جاتا ہے۔

دنیا دار کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ ہر وقت اسی کے ذکر اسی کے فکر اور اسی کے شغل اور اسی کے حساب کتاب میں لگا رہتا ہے۔

(۴) چوتھا وصف کتّے کا یہ ہے کہ وہ مردار کی ہڈی تک چبا جاتا ہے کوّا صرف ملائم گوشت کھاتا ہے ہڈی کو نہیں کھاتا۔

دنیا دار کی بھی یہی حالت ہے کہ ایک سود خوار دنیا دار ساری جائداد اپنے مقروض کی لیکر اس کے کھانے پینے کے برتن تک قُرق، کرا لیتا ہے اس کے کپڑے بھی اتار لیتا ہے

دنیا میں اس درجہ انہماک اور شغف ہی انسان کی تباہی کا باعث اور عذاب آخرت کا موجب ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ دنیا اچھی ہے جس کے ذریعہ آخرت حاصل ہو جائے۔ مولانا رُوم نے اس مضمون کو ان الفاظ میں نظم کیا ہے۔ ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے۔ بیوی بچے سونے چاندی کا نام نہیں ہے اگر دنیا بیوی بچوں گھربار یا سونے چاندی کا نام ہوتا تو اللہ کے نیک بندے کبھی اپنی شادی نہ کرتے۔ تجارت نہ کرتے تجارت سے نفع حاصل نہ کرتے۔ حدیث مذکور میں جس دنیا کی طرف اشارہ ہے اس سے وہی دنیا مراد ہے جس میں انسان پھنس کر خدا سے بالکل غافل ہو جائے۔

تاریخ ابن خلکان میں حضرت داؤد طائی رح کے حالات میں مرقوم ہے کہ جب محمد بن مخطبہ کوفہ کا حاکم ہو کر کوفہ میں آیا تو اس نے لوگوں سے کہا مجھے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو قرآن مجید کا حافظ ہو حدیث کا بھی عالم ہو۔ فقہ بھی خوب جانتا ہو۔ علم نحو بھی آتا ہو شعر گوئی کا مذاق بھی رکھتا ہو لوگوں نے کہا کہ اس صفت کے تو صرف حضرت داؤد طائی معلوم ہوتے ہیں اگر وہ اس خدمت کو قبول کر لیں تو بہتر ہے

محمد بن مخطبہ نے فوراً ایک تھیلی دس ہزار درہم کی حضرت داؤد کی خدمت میں پہنچکر درخواست کی کہ یہ روپیہ آپ اپنی ضروریات میں صرف فرمائیں۔ حضرت داؤد نے وہ تھیلی واپس کر دی۔ محمد بن مخطبہ نے دوبارہ دو تھیلیاں ۲۰۔۲۰ ہزار درہم کی دو غلاموں کے ہاتھ ارسال خدمت کیں اور دونوں غلاموں سے کہا کہ اگر تم نے کسی تدبیر سے یہ روپیہ حضرت کو دے دیا تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ وہ دونوں غلام روپیہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا غلاموں نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور یہ روپیہ قبول فرمالیں گے تو ہم دونوں قید غلامی سے آزاد ہو جائینگے آپ ہم پر احسان کریں اور یہ روپیہ قبول فرمالیں حضرت داؤد نے فرمایا کہ روپیہ قبول کرنے میں تو تم غلامی سے آزاد ہوتے ہو اور روپیہ

نہ قبول کرنے سے میں دوزخ سے آزاد ہوتا ہوں۔ جاؤ مجھے اس روپیہ کی حاجت نہیں

ابو ربیع کہتے ہیں کہ میں ایک روز داؤد طائی کے گھر گیا آپ کے سامنے کھانا آیا جس میں صرف سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے تھے۔ مجھے پیاس لگ رہی تھی پانی پینے کے لئے اٹھا مگر گھر میں گرم پانی رکھا ہوا تھا میں نے عرض کیا۔ حضرت آپ کے ہاں ٹھنڈا پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا بھائی اگر ہم ٹھنڈا پانی پیئیں۔ اور گرم گرم کھائیں اور جنت کے سارے مزے دنیا میں لوٹ لیں تو پھر ہمارے پاس آخرت کے لئے کیا باقی رہ جائے گا۔

امام قشیری نے لکھا ہے کہ آپ کا رات کو سجدے میں وصال ہوا وصال کے بعد بعض صالحین نے آپ کو خواب میں دوڑتے ہوئے دیکھا پوچھا کہ آپ کیوں دوڑ رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ آج دنیا کے قید خانہ سے مجھے رہائی ملی ہے میں اس لئے بھاگ رہا ہوں کہیں دوبارہ قید کر دیا جاؤں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا جی لگانے کی جگہ نہیں ہے۔ دنیا سے جی لگانے کا انجام یہی ہے کہ دنیا دار خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ دنیا یوں اور بھی قابل نفرت ہے کہ اس کو ہمیشہ مقربین بارگاہ الٰہی سے بیر ہے۔ حق تعالیٰ کا وصال دنیا ترک کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک روز حضرت عبد الرحمٰن بن عوف روزے سے تھے جب افطار کے وقت ان کے سامنے کھانا لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ رضؓ غزوہ احد میں شہیدؓ ان کو ایک چھوٹی سی کملی میں دفن کر دیا گیا۔ اگر اس سے سر ڈھانپا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور پیر ڈھانپے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ سر

کملی سے ڈھانپ دو اور پیروں پر گھاس ڈال دو پھر ہمارے سامنے دنیا کی اس قدر فراوانی ہوئی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ فرما کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس قدر روئے کہ کھانا نہ کھا سکے کھانا واپس چلا گیا۔

دنیا کی مذمت قرآن و حدیث میں اس وجہ سے ہے کہ دنیا کے مزے اور مولا کی خواہش ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے انسان کا مقصد تخلیق دنیا کے مزوں سے لذت یاب ہونا نہیں بلکہ معرفت الٰہی ہے دنیا اور دنیا کے مزے انسان کو معرفت الٰہی سے محروم کر دیتے ہیں۔

میّت کے احکام

(۱) میّت کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے

(۲) نماز جنازہ کی صحت کے لئے بھی وہی شرائط ہیں جو دوسرے نمازوں کی ہیں مثلاً طہارت ستر عورت۔ استقبالِ قبلہ نیت وغیرہ۔

(۳) کافر اور مرتد کی نماز جنازہ صحیح نہیں فاسق اور گنہگار کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(۴) جو بچہ پیدا ہو کر مر گیا ہو۔ اس کی نماز جنازہ صحیح ہے۔ البتّہ جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

(۵) اگر ایک وقت میں کئی مردے جمع ہو جائیں تو ہر ایک کی الگ الگ نماز پڑھنی چاہیئے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے یہ بھی جائز ہے۔

(۶) جس طرح میّت کا غسل اور نماز فرض کفایہ ہے۔ اسی طرح دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے

(۷) شیر خوار بچہ یا اس سے ذرا بڑے کو دست بدست لے جانا چاہیئے۔ البتّہ اگر

میت بڑا ہو تو اس کو چارپائی پر لے جانا چاہیئے۔
(۸) جنازہ کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے۔
(۹) جو لوگ جنازہ کے ساتھ جائیں تاوقتیکہ جنازہ شانوں سے نہ اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے۔
(۱۰) جو لوگ جنازہ کے ہمراہ ہوں ان کو جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے
(۱۱) جنازہ کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے۔
(۱۲) میت کی قبر کم از کم اس کے نصف قد کی برابر گہری کھودنی چاہیئے قبر کی لمبائی قد کی برابر ہوئی چاہیئے اور بغلی قبر بہ نسبت صندوق کے بہتر ہے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے بغلی نہ کھد سکے تو میت کو صندوق میں رکھ کر دفن کرنا بھی درست ہے
(۱۳) میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اُتارنا چاہیئے۔
(۱۴) لحد میں رکھتے وقت بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ کہنا مستحب ہے
(۱۵) لحد میں اُتارنے کے بعد کفن کی گرہ کھول دینی چاہیئے۔
(۱۶) لحد کو کچی اینٹوں سے بند کرنا چاہیئے۔
(۱۷) عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے۔
مردوں کو دفن کرتے وقت پردہ کی ضرورت نہیں۔
(۱۸) میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جتنی مٹی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دینی چاہیئے اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے
(۱۹) میت کو دفن کرنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھکر اس کا ثواب بخشنا مستحب ہے
(۲۰) مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔
(۲۲) میت کی قبر کے سرہانے کتبہ لگانا درست ہے۔

موت کے وقت کیا کرنا چاہیئے؟

(۱) جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا کر اس کے پیر قبلہ کی طرف کر کے سر اونچا کر دینا چاہیئے تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھکر زور زور سے کلمہ پڑھنا چاہیئے تاکہ وہ تم کو پڑھتے سنکر خود بھی پڑھنے لگے مگر اس کلمہ کو پڑھنے کا حکم نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ وقت نہایت سخت ہوتا ہے نہ معلوم منہ سے کیا نکل جائے۔

(۲) جب مرنے والا ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے تو تم پھر چپ ہو جاؤ البتہ کلمہ پڑھنے کے بعد اگر اس نے دنیا کے متعلق کوئی بات کی ہو تو مرنے والے کے سامنے دوبارہ کلمہ پڑھنا چاہیئے

(۳) جس وقت روح قبض ہونے لگے اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا چاہیئے سورۂ یسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

(۴) قبض روح کے وقت اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیئے جن سے اس کا دل خدا کی طرف مائل ہو جائے۔

(۵) جس وقت روح قبض ہو جائے تو اس کے سب اعضا درست کر دو آنکھیں بند کر دو۔ اور ایک کپڑے کی پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر پر باندھ دو تاکہ منہ پھیل نہ جائے۔ اور پیر کے دونوں انگوٹھے بھی ملا کر باندھ دینے چاہئیں تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں پھر کوئی چادر وغیرہ اڑھا دو۔ اور غسل و کفن میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو

(۶) مر جانے کے بعد میت کے پاس لوبان یا خوشبو جلا دینی چاہیئے ناپاک مرد یا عورت کو اس کے پاس نہ آنا چاہیئے۔

(۷) میت کو جب تک غسل نہ دیا جائے اس کے پاس بیٹھکر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں۔

(۸) میت کو غسل دینے کے بعد جب کفن پر رکھو۔ تو اس کے سر پر عطر لگا دو اگر داڑھی ہو تو اس پر بھی لگانا چاہیئے۔ ماتھے ناک دونوں ہتھیلی دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور ملنا چاہیئے

(۹) میت کے بالوں میں نہ کنگھی کرنی چاہیئے نہ کسی عضو کے بال تراشنے چاہیئے۔

غسل دینے طریقہ

(۱۰) جب میت کے گور و کفن کا سب سامان ہو جائے۔ تو پہلے کسی تخت یا بڑی تختہ کو لوبان وغیرہ سے تین۔ پانچ۔ یا ۷ مرتبہ دھونی دے کر اس پر مردے کو لٹا دو۔ اور کپڑے اتار لو۔ اور کوئی کپڑا ناف سے زانو تک ڈال دو۔ تاکہ ستر کھلا نہ رہے۔

(۱۱) پھر مردہ کو استنجا کراؤ اس طرح کہ اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر کا حصّہ دھو ڈالو پھر وضو کراؤ۔ اس طرح کہ پہلے اس کا منہ دھو۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک پھر سر کا مسح کراؤ اور تین مرتبہ پیر دھو ڈالو۔ وضو کرانے کے بعد صابون سے میت کا سر دھو ڈالو۔ پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر تین دفعہ سر سے پیر تک پانی ڈالو پھر اسی طرح داہنی کروٹ لٹا کر تین مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا چاہیئے اس کے بعد میت کو ذرا ٹیک لگا کر بٹھلا دیں۔ اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ سہلائیں اگر کچھ نکلے تو پونچھ کر دھو ڈالیں۔ اس کے بعد اس کو بائیں

کروٹ لٹا کر تین مرتبہ کافور ملا ہوا پانی سارے بدن پر بہائیں۔ اسی طرح
بائیں کروٹ لٹا کر ۳ مرتبہ غسل دینے کے وقت تیز گرم پانی استعمال نہ کرنا
چاہیئے۔ ×

کفن پہنانے کا بیان

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ اوّل کرتا۔ دوم ازار۔ سوم
سربند۔ چہارم چادر۔ پنجم سینہ بند۔ ازار سر سے پاؤں تک ہونا چاہیئے۔ اور چادر اس
سے ایک ہاتھ بڑی ہونی چاہیئے۔ اور کرتا گلے سے پاؤں تک لمبا ہونا چاہیئے۔
اور سر بند تین ہاتھ لمبا۔ اور سینہ بند چھاتیوں سے زانوں تک چوڑا۔ اور اتنا
لمبا کہ بند ہو جائے۔

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار اس کے اوپر کرتا پھر مردے
کو اس پر لٹا کر پہلے کرتا پہناؤ۔ اور سر کے بالوں کو دو حصّے کر کے کرتے کے اوپر سینہ
پر ڈال دو۔ ایک حصّہ داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف اس کے بعد سر بند سر
اور بالوں پر ڈال دو باندھنے یا لپیٹنے کی ضرورت نہیں۔ پھر ازار لپیٹ دو پہلے
بائیں طرف لپیٹو پھر دائیں طرف۔ اس کے بعد سینہ بند باندھو پھر چادر لپیٹ
دو۔ اس کے بعد کسی کتر سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو۔

مرد کے کفن میں صرف تین کپڑے ہوتے ہیں ایک چادر۔ ایک ازار
ایک کرتہ۔ مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں چادر ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی...
جائز ہے۔ ×

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ

جنازہ کی نماز کی نیت اسطرح کرنی چاہیئے۔ نیت کرتا ہوں
نماز جنازہ کی واسطے اللہ کے اور میت کے دعا کے لئے۔ یہ نیت کر کے دونوں

ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہکر ....
مثل نماز کے باندھ لیں پھر سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھیں اس کے بعد بغیر
ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہیں اور درود شریف پڑھیں۔ تیسری مرتبہ اللہ اکبر
کہکر میّت کے لئے دعا کریں۔ اگر میّت بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا
پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ
کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ
مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

اگر میّت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا
وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور
اگر میّت نابالغ لڑکی ہو تو خط کشیدہ الفاظ میں اجعلہ کی جگہ اجعلھا
اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً پڑھنا چاہیئے اس کے بعد
اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیر دیں ✗

زیارتِ قبور ✗

ابو رزین نے حضورؐ سے پوچھا کہ قبرستان میں جاکر ہمیں کچھ کہنا چاہیئے
یا نہیں حضورؐ نے فرمایا کہ جب تم قبرستان سے گذرو۔ تو اس طرح سلام کیا
کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّا
اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ؕ ابو رزین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ
مردے بھی سنتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں نہیں مگر وہ جواب نہیں دے سکتے
ابو رزین کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ مردوں کی تعداد کے برابر فرشتے

تمہارے سلام کا جواب دیں۔

محمد بن واسعؒ کہتے ہیں کہ مردہ جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے دن زائرین کو پہچانتے ہیں۔ ۲۸

آدابِ زیارتِ قبور

مزارات اولیاء اللہ اور والدین کی قبروں کی زیارت بروز جمعرات صبح و شام اور بعد نماز جمعہ اور بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب اور بروز دوشنبہ وشب برأت اور عیدین کے دن افضل ہے۔ متذکرہ ایام اور خصوصاً شب برات کو ارواح حاضر ہوتی ہیں۔

(۱) جس وقت زیارت کے لئے جانے کا ارادہ کرو تو راستہ میں کھیل کود اور لہو و لعب میں مشغول نہ ہونا چاہیئے۔ مزار کے قریب پہنچکر برہنہ پا ہو جائیں اور دل میں موت اور خدا کو یاد کریں۔ اگر خوف الٰہی سے آنکھوں سے .. آنسو جاری ہو جائیں تو نہایت ہی بہتر ہے۔

(۲) قبروں پر پیر رکھنا منع ہے۔ قبروں سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھنا چاہیئے اور نہ قبر کی طرف سجدہ کرنا چاہیئے۔

(۳) بزرگان دین نے لکھا ہے۔ کہ زیارت قبر کے لئے جانے سے پیشتر اوّل اپنے گھر میں دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھیں۔ اور اس کا ثواب میت کی روح کو بخش دیں۔ اس نماز سے میت کی قبر منور ہو جائے گی۔ اور پڑھنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

(۴) قبر کے قریب پہنچکر قبلہ کیطرف پشت کر کے اور میّت کے چہرہ کی طرف منہ کر کے اس طرح سلام پڑھنا چاہیئے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُو

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اور شہید کی قبر پر سلامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور اگر کافر مسلم کی قبر ایکجا ہوں اسوقت سلام کے الفاظ یہ ہونے چاہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى -

(۵) بزرگان دین اور اولیا اللہ کی زیارت کے وقت اوّل کچھ دیر مزار مبارک کے پاس کھڑے ہوکر پھر مواجہ میں جاکر بیٹھ جانا چاہیئے۔ اور سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ آیۃ الکرسی سورۂ اذا زلزلت اور الہاکم التکاثر ایک بار اور اخلاص ۱۱ بار اور معوذتین ایک ایک بار پڑھ کر بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - پڑھنا چاہیئے۔

(۶) اگر بغرض ایصال ثواب قرآن شریف تلاوت کرنا ہو تو مزار شریف کے کسی گوشہ میں بیٹھکر پڑھنا چاہیئے۔ اس کے بعد قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ فَاِنَّهٗ قَدِ افْتَقَرَ اِلَيْكَ اور اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتَهُمْ وَاٰمِنْ رَوْعَتَهُمْ وَارْحَمْ غُرْبَتَهُمْ وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِهِمْ وَكَفِّرْ سَيِّاٰتِهِمْ پڑھنا چاہیئے۔

(۷) ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینے اور مزار کے ارد گرد گھومنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸) حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ایصال ثواب کے لیے ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا کافی ہے۔

مفتاح المسائل میں ہے کہ جو شخص کسی مومن کی قبر کی زیارت کرائے اور انکے یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا تُعَذِّبَ هٰذَا الْمَيِّتَ۔ تو حق تعالیٰ اس دعا کی برکت سے مردہ پر سے عذاب اٹھا

(۹) ماں باپ کی قبروں پر جمعہ کے دن جانا باعث ثواب ہے و

کی قبر پر سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص ۷ بار پڑھنے کا بے حد ثواب ہے اگر یہ دعا پڑھ کر والدین کی روح کی بخشدی جائے۔ الحمد للہ رب السموات والارض ورب العالمین ولہ الکبریاء فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم اس کے بعد کہے اللھم اجعل ثوابھا الوالدی تو اس دعا کے بعد والدین کا کوئی حق اس بیٹے پر باقی نہ رہیگا۔

(۱۰) والدہ کی قبر کے پائیں اور والد کے قبر کے سرہانے کو بوسہ دینے کا بہت ثواب ہے۔

(۱۱) عورتیں زیارت قبور کے لئے جاسکتی ہیں حضرت مولانا تراب علی شاہ قلندر قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ مزارات اولیاء اللہ کی زیارت میں بے شمار فوائد ہیں۔ مشائخ اس چیز کو ضروریات میں سے قرار دیتے ہیں۔ کسی درویش نے رکن الدین علاؤالدولہ نور اللہ مرقدہ سے سوال کیا تھا کہ جسم سے روح جدا ہو جانے کے بعد جسم میں قوت ادراک نہیں رہتی اور عالم ارواح میں کوئی حجاب ہی نہیں۔ تو پھر مزارات پر جانے سے کیا فائدہ ہے۔ فرمایا کہ زیارت قبور میں بہت سے فوائد ہیں۔ ایک فائدہ تو یہ ہی ہے کہ جب کوئی شخص زیارت قبور کے لئے گھر سے چلتا ہے تو ہر ہر قدم پر اس کی توجہ صاحب مزار پر پڑتی رہتی ہے۔ اور جب خاص مزار مبارک پر پہونچ جاتا ہے تو ان کی یہ توجہ ایک نہایت ہی فائدہ بخش چیز ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگرچہ ارواح کے لئے حجاب نہیں ہے مگر جو ارواح ستر اسّی سال ایک جسم میں رہی ہو اور قیامت کے دن اسی جسم کے ساتھ حشر ہوگا۔ اور حشر کے بعد ابد الآباد تک اسی جسم کے ساتھ رہی گی۔ تو اتنے طویل عرصہ کی رفاقت سے روح کو اس جسم کے ساتھ تعلق ضرور باقی رہتا ہے۔ جب اولیاء اللہ

کی ارواح سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ تو جس جسم میں ان کی روح مبارک عرصۂ دراز تک رہی ہے وہ جسم بھی روح کیطرح فیوض و برکات حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہوگا۔

بھرحال جب کوئی شخص روحانیت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہونے کے لئے دور دراز سے قطع مسافت کرکے مدینہ طیبہ جاتا ہے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کو زائر کی آمد اور اس کو راہ میں پیش آنے والی تکالیف کا علم اور احساس ہوتا ہے اس لئے زائر قبر نبوی کو مدینہ طیبہ میں پہنچکر روضہ مطہرہ کو دیکھکر حضورؐ سرورِ عالم کی روحانیت کیطرف پوری توجہ کے ساتھ متوجہ ہونا چاہیئے۔

حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز اپنے والد سے عرض کیا کہ پیرانہ سالی اور عسرت حال کے باوجود آپ پیرو مرشد کی زیارت کے لئے اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ پیر و مرشد کی روح کی زیارت تو گھر میں بھی ممکن ہے۔ تو والد صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ گھر پر بیٹھے بھی پیر و مرشد کی روح کی زیارت ہو سکتی ہے۔ مگر اس میں اور اس میں بہت فرق ہے۔ جو بات بالمشافہہ زیارت میں حاصل ہوتی ہے وہ بات صرف روح کی زیارت میں ممکن نہیں

معلوم ہوا کہ جو لوگ زیارت قبور اور ایصال ثواب کے قائل نہیں ہیں۔ وہ سراسر جہالت اور سفاہت میں مبتلا ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ زیارت قبور امر مستحب ہے۔ زیارت قبور سے دل میں رقت موت و آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم زیارت قبور کے لئے بقیع تشریف لیجا کر سلام کے بعد الدعا

کے لئے دعائے مغفرت فرماتے تھے۔

بہت سے فقہاء غیر انبیاء ؑ سے استمداد کے منکر ہیں۔ لیکن اہل کشف وکمال کے نزدیک یہ امر محقق ہے کہ بہت سے لوگوں کو ارواح اولیاء اللہ سے فتوح اور فیض حاصل ہوا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک قبولیت دعا کے تریاق مجرب ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے ارواح اولیائے کرام سے استمداد کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جس شخص سے اس کی حالت حیات میں امداد طلب کی جاسکتی ہے۔ اس کے وفات کے بعد بھی اس سے امداد حاصل کرنا جائز ہے۔ بڑے بڑے مشائخ فرماتے ہیں کہ مشائخ میں سے چار حضرات کا تصرف وفات کے بعد بھی اسی طرح جاری ہے۔ جس طرح ان کی زندگی کے میں تھا۔ ان بزرگوں میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت معروف کرخیؒ رحمۃ اللہ علیہ اور دو حضرات کے نام لئے گئے ہیں۔

شیخ ابوالعباس حضرمیؒ نے حضرت احمد مرزوق سے پوچھا تھا کہ آپ کے خیال کے مطابق زندہ کی امداد طاقتور ہے یا مردہ کی تو انہوں نے فرمایا میرے نزدیک مردہ کی امداد زیادہ طاقتور ہے کیونکہ مردہ خدا کے حضور میں ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ارواح اولیائے کرام سے جو امداد کا ظہور ہوتا وہ درحقیقت خدا کی ہی امداد ہوتی ہے

اولیاء اللہ کی نذر و نیاز

بعض علماء کا فتویٰ ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی نذر نیاز ماننا حرام ہے فتاویٰ شامی میں ہے لانہ۔ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لایکون للمخلوق نذر چونکہ عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی حرام ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کی نذر ماننا بھی حرام ہے۔

مگر فتاویٰ شامی کی اس عبارت سے استدلال صحیح نہیں۔ نذر کے لغوی معنی یہ ہیں کہ جو چیز اپنے اوپر واجب نہ ہو اس کو کسی شرط کے ساتھ اپنے اوپر واجب کی جائے شرعی معنے یہ ہیں۔

ایجاب غیر واجب از جنس عبادت مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ۔

(انفاس العارفین مصنفہ مولنا شاہ رفیع الدین صاحب)

یعنی خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کی غرض سے کسی غیر واجب عبادت کو اپنے اوپر لازم قرار دینا نذر شرعی ہے یہ نذر چونکہ بذات خود عبادت ہے اس لئے فقہائے کرام نے صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے مخصوص طور پر نذر نیاز کو جائز قرار دیا ہے۔ اور غیر کی نذر نیاز کو ناجائز کہا ہے۔ علامہ شامی کی جس عبارت سے وہابیوں نے استدلال کیا ہے۔ اس عبارت کا یہی مطلب ہے۔

سوال یہ ہے کہ نذر کے جو معنے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے ذکر فرمائے ہیں۔ ان معنی کی روشنی میں اولیاء اللہ کی نذر نیاز نذر شرعی ہیں بھی یا

نہیں۔ اور ان نذر ونیاز کا وہی مقصد ہے جو نذر شرعی کا ہے ؟

اس کے متعلق مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتاوے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی نذر نیاز در حقیقت نذر شرعی نہیں عرفاً و مجازاً ان کو نذر کہا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت ایں نذر آں است کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امر سنت مسنون واز روئے احادیث ثابت است الیٰ قولہ ایں نذر مستلزم می شود و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء

(از فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۲۸)

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کی حقیقت روح میت کو کھانے یا شیرینی کا ایصال ثواب ہے۔ ایصال ثواب کی مشروعیت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس لیئے اولیاء اللہ کی نذر ماننا صحیح ہے۔ اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کے جو معنے حضرت شاہ صاحب نے بیان فرمائے ہیں اس کی تائید ملا جیونؒ اور امام عبد الغنی نابلسیؒ نے بھی کی ہے۔ معلوم ہوا اولیاء اللہ کی نذر و نیاز در حقیقت نذر شرعی نہیں بلکہ مجازی ہے۔

اولیاء اللہ اپنی نذر نیاز سے واقف ہوتے ہیں

حضرت مولانا شاہ عبد الرحیمؒ نے عہد جہانگیری کے مشہور شیخ طریقت مولانا سید ابو العلا کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ نے ایک روپیہ نقد اور ایک چادر کی نذر حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار اقدس پر بھجوائی۔ سید صاحب اس نذر سے بالکل بے خبر تھے ایک روز سید صاحب مزار اقدس پر حاضر تھے۔ قبر شریف سے آواز آئی بہتر ہے گھر سے اس قدر نیاز آئی لڑکے کی صحت ملی، اور دوسرے لڑکے کی خواہش کی گئی

ہے اچھا ہمیں تمہاری نذر منظور ہے۔

اولیاء اللہ کی نذر نہ ادا کرنے کا وبال

انفاس العارفین میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ نے اپنے والد شاہ عبدالرحیمؒ صاحب کے ایک مرید کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار ان پر ایک مشکل آن پڑی انہوں نے منّت مانی۔ یا اللہ اگر میری مشکل یہ حل ہو گئی تو اپنے پیر و مرشد کے حضور میں اتنی رقم پیش کروں گا۔ حق سبحانہٗ نے وہ مشکل حل فرما دی۔ مگر وہ کسی عذر کی بنا پر نذر روانہ نہ کر سکے کچھ دنوں بعد ان کا گھوڑا سخت بیمار ہو کر قریب المرگ ہو گیا۔ اس واقعہ کا علم بذریعہ کشف پیر و مرشد کو ہو چکا تھا۔ انہوں نے کسی آدمی کے ذریعہ اپنے مرید کو کہلا کر بھیجا کہ ہماری نذر ادا نہ کرنے کی وجہ سے تمہارا گھوڑا بیمار ہے۔ اگر تمہیں اپنے گھوڑے کی صحت درکار ہے تو جو نذر تم نے مانی تھی فوراً روانہ کر دو۔ پیر و مرشد کا حکم سنتے ہی انہوں نے فوراً نذر کی رقم بھجوا دی۔ اسی وقت گھوڑا اچھا ہو گیا۔

قبروں پر پھول یا خوشبو چڑھانا

اسی کتاب میں دوسری جگہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ زندگی میں انسان کو جن چیزوں سے روحانی اذیت پہنچتی ہے مرنے کے بعد بھی میت ان چیزوں سے روحانی اذیت محسوس کرتا ہے۔ اور جن باتوں سے انسان کو زندگی میں فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے مرنے کے بعد بھی میّت ان چیزوں سے سرور حاصل کرتی ہے۔

روح چونکہ نہایت لطیف چیز ہے اس لئے انسان بالطبع بدبو اور سے متنفر۔ اور خوشبو کا شیفتہ و دلدادہ ہے۔ اس کتاب میں مردہ کے

کے غسل وکفن دینے کے بارے میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ میت کو کافور کے پانی سے غسل دیا جاتا ہے۔ کفن پہنانے کے بعد مردے کے جسم پر خوشبو لگائی جاتی ہے۔ یہ سب اہتمام اسی لئے ہوتا ہے کہ مردے کے تعلق عالم شہادت سے منقطع ہوکر عالم ارواح کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ مرنے کے بعد قبر پر گلاب پاشی عطر پاشی یا پھول چڑھانے سے مردے کی روح کو فرحت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حرمت مومن کی مردہ ہو یا زندہ برابر ہے۔ اس لئے مردہ کی تعظیم وتکریم کے ساتھ اس کی روح کو خوش کرنے کے لئے قبروں پر پھول یا خوشبو چڑھانا جائز ہے۔

اسکے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ تمام نباتات تاوقتیکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ ذکر اور تسبیح الٰہی کرتی رہتی ہے۔ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد میت کے سرہانے کھڑے ہوکر قرآن شریف کی تلاوۃ کرنا باعث تخفیف عذاب ہے۔ گھاس جب تک تروتازہ ہے۔ پھول جب تک تروتازہ ہے درخت جب تک تروتازہ ہے ذکر الٰہی کرتے رہینگے۔ مردوں پر سے عذاب کی تخفیف ہوگی۔ قدیم زمانہ سے قبروں پر گھاس یا درخت لگانے کا رواج غالبًا اسی مقصد کے پیش نظر ہے۔ خوشبودار پھول اس لئے زیادہ تر قابل ترجیح ہیں کہ ان کی مسرت بخش خوشبو سے میت کو روحانی سرور حاصل ہوتا ہے

مطالب المومنین۔ کنز العباد۔ اور فتاویٰ غرائب میں ہے۔ وضع الورد و الریاحین علی القبور حسن لانہ مادام رطبًا یسبح ویکون للمیت انس بتسبیحہ

یہی وجہ ہے کہ فقہار نے قبرستان کی گھاس اور درختوں کا کاٹنا مکروہ تحریمی کہا ہے۔

شامی اور فتوی بزازیہ میں ہے۔ یکرہ قطع الحطب والحشیش من المقبرۃ

ان کان یابسا فلا بأس به لانه مادام رطبا یسبح فیونس المیت۔

اولیاء اللہ اپنے زائرین کو دیکھتے پہچانتے اور زیارت پر مطلع ہوتے ہیں

علامہ صدر الدین قونوی شرح جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

درمیان قبور سائر مومنین وارواح ایشاں نسبت خاصی ست مستمر کہ بداں زائراں را می شناسند وسلام برایشاں می کنند۔

شرح سفر السعادۃ میں ہے

خاصیت سی ام آنکہ در جمعہ ارواح مومناں بقبور خویش نزدیک می شوند نزدیک شدن معنوی وتعلق واتصال روحانی نظیر ومشابہ اتصالی کہ بیدن دارد وزائراں را کہ نزدیک قبرمی آئید می شناسند بخود ہمیشہ می شناسند ولیکن دریں روز شناختن زیادت بر شناخت سائر ایام است از جہت نزدیک شدن بقبور را شناخت از نزدیک بیشتر وقوی تر باشد از شناخت دور۔

حوالہ جات متذکرہ بالا سے واضح ہے کہ ایماندار لوگوں کی قبروں اور روحوں کے مابین ایک خصوصی نسبت دائمی ہوتی ہے۔ اس نسبت کی وجہ سے کہ ایماندار لوگ اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں اور سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

یہی باعث ہے کہ ملا علی قاری نے شرح منسک متوسط میں لکھا ہے

من آداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسہ لانہ اتعب لبصر الموت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بہ۔

زیارت قبور کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ زیارت کو قبر کے

پائنتی سے جانا چاہیئے۔ سرہانے کی طرف سے نہ جانا چاہیئے۔ سرہانے کی طرف سے جانے میں میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی (یعنی سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا) اور پائنتی کی طرف سے جائے گا تو اس کی نظر کے عین سامنے ہو گا

اولیاء اللہ سے امداد مانگنا

اولیاء اللہ سے کسی امر میں استعانت (یعنی مدد مانگنا) جائز ہے علمائے ظاہر استعانت بغیر اللہ کے منکر ہیں۔ اس باب میں علمائے ظاہر کے دلائل بالکل اسی نوعیت کے ہیں جن کا ایک مختصر سا خاکہ نذر و نیاز کے باب میں پیش کیا جا چکا ہے۔ سردست ان کے دلائل سے اعراض کرتے ہوئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ درج کرتے ہیں جو استعانت بہ اولیاء اللہ کے بارے میں ایک سند محکم ہے۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

و مدد خواستن از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد می جویند عوام الناس از اولیا می جویند کہ از جناب الٰہی فلاں مطلب مارا درخواست نمائید۔ ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است۔

(فتاوی عزیزی صـ۳۵)

مخلوق سے کسی معاملہ میں مدد مانگنا (جیسے نوکر اور غریب غرباء امراء و روساء سے اپنے معاملات میں امداد کے خواستگار ہوتے ہیں) جیسے عوام الناس اولیاء اللہ سے مدد مانگتے ہیں کہ میرا مقصد بر آنے کے لئے آپ حق تعالےٰ سے دعا فرما دیجئے۔ اس قسم کی مدد مانگنا مردہ یا زندہ سے شریعت اسلامی میں جائز ہے۔

چونکہ غیر اللہ سے امداد مانگنے کا مسئلہ بہت ہی نازک ہے اسلئے

اولیاء اللہ سے استمداد کے بارے میں لوگوں کو بڑی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے استمداد کا جو طریقہ بیان کیا ہے وہ احکام شریعت کے عین مطابق ہے۔

شیخ الاسلام شہاب رملیؒ سے منقول ہے معجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء لاتنقطع بموتہم۔ انبیاء کے معجزے اور اولیاء اللہ کی کرامتیں ان کے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں۔

جامع البرکات میں ہے اولیاء کرامات وتصرفات در اکوان حاصل است و آں نیست مگر ارواح ایشاں را چوں ارواح باقی است تصرف بعد از ممات نیز باشد۔

شرح مشکوٰۃ میں ہے یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند در قبور خود تصرفہائے شاں در حیات خود یا بیشتر شیخ معروفؒ و عبدالقادر جیلانیؒ و دو کس دیگر را از اولیاء شمرد۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں ہر کہ استمداد کردہ می شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بعد از وفات۔

(جن لوگوں سے حالت حیات میں مدد حاصل کرنا جائز ہے ان لوگوں سے وفات کے بعد بھی استمداد جائز ہے۔) علامہ ابن حجر مکی اور شیخ فی شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے صالحاں را مدد بلیغ امت زیارت کنندگاں خود را بر اندازہ ادب ایشاں (زائرین جس درجہ صلحائے امت کا ادب کرتے ہیں اسی درجہ ان کو صاحب قبر سے امداد حاصل ہوتی ہے۔)

امام شہاب الدینؒ رملی نے لکھا ہے۔

للانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثۃ بعد موتہم۔

(انبیاء ورسول اور اولیاء اللہ اور صالحین مرنے کے بعد بھی لوگوں کی فریاد رسی کرتے ہیں)

آستانہ بوسی، دست و پابوسی حضرات اولیائے کرام

اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینا علمائے ظاہر کے نزدیک اس لیئے ممنوع ہے کہ ان تعظیمی امور کی بجا آوری میں رکوع یا سجدہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ تعظیم کی جو ہیئت خدا کے لئے مخصوص ہے۔ وہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔

فقہ کی مستند کتابوں میں تعظیمی امور کی صراحت مذکور ہے اور احادیث کثیرہ سے صحابہ کرام کا مہر نبوت اور دست پائے اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دینا ثابت ہے۔

ابوداؤد میں حضر بن عامرؓ سے یہ الفاظ منقول ہیں لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ (وفد عبد القیس کا بیان ہے کہ جب ہم مدینہ طیبہ پہونچے تو اپنی منزلوں سے جلدی کوچ کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی سواریوں سے جلدی جلدی کود کر حضور کے دست و پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

اسی بنا پر علامہ نووی کا فتویٰ ہے

قال النووی تقبیل ید الغیر ان کان لعلمہ وصیانتہ وزھدہ ودیانتہ ونحو ذلک من الامور الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب۔

(غیر کا ہاتھ چومنا اس کے علم پرہیزگاری اور زہد و دیانت اور انہیں جیسے

امور کی وجہ سے مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

ظاہر ہے کہ دست و پابوسی میں زمین تک جھکنا بھی ہوگا۔ دست و پابوسی میں رکوع یا سجدہ کی مشابہت بھی ہے۔ مگر ان سب مشابہتوں کے باوجود علامہ نوویؒ نے ان افعال کو کہ یہ مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے بیان فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ موضع جلوس منبر انور حضور سرورِ عالم کو مس کرکے اپنے چہرے سے لگایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رمّانہ منبر کو اپنے ہاتھ سے مس کرکے دعا مانگا کرتے تھے۔

شفاء قاضی عیاض میں ہے کان ابن عمرؓ یسلم علی القبر رأیتہ مائۃ مرۃ او اکثر یجئ علی القبر فیقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکرؓ السلام علی ابی حفص ینصرف ورأی واضعًا یدہ علی مقعد النبی من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ وعن ابن قسیط والقعنبی کان اصحاب النبی اذا خلا المسجد جسوا برمانۃ المنبر التی تلی القبر بمیامنہم ثم استقبلوا القبلۃ یدعون۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ قبر شریف پر سلام پڑھا کرتے تھے۔ میں نے سو مرتبہ یا زائد دیکھا کہ قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علی النبی السلام علی ابی بکرؓ السلام علی ابی حفص واپس ہو جاتے۔ اور دیکھا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنا ہاتھ منبر اقدس کے اس حصہ پر رکھا جہاں حضورؐ تشریف فرما ہوتے تھے اسے چہرہ پر لگایا۔ ابن قسیط اور قعنبی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تو منبر کے کنگرہ کو جو قبر شریف سے متصل تھا۔ داہنے ہاتھوں سے چومتے پھر قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی قرار دی ہوئی تمام قابل ادب چیزوں کی تعظیم و وقعت کرے تو یہ وقعت و تعظیم اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے۔ جو شخص ان چیزوں کا ادب ملحوظ رکھے جو خدا سے ناطر ہو گئی ہیں۔ تو یہ دلوں کی پرہیزگاری میں داخل ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں قرآن۔ کعبہ۔ پیغمبر۔ اور نماز معظم شعائر اللہ میں سے ہیں۔

حضرت شاہ نے اپنی کتاب الطاف القدس میں تحریر فرمایا ہے۔

و محبت شعائر اللہ عبارت از محبت قرآن و پیغامبر و کعبہ است بلکہ محبت ہر چہ منتسب باشد بخدا حتی اولیاء اللہ نیز۔

(یعنی محبت شعائر اللہ قرآن و کعبہ و پیغمبر کا نام ہے بلکہ ہر اس چیز کی محبت جو خدا کی طرف منسوب ہو حتیٰ کہ اولیاء اللہ کی محبت بھی شعائر اللہ کی محبت میں داخل ہے۔

شاہ صاحبؒ کی اس تحریر سے یہ بات واضح ہے کہ اولیاء اللہ بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ شعائر اللہ کے ادب و تعظیم کے متعلق خود حق سبحانہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ۔ یہ بھی ارشاد ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (شعائر اللہ) خدا کی... نشانیاں) وہ چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر انسان کو خدا یاد آتا ہے اولیاء اللہ کی بھی یہی شان ہے کہ ان کی صورت پر نگاہ پڑتے ہی خدا یاد آتا ہے حضور سرور عالم نے اولیاء اللہ کے متعلق یہاں تک فرمایا ہے ایسی لوگوں کی صورت دیکھنا بھی عبادت ہے۔

بہرحال جب اولیاء اللہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اور شعائر اللہ کی تعظیم دا

کی پرہیزگاری میں داخل ہے۔ تو ہر وہ چیز جن کا اولیاء اللہ سے خاص مناسبت ہو۔ جن سے ذہن انسان کا ان کی طرف منتقل ہوتا ہو۔ جیسے ان کے نام کی تعظیم ان کے کلام کی تعظیم ان کے لباس کی تعظیم ان کے مکان کی تعظیم یہ سب چیزیں شعائر اللہ سے محبت اور شعائر اللہ کی تعظیم میں داخل ہیں۔

حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی نے صراط المستقیم میں فرمایا ہے

از فروع محبت منعم است تعظیم شعائر او یعنی امور یکہ بآں مناسبت خاصہ دارد و حیثیت یکہ ذہن کسے کہ واقف بآں مناسبت باشد از آں امور بآں منعم انتقال می کند مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او و سلاح او حتی کہ مرکب و مسکن او۔

منعم کی شعائر کی تعظیم منعم سے محبت کے سبب سے ہے۔ اور محبت منعم میں داخل ہے یعنی ہر آن امور کی تعظیم جن کو منعم کے ساتھ خاص مناسبت ہو باین طور کہ اس شخص کا ذہن جو اس مناسبت سے واقف ہو ان امور سے منعم کی طرف منتقل ہوتا ہو۔ جیسے ان کے نام کی تعظیم ان کے کلام کی تعظیم انکے لباس وسلاح حتی کہ ان کی سواری اور مکان کی تعظیم بھی محبت منعم میں داخل ہے)

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ و لا الجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط۔ (رواہ ابوداؤد)

(یعنی بوڑھے مسلمان اور عالم باعمل اور حاکم عادل کی تعظیم بھی اللہ کی تعظیم سے ہے۔

احادیث اور کتب فقہ میں صراحت ہے کہ مسلمان زندہ اور مردہ

کی حرمت ایکساں ہے جب یہ بات ہے تو دست بوسی و پا بوسی یا آستانہ بوسی بھی ایک قسم کی تعظیم ہے۔ کیونکہ تعظیم و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے اس لئے جہاں جس چیز کی تعظیم شرعاً مطلوب ہوگی وہاں وہ افعال و طریقے بھی جو عرف و عادت قوم کے مطابق اس ضمن میں عمل آئیں گے مطلوب شرعی کے تحت داخل ہوں گے۔ تاوقتیکہ اس بارے میں صریح ممانعت شرعی موجود نہ ہو۔

رکوع و سجدہ چونکہ قبر کی طرف شرعاً ممنوع ہیں اس لیے مزارات اولیا صلحائے کرام کی طرف یقیناً ممنوع ہوں گے۔ کیونکہ رکوع اور سجود میں بہ نیت عبادت انحنا ہی مقصود ہے۔ آستانہ یا دست و پا بوسی میں انحنا مقصود بالذات نہیں بلکہ انحنا بقصور رکوع یا سجدہ جائز نہ ہوتا تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کیوں اپنے ہاتھوں حضور سرور عالم کا بستر بچھاتے۔ کیوں وضو کراتے۔ کیوں نعلین مبارک اٹھا کر اپنے پاس رکھتے۔ اور اور جب حضورؐ کہیں تشریف لے جاتے تو سامنے حاضر کرتے۔ ظاہر ہے جھکنا پڑتا ہوگا اگر کسی کام کے لئے جھکنا شرعاً ممنوع ہوتا تو حضرت ابن مسعودؓ ان خدمات کو کیوں انجام دیتے۔ معترضین بھی اس انحنار کے عدم جواز کے قائل نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں تحریر فرماتے ہیں تعظیم النبی بجمیع انواع التعظیم لیس فیہا مشارکۃ اللہ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارہم (نبی علیہ السلام کی تعظیم جمیع اقسام تعظیم کے ساتھ امر مستحسن ہے ان سب لوگوں کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ نے روشن کی ہیں۔

- علامہ سندی شاگرد علامہ ابن الہمام نے لباب المناسک میں لکھا ہے۔

اذا وقع البصر علی طیبۃ المطیبۃ واشجارھا المعطرۃ دعا بخیر الدارین وصلے وسلم علی النبی والاحسن ان ینزل من راحلتہ بقربھا ویمشی باکیا حافیا ان اطاق تواضعاً للہ ورسولہ وکل ما کان ادخل فی الادب

والاجلال کان حسنا بل لومشی ھنالک علی احداقہ وبذل المجہود من تبذا وتواضعہ کان بعض اوجب بل لم یف بمعشار عشرہ

(جب مدینہ طیبہ اور اس کے مہکتے ہوئے درختوں پر نظر پڑے تو دونوں جہان کی بھلائی مانگے۔ اور حضور اقدس ﷺ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے قریب سواری سے اترے۔ ہو سکے تو روتا ہوا برہنہ پا چلے۔ اور جو کچھ ادب و تعظیم میں زیادہ مناسب ہو وہ بہتر ہے بلکہ وہاں آنکھوں کے بل چلنے اور تذلل و تواضع میں پوری کوشش صرف کرے۔ علمائے سلف نے آداب زیارت مدینہ طیبہ میں ان امور کو واجب سے زیادہ درجہ دیا ہے۔

قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے۔

وجدیر المواطن اشتملت تربتہا علی جسد الشریف ومواقف سید المرسلین ومتبوأ خاتم النبیین واول ارض مس جسد المصطفٰی ترابہا ان تعظم عرصاتہا وتتنسم نفحاتہا وتقبل ربوعہا وجدرانہا الخ

(لائق ہے ان مواضع کو جن کی زمین جسم پاک سید المرسلین پر مشتمل ہے سید المرسلین کی قیامگاہیں۔ خاتم النبیین کی جائے قرار۔ اور وہ زمین جس کی مٹی نے جسم پاک مصطفٰے کو مس کیا کہ اس کے میدانوں کی تعظیم کی جائے۔ اور اس کی مہکتی ہوئی خوشبوئیں سونگھی جائیں۔ اور منزلیں اور دیواریں چومی جائیں)

علمائے دین اور ائمہ کرام نعل اطہر۔ روضہ مطہر خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نقشے کاغذ پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے۔ اور انہیں بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے اور ان سے برکات و فوائد حاصل کرتے آئے ہیں کسی عالم نے اس پر طعن نہیں کیا۔ بلکہ ان امور کو مستحسن اور نیک مانا۔

علامہ ابوالصیف یمانی سے علامہ ابن حجر نے نقل کیا ہے۔

عن ابی الصیف الیمانی احد علماء مکۃ عن الشافعیۃ جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین الخ۔

(حضرت ابوالصیف یمانی (مکہ معظمہ کے شافعی عالم) فرماتے ہیں کہ قرآن شریف اور اوراق حدیث اور بزرگوں کی قبروں کو چومنا جائز ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے لاباس بتقبیل والدیہ یعنی ماں باپ کے قبروں کو چومنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جب ماں باپ کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے تو استاد۔ پیر طریقت اور بزرگاں کے مزارات کو بوسہ دینا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ کیونکہ ان حضرات کو ماں باپ پر بہرحال شرف حاصل ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

اگر یہ کہا جائے کہ پابوسی و یا آستانہ بوسی میں یہودیوں کے فعل سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ غیر مسلموں اور گمراہ فرقوں سے مشابہت کی ممانعت ہے

سو اگر نفس مشابہت شرعاً ممنوع ہوتی تو عاشورہ کا روزہ بھی ممنوع ہونا چاہیئے تھا عاشورہ کا روزہ رکھنے سے تو یہودیوں کے ساتھ پوری پوری مشابہت ہو جاتی ہے حالانکہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ حضرت سرور عالم ؐ سے صوم عاشورہ کے بارے میں فضائل منقول ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ مروان نے اپنے زمانہ حکومت میں حضرت ابوایوب انصاری ؓ کو قبر انور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر چہرہ رکھے ہوئے دیکھا۔ تو اس نے حضرت ابوایوب ؓ کی گردن پکڑ کر کہا۔ تم جانتے ہو کیا کر رہے ہو۔ حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے جواب دیا کہ میں اینٹ پتھروں کے پاس نہیں آیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔

امام سمہودی نے اس واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے لیس القصد تعظیم بقعۃ القبر بعینہا بل من حل فیہا۔
یعنی قبر کی تعظیم مقصد نہ تھی بلکہ صاحب قبر کی تعظیم مقصود تھی۔ انبیا ئے کرام اولیا ئے عظام اور صلحائے امت کے مزارات پر جو تعظیمی امور ادا کئے جاتے ہیں اس تعظیم سے درحقیقت صاحب قبر کی عظمت وحرمت پیش نظر ہوتی ہے۔ ورنہ قبر بھی مٹی کے ڈھیروں کی طرح ایک ڈھیر ہے۔
سطور بالا میں آستانہ بوسی پر رکوع یا سجدہ سے مشابہت پر تفصیلی تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اب ہم سطور ذیل میں علمائے اسلاف کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ انبیا ئے کرام اولیا اور صلحائے کرام کے مزارات کو بقصد تعظیم و تبرک بوسہ دینا بلاشبہ جائز ہے
امام سمہودیؒ فرماتے ہیں۔ ونقل عن ابی الصیف المحبّ الطبری جواز تقبیل قبور الصّالحین ۔ ابو الصیف اور محب طبری کے نزدیک صالحین کے قبور کو بوسہ دینا جائز ہے۔
حافظ زین الدین عراقی نے لکھا ہے واما تقبیل الاماکن الشّریفۃ علی قصد التعظیم والتبّرك وایدی الصالحین وارجلھم حسن محمودٌ۔
(بزرگ اور متبرک مقامات اور صالحین کے دست و پا کو برکت حاصل کرنے کی غرض ونیت سے بوسہ دینا بہتر و پسندیدہ ہے
صحابہؓ اور تابعینؒ آثار حضور پر نورؐ کی جس قدر تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ جن کا اندازہ ان واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔
حضرت ابو ہریرۃؓ نے حضرت امام حسنؓ سے عرض کیا کہ جس مقام کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا ظاہر فرمائیں (وہ مقام ناف تھا) حضرت ابوہریرہؓ نے اس پر بوسہ دیا۔

حضرت ثابت بنانیؒ کی یہ حالت تھی کہ جب تک حضرت انسؓ کے ہاتھوں کو بوسہ نہ دیتے تھے چھوڑتے نہ تھے۔ کہا کرتے تھے کہ یہ وہ ہاتھ ہیں جن کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مس کیا تھا۔

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو چومنے اور منبر کو بوسہ دینے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

الغرض آستانہ بوسی کو کفر و شرک کہنا بے اصل ہے۔ ائمہ احناف میں سے کوئی بھی آستانہ بوسی کے کفر کا قائل نہیں۔ اگر آستانہ بوسی کفر ہوتا تو کوئی عالم بھی اس کے جواز کا قائل نہ ہوتا

فاتحہ مروجہ

فاتحہ مروجہ بعض علماء کے نزدیک بدعت ہے کیونکہ عہدِ رسالت و عہدِ صحابہؓ و تابعین میں یہ طریقہ معمول نہ رہا تھا۔

سوال یہ ہے کہ اوّل تو بدعت کے معنی متعین کئے جائیں کہ بدعت کس کام کو کہتے ہیں اور پھر یہ کہ یہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ۔

(بدعت کے معنی) قاضی عیاض ملکی نے بدعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کل ما احدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھو بدعۃ والبدعۃ فعل مالا یسبق علیہ فیما وافق اصلا من السنۃ یقاس علیھا فھو محمود وما

خالف اصول السنن فهو ضلالۃ۔

(حضور سرورِ عالم ؐ کے بعد جو باتیں پیدا ہوئی ہیں ان کا نام بدعت ہے
سی سنّت سے مستنبط قاعدہ اور اصل کے مطابق ہو وہ بدعۃ حسنہ ہے۔ اور
و اصول سنّت کے مخالف ہو وہ بدعت ضلالہ ہے۔

متذکرہ بالا بیان کردہ تعریف کی روشنی میں فاتحہ مروجہ یقیناً بدعۃ حسنہ میں
قل ہے۔ اسلیے عہدِ رسالت عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں فاتحہ کا مروجہ طریقہ نہ تھا
مانہ مابعد میں اس طریقہ نے شیوع و رواج پایا ہے

(جو لوگ کھانے پینے کی چیزوں پر سیدنا امام حسنؓ و حسین علیہم السّلام
فاتحہ دیتے ہیں وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔

بہرحال حضرت شاہ صاحب کا قول فاتحہ مروجہ کے اثبات و جواز پر
ت پختہ سند ہے۔

لیکن موجودہ دور میں فاتحہ کا جو طریقہ مروّج ہے اُس کی موجود صورت
تائید میں اگرچہ کوئی نص قطعی موجود نہیں۔ لیکن طریقہ مروّجہ کے اجزاء کا
رت ضرور موجود ہے۔

(مثلاً حضرت عبداللہ بن الصّامتؓ نے عہدِ رسالت میں کنواں کھدوایا
ر تیاری کے بعد فرمایا۔ ھذہ لامّ سعد۔ اس کنویں کا پانی جو لوگ پیئیں۔
ں کا ثواب ام سعد کو ملے گا) اس روایۃ سے اتنی بات ثابت ہے کہ جس چیز
واب میت کو ہدیہ کرنا منظور ہو اس کا سامنے ہونا خلاف شرع نہیں بلکہ
ں کی طرف اشارہ کرکے اس کا ثواب مردہ کو بخشنا جائز ہے فاتحہ مروجہ میں
یہی ہوتا ہے کہ فاتحہ کا کھانا یا شیرینی سامنے رکھی جاتی ہے اور اسی سے
ں مقصود میت کو ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔ رہ گیا طعام فاتحہ پر قرآن شریف

پڑھنا تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کہ قرآن پاک کی تلاوۃ بلا قید مکان و زمان باعث خیر و برکت ہی ہے۔ اس لئے فاتحہ کا کھانا یا شیرینی یقیناً بابرکت و تبرک ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ کسیکہ برآں فاتحہ امامین کنند تبرک می شود خوردن آں مستحسن است۔

عرس عرس کی ممانعت اور عدم جواز کے جو لوگ قائل ہیں ان کا استدلال ان چند امور سے ہے۔

(۱) عہد رسالت اور عہد صحابہ و تابعین میں عرس کی کوئی نظیر موجود نہیں
(۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارات پر روشنی کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔
(۳) عرس کے لئے تاریخ کا معین کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

ان دلائل کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

(۴) جو فعل عہد رسالت و صحابہ میں نہ ہوا ہو اگر وہ واقعی ناجائز ہے تو تعلیم کے لئے مدارس کا قیام کہاں جائز ہے نہ عہد رسالت میں کوئی تعلیمی درسگاہ تھی نہ عہد صحابہ میں نہ خیر القرون میں کوئی مولوی مفتی کے نام سے موسوم تھا نہ اس زمانہ میں کتابیں اور کتب خانہ تھے۔

اگر اولیاء اللہ کے عرس کو بدعت کہا جائے تو سوال یہ ہے کہ بدعت کی دو قسموں سیئہ اور حسنہ میں کوئی قسم آپ کے نزدیک مراد ہے۔ بدعت سیئہ تو اس لئے نہیں کہ عرس میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب ہوتا ہے۔ اور یہ

لکتے ہیں کہ جس طرح دینی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام بدعۃ حسنہ ہے
نوعیت عرس کی بھی ہے۔
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مارآہُ المسلمون فھو
ہٗ حسن جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے
قرن اوّل میں عرس نہیں ہوا کرتا تھا کیونکہ اس زمانہ کے لوگ خوف و
نہ الٰہی کے مجسمہ ہوا کرتے تھے۔ ان کے قلوب ان کے ارواح نور ایمان
سے اور تابان تھے۔ ان کے پیش نظر ہمہ وقت آخرت رہتی تھی۔ مگر اب آخر
ں دنیا نہ معلوم کہاں سے کہاں پہونچ گئی۔ نہ مسلمانوں کے دلوں میں خوف
نہ خوف عذاب وعتاب ایسی حالت میں اگر کسی بزرگ ولی اللہ کے
لگ جمع ہو کر صاحب قبر کو مالی اور بدنی عبادت سے ایصال ثواب کرتے
اور اس موقعہ پر حاضر ہو کر آخرت کو یاد کر کے اپنی آخرت کی تیاری کرتے ہیں
فعل کے لئے تو ہمارے نزدیک بدعت کہنا سراسر غلط ہے اس لئے
ن کا دنیا میں کوئی خاص حصہ نہیں بلکہ آخرت کی تمام خوبیاں اور نعمتیں
ے لئے مخصوص ہیں جب اصل مقصد مسلمانوں کا اصلاح آخرت ہے
مقصد کے وسائل و ذرائع بھی یقیناً شرعاً محمود و مستحسن ہوں گے۔
حضرت مولانا شاہ عبد الحق صاحب نے ماثبت بالسنہ میں عرس پر تبصرہ
ہوئے لکھا ہے۔ لم یکن ذالك فی زمان السلف وانما ھو من
حسنات المتأخرین۔ بہر حال جس چیز کو متاخرین علماء شریعت و طریقت
مستحسن سمجھا ہو و حضورؐ کے ارشاد اقدس مارآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن کے مطابق
ہونا جائز یا بدعت کہنا سراسر زیادتی ہے۔
(۲) رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم کہ قبر پر روشنی کرنے والا ملعون ہے بالکل

تعین روز عرس کے متعلق حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے۔
و تعین روز عرس از برائے آنست کہ آں روز مذکر احوال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں امر واقع شود موجب فلاح و نجات ست

دنیاوی کاروبار میں مصروف لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ اپنے کاروبار کے انہماک میں فرائض شرعیہ تک بھول جاتے ہیں۔ یا کاہلی سستی کی بنا پر۔ غفلت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ غیر فرائض شرعیہ کا تو ذکر ہی کیا۔ اس لئے عرس میں لوگوں کے اجتماع کے اعلان اور تشہیر کے لئے تاریخ عرس مقرر کرنے کے سوا کوئی اور چارہ ہی نہیں۔ بلکہ تاریخ مقرر کرنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر عرس ہو کر آخرت کو یاد کر کے اپنی آخرت سدھارنے کی سعی کریں گے بدون تعین تاریخ نہ لوگوں کا اجتماع ممکن ہے اور نہ اعلان و تشہیر ہی ان کو آخرت یاد دلانے کے لئے کافی ہے۔

مزارات پر چادر چڑھانا

"مخالف خیال کے علماء مزارات اولیائے کرام پر چادر چڑھانے کو بھی منع کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جسطرح مکان کے اور دیوار پر کپڑا منڈھنا منع ہے۔ اسی طرح قبر کی انیٹ پتھروں کو چادر لپیٹنا بھی ناجائز ہے"

حدیث مذکرہ سے مخالفین کا استدلال مزارات اولیائے کرام پر چادر چڑھانے کی ممانعت ثابت کرتے لئے کافی نہیں۔ اگر انیٹ پتھر یا در دیوار کو کپڑے سے منڈھنا یا اس پر خوبصورت غلاف چڑھانا ناجائز ہے۔ تو غلاف بیت اللہ شریف کے لیئے ان حضرات کا کیا فتویٰ ہے بیت اللہ شریف بھی

تو پتھر چونہ کا بنایا ہوا ایک مکان ہے۔ اگر خانہ کعبہ غلاف پر اس کے احترام کی وجہ سے
چڑھایا جاتا ہے تو وہ احترام مکین کی نسبت ہی سے تو ہے چونکہ یہ مکان اللہ
تعالےٰ کی طرف منسوب ہے۔ یہ مکان بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر خدا
تعالےٰ کی خاص توجہ و تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ مزارات اولیائے کرام کی
بھی یہی نوعیت ہے۔ ان قبروں میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خاص
ہستی محو استراحت ہیں جن کو بارگاہ رسالت سے نیابت کا اعزاز عطا ہوا ہے
تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کے سچے جانشین
ہیں۔ تو مزارات اولیائے کرام پر چادر پوشی درحقیقت قبر پوشی نہیں بلکہ اس قبر
میں محو خواب کرنے والے ولی اللہ کی خدمت میں ہدیہ عقیدت ہے۔ یہ بات دوسری
ہے۔ کہ ظاہری موت سے آلات دار دستند ہماری نظروں سے مخفی ہیں
اسی کتاب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ خدا کے سچے محب سچے عاشق مرا نہیں
کرتے۔ بلکہ ان کی موت کچھ ایسی نوعیت کی ہوتی ہے۔ جیسے ایک شخص ایک مکان
سے اٹھ کر دوسرے مکان میں چلا گیا ہو انتقال مکان عدم مکین کو مستلزم نہیں
اس کے علاوہ تمام امور طریقت کا مدار صرف دو چیزوں پر ہے۔ محبت اور عقیدت
محبت اور عقیدت کی دنیا ہی اور ہے۔ اس دنیا کے احکام اور قانون ہی اور
ہیں۔ یہاں دنیا کا کوئی قانون نہیں چلتا اور نہ دنیا والوں کی کوئی بات چلتی ہے
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کا مطلب یہ ہے کہ
بلا ضرورت محض زیب و زینت کے لئے دیواروں پر کپڑے لٹکانا اسراف ہے
آپ کے ارشاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قابل تعظیم مقامات کے اظہار تعظیم کے
لئے بھی ایسا کرنا منع ہے۔ اگر حضور سرور عالم کے ارشاد اقدس کا مطلب وہی ہوتا
جو علمائے ظاہر نے سمجھا ہے تو عہد رسالت کے بعد عہد صحابہؓ و تابعینؒ یا اسکے

بعد کسی دور میں غلاف خانہ کعبہ کے متعلق ضرور سوال اٹھتا۔ مگر آج تک کسی نے اس پر کلام نہیں کیا بلکہ اس غلاف کی منزلت وعظمت کا یہ عالم کہ ہر سال لاکھوں حجاج بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ اگر مقدور ہوتا ہے تو غلاف کعبہ کا ٹکڑا تبرکاً اپنے ساتھ لاتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں بہر حال اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر چڑھانا بلا شبہ جائز ہے۔

بعض بڑے بڑے گناہوں کا بیان

عقائد کی کتابوں میں کبیرہ گناہوں کی تعداد ۷۰ تک مذکور ہے گذشتہ صفحات میں بعض ان گناہوں کا ذکر آچکا ہے جنکی پاداش میں مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر اگرچہ تمام کبائر کی تفصیل بیان کرنا دشوار ہے تاہم ان گناہوں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔ جن میں آج کل کے مسلمان عام طور پر مبتلا ہیں۔

اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ۔ خدا تعالےٰ کے معبودیت میں دوسرے کو شریک قرار دینا۔ بت پرستی کرنا۔

وَقَتْلُ النَّاسِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ انسان کو ناحق قتل کرنا۔

وَقَذْفُ الْمُحْصِنَةِ ۔۔ تہمت لگانا منکوحہ پر

وَالزِّنَاءُ ۔ غیر مرد عورت بے نکاح کا باہمی اختلاط کرنا

وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ کافروں کے ساتھ فی سبیل اللہ جنگ (یعنی لڑائی) کرنے کے وقت بھاگ جانا۔

وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ یتیم کا مال ناحق کھالینا۔

وَالسِّحْرُ ۔ ۔ ۔ ۔ جادو کرنا

وَاَکْلُ الرِّبٰو ۔ سود کھانا بلکہ اُس کا لینا دینا ضمانت معرفت سب کا ایک ہی حکم ہے۔

وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ الْمُسْلِمَیْنِ۔ مسلمان ماں باپ کو رنجیدہ کرنا۔

وَالْاِلْحَادُ فِی الْحَرَمِ۔ حرم میں جھگڑا یا قتال یا ظلم کرنا۔

وَشُرْبُ الْخَمْرِ شراب پینا

وَالـ[illegible] اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِی مرد کا مرد کیساتھ مشغول ہونا۔

وَشُرْبُ [illegible] نشہ لانیوالی چیزوں کا کھانا پینا۔

وَاَخْذُ الْمَالِ غَصْبًا وَلَوْ [illegible] دِیْنَارٍ مال چھین لینا ظلم و زبردستی سے اگرچہ ایک دینار ہو۔

وَشَھَادَةُ الزُّوْرِ۔ جھوٹی گواہی دینا۔

وَالْاِفْطَارُ نَھَارَ رَمَضَانَ بِلَا عُذْرٍ [illegible] کے مہینے میں دِن بلا عذر کھانا۔

وَضَرْبُ الْمُسْلِمِ بِغَیْرِ حَقٍّ مسلمانوں [illegible] حق مارنا اور ایذا دینا

وَالْیَمِیْنُ الْفَاجِرَةُ جھوٹی قسم کھا[illegible]

وَقَطْعُ الرَّحِمِ صلہ رحمی نکرنا

وَتَقْدِیْمُ الصَّلٰوةِ عَلٰی وَقْتِھَا وقت آ[illegible] سے پہلے نماز پڑھنا نماز جائز بھی نہیں ہوتی ہے اپنے ذمہ پر باقی ہی رہجاتی ہے۔

وَتَاخِیْرُ الصَّلٰوةِ بِلَا عُذْرٍ بےسبب بے عذر آخری وقت نماز پڑھنا۔ اس امر میں جو شرعی عذر ہے سو معتبر ہے اور دنیا کے کاموں کی مشغولی کا عذر معتبر نہیں ہے۔

وَالْکِذْبُ عَلَی النَّبِیِّ عَمَدًا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھوٹ

...مد الولنا

وَسَبُّ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔ رسول اللہ صلی اللہ ...یہ والہٖ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا اور ان سے بدگمان ...تقاد رہنا۔

وَکِتْمَانُ الشَّہَادَۃِ بِلَاعُذْرٍ بے عذر گواہی چھپانا۔

وَاَخْذُ الرِّشْوَۃِ۔ رشوت لینا۔ عقائد سنیہ میں ہے کہ حق تعالیٰ تین ...خصوں پر لعنت کرتا ہے (۱) رشوت لینے والا۔ (۲) رشوت دینے ...(۳) رشوت کی ضمانت کرنے والا۔

وَمَنْعُ الزَّکٰوۃِ۔ زکوٰۃ فرض ہونے پر نہ دینا۔

وَتَرْکُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّہْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ مَعَ الْقُدْرَۃِ قدرت ہونے ...امر بالمعروف چھوڑ دینا۔ اور نہی عن المنکر سے پہلوتہی کرنا

وَنِسْیَانُ الْقُرْاٰنِ بَعْدَ تَعَلُّمِہٖ۔ قرآن سیکھ کر بھول جانا۔

وَاِحْرَاقُ الْحَیْوٰنِ بِالنَّارِ جاندار چیز کو آگ میں جلانا پانی میں ڈبو کر ...ارنا بھی ایسا ہی ہے کیونکہ یہ دونوں عذاب خاص خدا تعالیٰ کے ہیں۔

وَامْتِنَاعُ الْمَرْاَۃِ مِنْ زَوْجِہَا بِلَا سَبَبٍ جورو کا اپنی نزدیکی سے مرد ...منع کرنا بے سبب

وَالْیَاْسُ مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ خدا تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہونا۔

وَالْاَمْنُ مِنْ مَّکْرِ اللّٰہِ خدا تعالیٰ کے مکر سے یعنی اس کے عذاب ...غضب سے بےخوف اور بےفکر رہنا۔

وَاِہَانَۃُ اَہْلِ الْعِلْمِ وَحَمَلَۃِ الْقُرْاٰنِ اہانت اور حقارت عالموں ...قرآن کے حافظوں کی کرنا۔

وَاَکْلُ لَحْمِ الْخِنْزِیْرِ سور کا گوشت کھانا

شرح مقاصد اور شرح عقائد جلالی میں اتنے ہی کبائر مذکور ہیں۔

حافظ شیخ ابن حجر مکی نے الزواجر عن اقتراف الکبائر کتاب میں لکھا ہے

اَلرِّیَاءُ خلق کو دکھلانے کے واسطے عبادت اور نیکی کرنا۔

وَالْغَضَبُ بِالْبَاطِلِ ناحق اور باطل پر غضب کرنا۔

وَالْحِقْدُ دل میں کینہ رکھنا۔

وَالْکِبْرِیَاءُ بڑائی اور بزرگی دل میں رکھنا

وَالْحَسَدُ دوسرے کے مال ومتاع اور جاہ مرتبے پر حرص کرنا اور حسد نیکیوں کھا جاتا ہے

وَالْعُجْبُ خود پسندی کرنا اور اپنے کاموں کو آپ ہی اچھے جاننا۔

وَالْخُیَلَاءُ پندار اور غرور کرنا

وَالنِّفَاقُ ظاہر میں کچھ باطن میں کچھ۔

وَالْخَوْضُ فِیْمَا لَا یَعْنِیْ بے فائدہ باتوں میں فکر کرنا اور خیالی تدبیروں میں مصروف رہنا۔

وَخَوْفُ الْفَقْرِ زکوۃ دینے سے اور خویش واقارب کو کھلانے سے اور نیک کام میں خرچ کرنے سے فقر و افلاس کا خطرہ

وَالنَّظْرُ اِلَی الْاَغْنِیَاءِ وَتَعْظِیْمُھُمْ لِغِنَائِھِمْ۔ توانگروں کیطرف امید کی نظر رکھنا اور توانگری کے سبب اُن کی تعظیم کرنا۔

وَالْاِسْتِھْزَاءُ بِالْفُقَرَاءِ لِفَقْرِھِمْ اہانت کرنا فقیروں کی ان کی فقیری کی وجہ سے۔

وَالتَّنَافُسُ فِی الدُّنْیَا وَالْمُبَاھَاۃُ بِھَا دم مارنا دنیا میں اور اس پر فخر کرنا

ے حاصل ہو نیسے سربلندی پیدا کرنا

وَحُبُّ الْمَدْحِ بِمَا لَا يَنْفَعُهٗ دوست رکھنا اپنی مدح کو جو انکو نفع

ہیں دیتی ہے۔

وَالْاِشْتِغَالُ بِعُيُوْبِ الْخَلْقِ عَنْ عُيُوْبِ النَّفْسِ مشغول ہونا خلق

کے عیبوں میں اور اپنے عیبوں کو بھول جانا۔

وَنِسْيَانُ النِّعْمَتِ نعمت فراموش کرنا

وَتَرْكُ الشُّكْرِ شکر ترک کرنا

وَعَدَمُ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ خدا تعالےٰ کی قضا سے ناراض رہنا۔

وَالْمَكْرُ مکر و حیلہ کرنا اور بد اندیشہ رکھنا

وَالْخِدَعُ فریب دینا

وَاِرَادَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا میں ہی جیتے رہنے کا ارادہ رکھنا اور موت

و آخرت کو بھول جانا

وَسُوْءُ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ مسلمان سے بدگمان رہنا۔

وَالرِّضَاءُ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالطَّمَانِيَّةُ اِلَيْهَا دنیا کی حیات پر خوش

رہنا اور اس کی طرف سے قرار و تسلی حاصل کرنا

وَالنِّسْيَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالدَّارِ الْاٰخِرَةِ حق تعالیٰ کو بھول جانا اور

آخرت کے گھر کو فراموش کرنا۔

وَسُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى حق تعالیٰ سے بدگمان رہنا اور بہتری

کے حال میں حق تعالےٰ سے خوش رہنا اور خرابی کے حال میں اس سے شاکی

اور ناخوش رہنا۔

وَتَعَلُّمُ الْعِلْمِ لِلدُّنْيَا دنیا کے واسطے علم سیکھنا اور علم کے وسیلے

امیروں کے پاس جاہ و مرتبہ پیدا کرنا۔

وَعَدَمُ الْعَمَلِ بِالْعِلْمِ علم کے موافق عمل نکرنا۔

وَالدَّعْوٰی بِالْعِلْمِ وَالْقُرْاٰنِ اَوْشَیْءٍ مِنَ الْعِبَادَاتِ زَهْوًا اَوِافْتِخَارًا بِغَیْرِ حَقٍّ وَلَا ضَرُوْرَةٍ علم اور قرآن کو اچھی طرح جاننے یا اچھی عبادت کرنے کا دعویٰ رکھنا ناحق اور بے ضرورت

وَاِضَاعَةُ حَقِّ الْعُلَمَاءِ عالموں کا حق ضائع کرنا اور عالموں کی تعظیم اور خدمت نکرنا

وَالْاِسْتِخْفَافُ لَهُمْ عالموں کی خفت کرنا اور ان کو سبک جاننا۔

وَسَنُّ سُنَّةٍ سَیِّئَةٍ ایک نیا طریقہ نکالنا یعنی شرع میں جو ثابت نہیں ہے اس کو رواج دینا

وَتَرْكُ السُّنَّةِ یَعْنِی الْخُرُوْجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ سنت ترک کرنا یعنی سنت وجماعت کے مذہب سے باہر ہونا

وَمَحَبَّةُ الظَّلَمَةِ وَالْفَسَقَةِ بِاَیِّ نَوْعٍ كَانَ فِسْقُهُمْ ظالموں اور بدکاروں سے محبت رکھنا ان کا ظلم و فسق کیسا ہی ہو۔

وَكُفْرَانُ النِّعْمَةِ الْمُحْسِنِ احسان کرنیوالے کی نعمت کو چھپانا اور اس کے احسان کو فراموش کرنا اور شکر نہ کرنا یعنی جب ایک شخص نے اپنے پر احسان کیا تو اسکے بدلے تمام عمر حاضر و غائب اسکی تعریف اور خیر خواہی میں رہنا واجب ہے اس کا خلاف کفران نعمت ہے۔

وَتَرْكُ الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِسْمَاعِ ذِکْرِہٖ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنکر درود نہ بھیجنا۔

وَالْاَکْلُ فِی اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا

وَنِسْيَانُ الْقُرْاٰنِ اَوْاٰیَۃٍ اَوْحَرْفٍ مِّنْہُ بھول جانا قرآن کو اگرچہ ایک آیۃ ہو یا ایک حرف

وَالتَّغَوُّطُ فِی الطَّرِیْقِ راہ میں بول براز کرنا

وَعَدَمُ التَّنَزُّہِ مِنَ الْبَوْلِ فِی الْبَدَنِ اَوِالثَّوْبِ پیشاب سے بدن یا کپڑا پاک نہ رکھنا

وَالنَّوْمُ عَلٰی سَطْحٍ لَا تَحْجِیْرَ لَہٗ ایسی چھت پر اطراف میں پردہ نہ ہو سونا اور بیٹھنا۔

وَتَرْکُ وَاجِبٍ مُتَّفَقٍ عَلَیْہِ اَوْ مُخْتَلَفٍ فِیْہِ عِنْدَمَنْ یَّرَی الْوُجُوْبَ کَتَرْکِ الطُّمَانِیْنَۃِ فِی الرُّکُوْعِ اَوْغَیْرِہٖ۔ ترک کرنا واجب کا جو متفق علیہ ہے یا مختلف فیہ نزدیک اس شخص کے جو اُس کا واجب ہونا جانتا ہے جیسا چھوڑ دینا قرار کا رکوع وغیرہ میں یعنی ایک چیز کا وجوب سب علماء کے نزدیک ثابت ہو تو اس کا ترک کرنا سب کے پاس کبیرہ ہے جیسا ڈاڑھی رکھنا سب کے نزدیک واجب ہے اُس کا نہ رکھنا سب کے نزدیک کبیرہ ہے۔

وَاِمَامَۃُ الْاِنْسَانِ لِقَوْمٍ لَہٗ کَارِھُوْنَ جس سے قوم نفرت رکھے وہ اس قوم کی امامت کرنا۔

وَقَطْعُ الصَّفِّ صف کاٹنا۔

وعدم تسویتہٖ صف برابر نہ باندھنا صف برابر باندھنے میں صفائی حاصل ہوتی ہے اور نفاق دور ہوتا ہے

وَمُسَابَقَۃُ الْاِمَامِ امام سے آگے ہونا

وَرَفْعُ الْبَصَرِ اِلَی السَّمَآءِ وَالْتِفَاتُ اِلَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ۔ نماز میں

ن کیطرف نظر اٹھا کر دیکھنا اور اس کی جانب نگاہ کرنا۔

وَالْاِخْتِصَارُ فِیْہِ نماز میں اختصار اور کمی کرنا۔

وَسَفَرُ الْاِنْسَانِ وَحْدَہٗ تنہا سفر جانا۔

وَتَرْکُ السَّفَرِ وَالرُّجُوْعُ مِنْہُ تَطَیُّرًا جانوروں سے شگون لیکر سفر ترک کرنا اور سفر سے واپس آجانا۔

وَتَخَطِّی الرِّقَابِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ جمعہ کے روز لوگوں کے کندھوں کو پھلانگتے ہوئے آگے جانا۔

وَزِیَارَۃُ النِّسَآءِ وَتَشْیِیْعُھُنَّ الْجَنَائِزَ عورتوں کا زیارت کرنا اور جنازے کے ساتھ جمع ہونا۔

وَالرُّقٰی منتر پڑھنا ایسا کہ جسکی معنے معلوم نہیں۔

وَتَعْلِیْقُ التَّمَائِمِ وَالْحُرُوْفِ نظر بد دفع ہونے کے واسطے کوڑیاں وغیرہ کوئی چیز بچے کے یا بیمار وغیرہ کے گلے میں باندھنا اور تعویذ جو مخالف شرع ہو۔

وَشَتْمُ الدَّیْنِ عَلٰی مَدْیُوْنِہٖ الْمُعْسِرِ مَعَ عِلْمِہٖ بِاِعْسَارِہٖ قرض مانگنا اپنے قرضدار سے مقروض کو نادار سمجھتے ہوئے اور اس کو تنگ و پریشان کرنا جانتے ہوئے کہ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے

وَسُؤَالُ الْغَنِیِّ بِمَالٍ اَوْ کَسْبٍ التَّصَدُّقَ عَلَیْہِ طَمَعًا تونگر کا بھیک مانگنا یا طمع کے رو سے بھیک مانگنے کا کسب اختیار کرنا۔

وَضَرْبُ مِزْمَارٍ وَاسْتِمَاعُہٗ شہنائی او بانسری اور جو کہ اس قسم سے ہو بجانا اور اس کو سننا۔

تمت بالخیر